عالم اسلام کو
عید میلاد النبی ﷺ مبارک ہو

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور

نومبر 2021

علمائے دنیا اور علمائے آخرت

علم سوئے در اللہ برد
نہ سوئے نفس و مال و جاہ برد
علم را چوں تو خوانی از بازی
آلت ساز جاہ انان سازی

(علم تو اللہ کے در کی طرف رہبری کرتا ہے نہ یہ کہ نفس و مال و مرتبہ کی سمت۔ اگر علم کو یوں ہی پڑھتے ہو کہ مال و دولت و جاہ و منصب حاصل کرو تو یہ بیکار ہے۔

اور آج کل اس بلا میں علمائے دنیا مبتلا ہیں "مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا" (ان کی مثال اس گدھے کی ہے جس پر بوجھ لدا ہوا ہے) اور علمائے آخرت وہ ہیں جن کے حق میں ہے، مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الْأَنْبِيَاءِ کما نطق الشرع عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ (کہ ان کی مثال انبیا کی ہے جیسا کہ شرع ناطق ہے میری امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کی طرح ہیں)

علمائے آخرت ان آفات سے پاک ہو گئے ہیں اور پاک ہیں، ان کی صفت یہ ہے جو کہی گئی ہے۔"

(مکتوبات صدی، از: سید شرف الدین احمد یحییٰ منیری)

مبارک حسین مصباحی

R.N.I. No. 29292/76
Regd. No. AZM/N.P.2

THE ASHRAFIA MONTHLY

November 2021

Mubarakpur Azamgarh (U.P.) 276404 (INDIA)
Ph. (o5462) 250149, 250092,
Fax-251448

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

اہل سنت و جماعت میں محتاجِ تعارف نہیں، اس کی دینی، علمی اور تعلیمی خدمات ہر طرف روشن ہیں، تعلیمی اور تعمیری امور سے متعلق بے پناہ ضرورتیں سامنے ہیں، آپ حضرات سے گذارش ہے کہ حسب ذیل ذرائع سے اپنی رقوم ارسال فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل آپ کو دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین

عبد الحفیظ عفی عنہ
سربراہِ اعلیٰ
الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

(Tel.) - 05462-250092 (Mob. No.) 9450109981 Mahnama Ashrafia: 05462-250149
Fax No. 05462-251448 (Mumbai Office) 022-23726122
(Delhi Office) Tel. 011-23268459, Mob.No. 9911198459
www.aljamiatulashrafia.org Email: info@aljamiatulashrafia.org

(For Education)	(For Construction)
(1) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Central Bank of India** **A/C 3610796165** IFSC. Code: CBIN 0284532	(1) Aljamiatul Ashrafia **Central Bank of India** **A/c 3610803301** IFSC. Code: CBIN 0284532
(2) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Union Bank of India** **A/C 303001010333366** IFSC. Code: UBIN 0530301 Branch Code: 530301	(2) Aljamiatul Ashrafia **Union Bank of India** **A/c 303002010021744** IFSC. Code: UBIN 0530301 Branch Code: 530301
(3) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Punjab National Bank** **A/c 05752010021920** IFSC. Code : PUNB0057510	(3) Aljamiatul Ashrafia **Punjab National Bank** **A/c 05752010021910** IFSC. Code : PUNB0057510

UPI
BHIM UPI Payments Accepted at
Darul Uloom Ahle Sunnat Madarsa Ashrafia Misbahul Uloom
Account Number : 3610796165, IFSC Code: CBIN0284532
Scan and Pay using any UPI supported Apps

(1)- Exempted u/s 80G, (5) (VI), of Income Tax Act. 1961, Vide File No. Aa.Ayukt/Gkp/80G, Redg. S.No. 178/2011-12 Dt. 30/8/2011 w.e.f A.Y 2012-13 (F.Y.2011-12)
(2)- Exempted u/s 12A, Vide Letter No. 177/2011-12

Only for Foreign Countries. FCRA Registration. No.236250051 Nature: Educational Social. For Account Detail, please visit http://aljamiatulashrafia.in/donation.php?lang=EN

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبد العزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی اور علمی ترجمان

ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور

ربیع الثانی 1443 | نومبر 2021 | جلد: 45..... شمارہ 11

مجلسِ مشاورت

مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی

مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی

مولانا محمد ادریس بستوی مصباحی

مولانا محمد عبد المبین نعمانی مصباحی

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: مبارک حسین مصباحی

منیجر: محمد محبوب عزیزی

تزئین کار: مہتاب پیامی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ یو۔ پی۔ ۲۷۶۴۰۴	**THE ASHRAFIA MONTHLY** Mubarakpur. Azamgarh (U.P.) India. 276404	قیمت عام شمارہ: 30 روپے سالانہ (بذریعہ سادہ ڈاک) 300 روپے سالانہ (بذریعہ رجسٹری) 600 روپے
چیک اور ڈرافٹ بنام ASHRAFIA MONTHLY بنوائیں	کوڈ نمبر 05462 دفتر ماہنامہ اشرفیہ 250149 الجامعۃ الاشرفیہ 250092 دفتر اشرفیہ ممبئی فون/فیکس 23726122	سری لنکا، بنگلادیش، پاکستان، سالانہ 750 روپے دیگر بیرونی ممالک 25$ امریکی ڈالر 20£ پونڈ

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

Email : ashrafiamonthly@gmail.com
mubarakmisbahi@gmail.com
info@aljamiatulashrafia.org

ASHRAFIA MONTHLY
A/c No. 3672174629
Central Bank Of India
Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532

اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

مولانا محمد ادریس مصباحی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

نگارشات

اداریہ	تصوف اور عہد حاضر، چند معروضات	مبارک حسین مصباحی	3
	مطالعۂ قرآن		
تفہیم قرآن	ہر شے اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے (دوسری قسط)	مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری	7
	مطالعۂ حدیث		
تفہیم حدیث	صحابۂ کرام اور محبتِ رسول ﷺ	مولانا محمود علی مشاہدی	10
	فقہیات		
آپ کے مسائل	کیا فرماتے ہیں علمائے دین؟	مفتی محمد نظام الدین رضوی	12
	نظریات		
فکر امروز	صالح اسلامی معاشرے کی تشکیل (دوسری قسط)	مولانا بدر الدجیٰ رضوی مصباحی	14
	اسلامیات		
شعاعیں	رسول اللہ ﷺ کا مقامِ رسالت	مفتی محمد علی قاضی مصباحی	18
	نیند یقیناً اللہ کی نعمت و رحمت ہے	حافظ محمد ہاشم قادری	20
	معمولات اہل سنت		
ترغیب عمل	عیدوں کی عید، آؤ کچھ نیا کریں	مفتی توفیق احسن برکاتی	22
	صوفیات		
بزم تصوف	حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کی چند تصانیف و ملفوظات (آخری قسط)	مبارک حسین مصباحی	24
	اساطین تصوف		
ذکر جمیل	حضرت سری سقطی، احوال و آثار	محمد اعظم مصباحی مبارک پوری	29
	شخصیات		
دربار میرانیہ	تذکرۂ نبیران غوث اعظم	مہدی حسن قادری نظامی	31
انوار حیات	ناموس رسالت کے تحفظ میں مفتی ضیا احمد قادری کی قلم کاریاں	سید صابر حسین شاہ بخاری قادری	34
	بزم دانش		
فکر و نظر	اسمبلی انتخابات میں مسلمان کیا کریں؟	شاہد زبیری/محمد شہادت حسین فیضی	38
	ادبیات		
گوشۂ ادب	نور کے ساغر میں حمد و مناجات کی تابشیں	مبارک حسین مصباحی	41
نقد و نظر	سہ ماہی دیوان کا شخصیات نمبر	مہتاب پیامی	47
خیابان حرم	نعت و منقبت	پروفیسر اقبال عظیم/اختر شیرانی/توفیق احسن مصباحی	49
	وفیات		
سفر آخرت	راجا رشید محمود، آسمانِ نعت کا ایک آفتاب	سید صابر حسین شاہ بخاری قادری	50
	مکتوبات		
صدائے بازگشت	سید تمیم احمد گوہر/محمد فروغ القادری/محی الدین حسنین بدر قادری		53
	سرگرمیاں		
خیر و خبر	تحریک دعوت انسانیت کے زیر اہتمام دو روزہ اہم تعلیمی نشست		56

۷۸۶

تصوف اور عہدِ حاضر

چند معروضات

مبارک حسین مصباحی

آج ہمیں اداریہ لکھنا تھا مگر یہ طے نہیں کر پا رہے تھے کہ کس موضوع پر کیا لکھا جائے، اتنے میں ذہن پر زور دیا اور دل میں ایک موضوع ابھر آیا، کیوں نہ آج علماے کرام کے عنوان پر لکھا جائے، یہ شرعی تقاضا بھی ہے اور عہد حاضر کی شدید ضرورت بھی۔ ہماری نظر مکتوبات صدی پر پڑ گئی، علم کے حوالے سے چند مکتوبات دیکھے، کسی بھی چیز کے دیکھنے دیکھنے کا فرق ہوتا ہے۔ بہت مشہور ہے کہ نظریں بدل گئیں تو نظارہ بدل گیا۔

واضح رہے کہ اس نشست میں ہماری گفتگو علمِ دین کے حوالے سے ہوگی۔ علما کی دو اہم اور بنیادی قسمیں ہیں۔ ایک علماے حق اور دوسرے علماے سو۔ دنیاوی علما اور اخروی علما۔ اب آپ ذرا اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ بعض علما ریاکاری، نام و نمود، حرص و ہوس کے پیکر اور دولت و اقتدار کے رسیا ہوتے ہیں۔ اپنی عبادت و ریاضت کی خوب نمائش کرتے ہیں۔ بے عملی، دولت و قیادت کی ہوس، غیبت، چغل خوری، رشوت، دھوکا اور فریب دہی وغیرہ بے شمار عادات قبیحہ کم یا زیادہ عام طور پر علما میں پائی جاتی ہیں ان قبیح عادتوں کے شکار ہم بھی ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب شافعِ محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

شیخ شرف الدّین یحییٰ منیری قدس سرہ کی ولادت 661ھ/1263ء ہے اور وصال 5 شوال 786ھ/3 جنوری 1381ھ ہے۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی نمازِ جنازہ تارکِ سلطنت سیدنا مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے پڑھائی۔ شرعی علوم و فنون سے فراغت کے بعد آپ نے روحانی علوم کی جانب توجہ فرمائی اور مرید ہونے کے بعد تیس سال تک بہیار اور راجگیر کے جنگلوں میں گزارے۔ آپ نے کثیر کتابیں تصنیف فرمائیں، مکتوبات صدی اور مکتوبات دو صدی آپ کی مشہور مطبوعہ تصنیفات ہیں۔ ”مکتوبات صدی“ میں علم، علما، علم ظاہر و باطن اور شریعت و طریقت پر کئی خطوط تحریر فرمائے ہیں ہیں، ذیل میں ہم نے انھیں خطوط سے کچھ اقتباسات نقل کیے ہیں۔

مکتوب نمبر 2 کا آغاز فرماتے ہیں:

> ”تم جانو حکم یہ ہے کہ (أُطْلِبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصِّيْنِ) علم طلب کرو اگرچہ چین میں ہو۔ لیکن لوگوں کا حال آج اس کے برعکس ہے گویا ان کو حکم دیا گیا ہے کہ أطلبوا الدنيا ولو كان بالصين (دنیا حاصل کرو اگر اس کے لیے تمھیں چین جانا پڑے)۔
>
> اگر کل قیامت کے دن یہ سوال ہو کہ کیا تم طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ (علم حاصل کرنا تمام مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں پر فرض ہے) کا فرمان نہیں پہنچا تھا؟ اگر پہنچا تھا تو کیوں تم نے حاصل نہیں کیا؟ پتہ نہیں اس سوال کا کیا جواب دیا جائے گا، شاید یہ جواب دیں کہ زن و فرزند کا غم اور کھانے و کپڑے کی فکر نے فرصت نہیں دی۔ اگر یہ عذر قبول ہو گیا تو پورے طور پر چھٹکارا مل جائے، کیا کہا جائے؟ یہی نا کہ پہر تو اچھا ہے یہ مال و اسباب جو موجود ہو۔“

اس کے بعد حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری نے دو باتیں پیش فرمائی ہیں۔ پہلی بات یہ کہ ” تو ضروری ہے کہ علم کا طلب کرنا فرض ہو جائے۔“ آپ تحریر فرماتے ہیں:

mubarakmisbahi@gmail.com

"اے بھائی! جب کہ شرع میں بغیر علم کے عمل کی درستگی قطعاً ممکن نہیں اور ایسے عمل سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا، مقصود تک پہنچنا عمل کے بغیر ممکن نہیں۔ تو ضروری ہے کہ علم طلب کرنا فرض ہو جائے۔"

آپ نے اس میں واضح فرمادیا کہ شریعت میں بغیر علم کے عمل ممکن نہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس کا نقد فائدہ یہ ہوا کہ جو پیرانِ طریقت جہالت کی قبا پہنے رہتے ہیں اور علم کے بغیر عمل کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کی پول بھی پوری طرح کھل گئی۔ بعض ناہنجار صوفیا تو یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ہم تو مسجد حرام میں نماز ادا کرتے ہیں۔ حالاں کہ سب دیکھتے ہیں کہ وہ بسترِ استراحت پر خراٹے لے رہے ہیں۔ اس قسم کے لوگ تو ہر زمانے میں رہے ہیں، مگر عہدِ حاضر میں کچھ زیادہ ہیں۔

حضرت منیری قدس سرہ ایک دل چسپ بات نوٹ فرماتے ہیں:

"ایک بزرگ نے شیطان کو دیکھا بیکار و معطل بیٹھا ہے۔ انھوں نے پوچھا اے ملعون تو بیکار کیوں ہے؟ اس نے کہا اب جب کہ علماے دنیا پیدا ہو گئے ہیں، میرا کام ختم ہو گیا ہے۔"

صوفیا کے یہاں بڑی گہرائی اور دور اندیشی ہوتی ہے، اب تک آپ نے جو پڑھا، بقول حضرت یحییٰ منیری "یہ علم تو اعضا و جوارح کے عمل کا علم ہے جو کہا گیا"—اب اس کے بعد حضرت ان اوصاف حسنہ اور عاداتِ قبیحہ کی طرف آتے ہیں جن کا تعلق دلوں سے ہوتا ہے، مثال کے طور پر دیکھیے کسی کا توبہ کرنا۔ ایک شخص زبان سے کہتا ہے، مگر دل اس کے موافق نہیں، بلکہ بظاہر لوگوں پر اپنی توبہ ظاہر کرنے کے لیے کہہ رہا ہے، مگر دل میں نفاق ہے، وہ زبان سے توبہ کر رہا ہے مگر دل ہی دل میں سوچ رہا ہے کہ بس بے وقوف بنانا ہے تاکہ لوگ ہم سے محبت کریں، یا کسی عہدے کا طلب گار ہے تو وہ اسے مل جائے، بعد میں دیکھا جائے گا۔ بری چیزوں میں اسی طرح حسد ہے زبان تو تعریف میں رطب اللسان ہے مگر دل حسد سے بھرا ہوا ہے کہ بس—الامان والحفیظ۔

اس قلبی عمل کا نام تصوف و طریقت ہے۔ حضرت فرماتے ہیں: "ان دونوں قسموں کے احکام کا علم بھی فرض عین ہے۔" اب آپ ذیل میں حضرت کا نقش تحریر ملاحظہ فرمائیے۔

"وہ صفات ممکنہ کہ دل جس کے اوصاف سے متّصف ہوتا ہے یہ بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک قسم ان صفتوں کی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہوتی ہے وہ صفات محمودہ یعنی تمام اچھی صفتیں ہیں جیسے توبہ، زہد، توکل، رضا و تسلیم وغیرہ اور دوسری قسم اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والی صفتیں ہیں یعنی صفات مذمومہ جیسے دنیا کی محبت، مال و جاہ کی محبت، حسد، کبر، بخل اور اسی طرح کی دوسری تمام بری صفتیں۔ ان دونوں قسموں کے احکام کا علم بھی فرض عین ہے۔ کیوں کہ اس علم کے بغیر عمل صحیح نہیں ہو سکتا، اور بغیر علم کے مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔"

حضرت نے اپنے مکتوب نمبر 2 میں حضرت شیخ عمر کو نصیحت فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

"اے بھائی! اس راہ میں دو اصل کام ہیں، اسے تھوڑا نہ سمجھو، پورے ہوش سے سنو۔ اگر تم سے ہو سکے تو اس پر عمل کرو۔ ایک ظاہری اعضا کو معصیت اور گناہوں کی گندگیوں سے پاک کرتا ہے اور دوسرا دل کو بری صفتوں کی آلودگیوں سے صاف کرتا ہے، جس وقت ظاہر و باطن کی یہ طہارت تمھیں حاصل ہو گئی اسی وقت ملک و ملکوت کے اسرار تم پر کھل گئے۔ اور شربت نری ابراھیم ملکوت السموات والارض (ہم نے دکھلائے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کے اسرار) تم نے نوش جان کر لیا۔ ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب۔ (بیشک اللہ پاک ہے اور پاکیزگی قبول فرماتا ہے) کی خلعتِ خاص زیب تن کر لی۔ ساقی کا در کھلا ہوا ہے، ساغر چل رہے ہیں، جسے ہمت ہے وہ بڑھ کر جام اٹھالے۔"

صحبتِ صالح ترا صالح کند　　صحبتِ طالح ترا طالح کند

اب آپ مکتوب نمبر 20 ملاحظہ فرمائیے، اس میں بھی حضرت نے اپنی گراں قدر اور نتیجہ خیز نصیحتوں سے سرفراز فرمایا ہے:

"اگر کوئی شخص بغیر علم کے تمام عمر مجاہدہ وریاضت کرتا رہے، وہ جیسے تھا ویسا ہی رہے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی برسوں سے بے وضو نماز پڑھتا رہا ہو اور بغیر ایمان لیے ہوئے یعنی کافر قرآن کی تلاوت کرتا رہا ہو لیکن تمہیں معلوم ہو کہ علم دو طرح کے ہیں اور دوسرا علم وہ ہے جو سینہ کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ اس علم کی تین قسمیں ہیں۔ بعض یہ ہے کہ اللہ کے ولیوں میں اترتے ہیں اسے الہام کہتے ہیں ایک اور قسم وہ ہے جو پیغامبران علیہم السلام کے واسطہ صدیقوں کے سینہ میں پہنچتے ہیں اور اسی طرح پیروں کے واسطہ سے مریدان کے سینہ میں پہنچتے ہیں۔ چناں چہ اس حدیث شریف کے یہی معنی ہیں:

اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِهٖ نَبِیٌّ فِیْ اُمَّتِهٖ. پیر اپنے مریدوں کی جماعت میں ویسے ہی ہیں جیسے نبی اپنی امت میں ہوتے ہیں۔"

اس کے بعد حضرت نے ایک اہم نکتہ کی جانب توجہ مبذول کرائی ہے:

"بہت سارے مجاہدے اور ریاضتیں وہاں نہیں پہنچا سکتیں جہاں اس جماعت صوفیا کے بزرگوں کی ایک روز کی نیک صحبت پہنچا دیتی ہے، یوں سمجھو۔

مور مسکیں ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد   دست در پاے کبوتر زد و ناگاہ رسید

(بے چاری غریب چیونٹی کو کعبہ پہنچنے کی ہوس ہوئی، کبوتر کے پاؤں سے لپٹی اور پہنچ گئی۔)

دوسری مثال بھی دیکھیے۔ حضرت نے اپنے تجربات سے صحبت کی تاثیر کے حوالے سے کتنی اہم مثالیں پیش فرمائی ہیں۔

"کیا یہ نہیں دیکھتے کہ لکڑی اور خس وخاشاک کے مزاج میں سکون سے ایک جگہ پڑے رہنا ہے اور جب اسی لکڑی اور تنکے کو پانی کی قربت وصحبت حاصل ہوتی ہے تو پانی کے بہاؤ کے ساتھ یہ بھی بہنے لگتی ہے اور اسی طرح چیونٹی کی صفت پرواز کی نہیں ہے جب کبوتر کی صحبت اسے نصیب ہوئی تو کبوتر کی پرواز کے ساتھ چیونٹی بھی اڑنے لگی۔ جاری ہونا پانی کی صفت ہے، اڑنا کبوتر کی صفت ہے، صحبت کی وجہ سے لکڑی اور چیونٹی کو یہ بات حاصل ہوتی ہے۔"

اب مکتوب 143 میں علماے آخرت کی صحبت کی جانب توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ فرماتے ہیں: "یہ علم خاص اہلِ طریقت کے ساتھ مخصوص ہے، جو آخرت سنوارنے والے علما ہیں۔"

"واضح ہو، اس جانب سے قبول ہے لیکن راہ طے کرنا آں عزیز کی جانب سے ہے۔ جب آپ نے مشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کا طاقیہ پہن لیا ہے تو عبادت وریاضت میں رسم کو توڑ دینا چاہیے اور عادت کے زنار کو کاٹ ڈالنا چاہیے۔ راہ طریقت میں قدم صدق دل سے رکھنا چاہیے اور حقیقت کی طلب میں ہمت بلند کرنی چاہیے، اس لیے کہ بے ہمت مرید کسی مقام تک نہیں پہنچتا ہے۔

اے بھائی! یہ علم خاص اہل طریقت کے ساتھ مخصوص ہے جو آخرت سنوارنے والے علما ہیں العلماء ورثة الأنبياء (علماء انبیا کے وارث ہیں) خلافت انھیں کو زیبا ہے اور انھیں نیک صحبت اور خدمت خلعت کا انعام حاصل ہوتا ہے۔"

علم کے باوجود عمل کو ترک کرنے والے علما کو اپنے غضب ناک قلم کا تیور دکھاتے ہوئے حق وانصاف کے ساتھ ارشاد فرماتے ہیں:

"لیکن دنیا دار علما کی صحبت سے ہرگز یہ وراثت حاصل نہیں ہو سکتی۔ لیکن رسم وعادت جو حقیقتاً بت پرستی

ہے۔وہ ملے گی۔"

مکتوب نمبر157 میں "حاجت سے زیادہ علم حاصل کرنے میں" اس مکتوب کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیے، آپ تحریر فرماتے ہیں:

"آں عزیز کو معلوم ہو کہ فرض کی مقدار سے زیادہ علم حاصل کرنا اپنی ذات سے مستحسن ہے۔ یہ کمال علم کی صفت ہے اور تبحر ہے دین میں۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ آج کل اکثر و بیشتر دینی امور اور دوسرے کسب و کمائی کی طرح ہو گئے ہیں۔ دنیا کا حصول اور امیروں، دولت مندوں کے توشہ خانہ اور ان کے املاک سے نفع حاصل کرنے کا وسیلہ بن گئے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ہلاکت ہے۔ مثنوی۔

علم سوئے درالہ برد — نہ سوئے نفس ومال وجاہ برد

علم راچوں تو خوانی از بازی — آلت ساز جاہ ازاں سازی

(علم تو اللہ کے در کی طرف رہبری کرتا ہے نہ یہ کہ نفس و مال و مرتبہ کی سمت۔ اگر علم کو یوں ہی پڑھتے ہو کہ مال و دولت و جاہ و منصب حاصل کرو تو یہ بیکار ہے۔

اور آج کل اس بلا میں علمائے دنیا مبتلا ہیں " مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا "(ان کی مثال اس گدھے کی ہے جس پر بوجھ لدا ہوا ہے) اور علمائے آخرت وہ ہیں جن کے حق میں ہے، مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الْاَنْبِيَاءِ كما نطق الشرع عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَأَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ (کہ ان کی مثال انبیا کی ہے جیسا کہ شرع ناطق ہے میری امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیا کی طرح ہیں)

علمائے آخرت ان آفات سے پاک ہو گئے ہیں اور پاک ہیں، ان کی صفت یہ ہے جو کہی گئی ہے۔"

غوث العالم سید مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"اولیا فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مرتبہ پر نہیں پہنچتے جب تک کہ وہ پیشوئے قوافل اصفیا، مقتدائے طوائف اولیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت کا ظاہراً باطناً، قولاً و فعلاً، اعتقاداً کامل اتباع و پیروی نہ کریں۔"

علم کی اہمیت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"اگر کسی کو معلوم ہو کہ اس کی زندگی کے سات دن باقی رہ گئے ہیں تو اس کو صرف علمِ فقہ حاصل کرنا چاہیے، علمِ دین کا ایک مسئلہ جاننا ہزار رکعت نفل سے بہتر ہے۔"

یہ چند قیمتی باتیں ہم نے حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ کی معروف کتاب "مکتوبات صدی" سے نقل کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ علم، عمل، تقویٰ اور پرہیز گاری کے تعلق سے ان کی بڑی اہمیت ہے۔ قرآن عظیم میں ہے: "اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا "اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں علما ہی ڈرتے ہیں۔ ان علمائے کرام سے علمائے ربانیین مراد ہیں۔ تقویٰ، پرہیز گاری اور خشیتِ ربانی کوئی معمولی دولت نہیں۔ شریعت، معرفت، حقیقت میں راہِ سلوک طے کر کے ایک مومنِ کامل ولایت، قطبیت، ابدالیت، غوثیت اور غوثیتِ کبریٰ کے درجات طے کرتا ہے۔ جہاں تک اپنا معاملہ ہے، ہم اتنا جانتے ہیں کہ ہم کچھ نہیں جانتے۔

دوسرے علمائے سو اور دنیا دار علما ہیں، وہ بظاہر تو جبوں، عماموں اور لمبے لمبے رومال لیے گھومتے ہیں، صبح سے شام تک پچاس بار خوشبوئیں لگاتے ہیں، بہ ظاہر باتوں میں مٹھاس ہوتی ہے، مگر ان کی نگاہ میں خاص مقصد اپنی ترقی، جاہ و منصب کی حرص اور زر اندوزی ہوتی ہے۔ عبادات اور معاملات سے اللہ و رسول ﷺ کو نہیں بلکہ دنیا دار سیٹھوں کو خوش کرنا ہوتا ہے۔ ہم بڑے ادب سے گذارش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک اور صالح بنائے۔ اخلاص و للّٰہیت سے سرفراز فرمائے، اگر ہم اپنی بری عادتوں سے مغبوض ہیں تو ہم سب کو محبوبیت کی منزلوں تک پہنچادے۔ آمین۔ ******

تفہیم قرآن

(دوسری قسط)

ہر شے اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے

مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری

حضرت یونس علیہ السلام کی تسبیح:

حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے جلیل القدر پیغمبر ہیں، قرآن کریم کی مختلف سورتوں میں آپ کا نام اور آپ کی مبارک زندگی کے اہم واقعات مذکور ہیں، سورۂ مائدہ میں آپ کا نام اور آپ کی جانب ہونے والی وحی کا ذکر ہے، سورۂ انعام میں آپ کے نام نامی کے ساتھ بعض فضائل کا بھی ذکر ہے، سورۂ انبیاء میں آپ کی زبان فیض ترجمان پہ جاری ہونے والی تسبیح کا ذکر ہے، سورۂ صافات میں آپ کی رسالت اور آپ کے زمانۂ دعوت کے اہم واقعات کا ذکر ہے، اور سورۂ قلم میں آپ کے معراج کمال کا ذکر کچھ اس طرح ہے:

فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ [سورۂ قلم:50]

اس کے رب نے اسے چن لیا، اور اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کی صف میں شامل فرمالیا۔

علاوہ ازیں 109 آیات پر مشتمل ایک مستقل سورت آپ ہی کے نام پر اتاری گئی ہے، جس میں آپ کی قوم سے متوقع عذاب ٹلنے کا ذکر ہے، اور یہ وہ اعزاز ہے جس میں آپ کی قوم کا کوئی شریک نہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام موصل کے شہر نینویٰ کی جانب رسول بناکر بھیجے گئے، آپ ایک عرصے تک انھیں حق کی طرف بلاتے رہے، اور بت پرستی کو چھوڑ کر ایک اللہ کے حضور سر نیاز خم کرنے کی دعوت دیتے رہے، لیکن آپ کی قوم کے افراد آپ کی آواز پر لبیک کہنے کے بجائے مسلسل آپ کی تکذیب کرتے رہے، اور آپ کے لائے ہوئے دین پر کار بند ہونے بجائے کفر و شرک ہی مصر رہے، حضرت یونس جب ان کی ہدایت سے مایوس ہو گئے تو ان سے فرمایا: اگر اب بھی ایمان نہیں لائے تو تین دن کے اندر اللہ کا عذاب نازل ہو جائے گا، جب انھوں نے حضرت یونس علیہ السلام کی تہدید سنی تو آپس میں رائے مشورے کے بعد اس بات پر اتفاق کر لیا کہ اگر حضرت یونس علیہ السلام نے آج کی شب ہمارے درمیان قیام کیا تو عذاب نہیں آئے گا، اور اگر ہمارے درمیان سے چلے گئے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عذاب آنے ہی والا ہے، کیوں کہ آج تک ہم نے آپ کو کوئی بھی خلاف واقعہ بات کہتے نہیں سنا۔

عذاب کی پیشین گوئی بعد بھی وہ لوگ ایمان نہیں لائے، اس لیے حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم سے ناراض ہو کر اسی رات نینویٰ سے روانہ ہو گئے، چونکہ سنت الٰہیہ یہی تھی کہ سرکش قوموں کو ایک زمانے تک مہلت دی جاتی، مسلسل دعوت کے باوجود ایمان نہ لانے کی صورت میں اللہ کا قہر نازل ہو جاتا، اور وہ ہمیشہ کے لیے فنا کر دیے جاتے، اسی لیے حضرت یونس علیہ السلام نے مزید کسی وحی کا انتظار نہیں کیا، اور اسی رات وہاں سے روانہ ہو گئے، روایتوں میں ہے کہ آپ بحر روم کی طرف پہنچے، اور وہاں ایک کشتی پر سوار ہو گئے، بیچ دریا میں پہنچنے کے بعد ہوائیں رک گئیں، کشتی ہچکولے کھانے لگی، لوگوں کو کشتی ڈوبنے کا یقین ہونے لگا، کشتی والوں نے کہا کہ ہماری کشتی میں کوئی بھاگا ہوا غلام سوار ہے، جب تک اس غلام کو غرقاب نہ کیا جائے اس وقت تک کشتی ساحل نجات پہ نہیں پہنچ سکتی، حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا: وہ بھاگا ہوا غلام میں ہی ہوں، لہٰذا مجھے دریا میں ڈال دو، کشتی والے آپ کو جانتے تھے اسی لیے آپ کو دریا میں ڈالنے کے لیے آمادہ نہیں ہوئے، اور قرعہ اندازی کرنے لگے، تین دفعہ قرعہ اندازی ہوئی، تینوں ہی دفعہ آپ ہی کے نام قرعہ نکلا، اسی لیے آپ سمندر میں کود گئے، اسی وقت حکم الٰہی سے مچھلی نمودار ہوئی اور آپ کو اپنے شکم میں لے لیا، اللہ نے مچھلی کو الہام فرمایا کہ میرے پیغمبر کو ذرہ برابر تکلیف نہ ہونے پائے، حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ کو عبادت گاہ بنالیا، خدا کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرنے لگے، اور جب اس کی تسبیح بیان کی تو عرش کے فرشتے بھی جھوم اٹھے، رب کائنات نے آپ کی تسبیح کی بدولت آپ کی دعا سن لی، اور آپ کو مچھلی کے پیٹ سے نجات عطا فرمادی، قرآن پاک میں آپ کی تسبیح و دعا کا ذکر کچھ اس طرح ہے:

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِی الْمُؤْمِنِیْنَ۔[سورۂ انبیا:87-88]

یعنی میرے بندے نے تہ بہ تہ تاریکیوں سے پکارا کہ: اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیرے لیے پاکی ہے، بے شک میں نے اپنے اوپر زیادتی کی۔ ہم نے یونس کی دعا سن لی، اور اسے غم سے نجات دی، اور ہم ایسے ہی مومن بندوں کو نجات عطا کرتے ہیں۔

یہ بہت مختصر مگر جامع تسبیح ہے، یہ چند کلمات اللہ کی الوہیت وحدانیت اور اس کی تنزیہ وتقدیس کے علاوہ اعتراف عبودیت اور توبہ واستغفار پر مشتمل ہیں، رب کائنات کو حضرت یونس کی یہ تسبیح اس قدر پسند آئی کہ اسی تسبیح بدولت اس نے آپ کی دعا سن لی، اور آپ کو رات کی تاریکی، گہرے سمندر کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی سے نکال کر ایک کھلے میدان میں پہنچادیا، جب آپ مچھلی کے پیٹ سے باہر تشریف لائے تو حد درجہ کم زور ہو چکے تھے، اسی لیے اللہ جل شانہ نے آپ کے لیے یقطین کا درخت پیدا فرمایا، آپ اسی درخت کے پھل تناول فرماتے اور اس کے سائے میں آرام کرتے، جب آپ کی نقاہت جاتی رہی، اور کامل طور پر صحت یاب ہو گئے تو آپ کو ایک ایسی قوم کی جانب مبعوث فرمایا جس کی تعداد ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زائد تھی، سب نے آپ کی دعوت قبول کی، آپ پر ایمان لائے، اور ایک طویل عرصے تک اللہ وحدہ لاشریک کی خصوصی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہے، سورۂ صافات کی آیت نمبر 139 سے لے کر آیت نمبر 148 میں یہ سارے حقائق تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔

سورۂ انبیا کی ان آیات کے مطابق آپ کو آپ کی تسبیح کی برکت سے نجات ملی، اور بلاشبہ تسبیح ہی کی بدولت نجات ملی، لیکن سورۂ صافات کے مطابق آپ کی دعا کی قبولیت اور مچھلی کے شکم سے نجات کا سبب یہ تھا آپ ہمیشہ اللہ وحدہ لاشریک کی تسبیح بیان کرتے تھے، اور نماز ادا کیا کرتے تھے، اسی لیے مچھلی کے شکم میں آپ کی نماز اور تسبیح آپ کے کام آ گئی، اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

فَلَوْ لَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔[سورۂ صافات:143-144]

یعنی اگر یونس تسبیح بیان کرنے والوں سے نہ ہوتا تو صبح قیامت تک مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتا۔

سورۂ انبیا اور سورۂ صافات کی آیات کی روشنی میں اب پورا مفہوم یہ بنا کہ حضرت یونس علیہ السلام ہمہ وقت اللہ کی تسبیح بیان کیا کرتے تھے، اسی لیے جب مشکل گھڑی میں اللہ کو پکارا تو فوراً آپ کی تسبیح قبول ہو گئی، اور اسی مقبول تسبیح کی بدولت آپ ساحل نجات پر پہنچ گئے۔

اسی سے یہ بھی سمجھ میں آیا کہ جو لوگ ہمہ وقت اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں، اس کی طاعت وفرماں برداری سے جی چراتے ہیں، خوشی اور فراخی کے ایام میں اس کا شکر ادا نہیں کرتے، ایسے بندے جب پہلی دفعہ اپنے رب کو مصیبتوں میں یاد کرتے ہیں تو رحمت الٰہی ان کی دست گیری نہیں کرتی، توفیق الٰہی ان کے شامل حال نہیں ہوتی، فرعون کی غرقابی واقعہ اس پر واضح اور روشن دلیل ہے، اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

وَ جٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّ عَدْوًا ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾۔[سورۂ یونس:90-92]

ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر پار کرایا، تو فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم وزیادتی کے لیے بنو اسرائیل کا تعاقب کیا، یہاں تک کہ جب فرعون غرق ہونے لگا تو بول پڑا: میں نے مان لیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل کا ایمان ہے، اور میں بھی مسلمان ہوں، ہم نے کہا: اب ایمان لا رہے ہو؟ جب کہ اس سے پہلے بڑی نافرمانی کی، اور فساد مچاتے رہے، آج ہم تمھاری لاش ساحل نجات پر ڈال دیں گے، تاکہ تم بعد میں آنے والوں کے لیے سامان عبرت بن جاؤ، بے شک بہت سے افراد ہماری نشانیوں سے یکسر غافل ہیں۔

اس واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ بندوں پر لازم ہے کہ ہمہ وقت اللہ کی تسبیح بیان کرتے رہیں، خوشی اور غم، صحت اور مرض، تنگی اور فراخی ہر حال میں اس کے حضور دعا واستغفار کرتے رہیں، اس لیے کہ جو لوگ ہمہ وقت اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں، اور اس کے حضور توبہ واستغفار کرتے ہیں، وہی لوگ کامیاب اور بامراد ہوتے ہیں، اور انھیں کی دعائیں مصیبتوں میں قبول ہوتی ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تسبیح:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کی جلیل القدر پیغمبر ہیں، سورۂ بقرہ،

مائدہ، اعراف، یونس، اسرا، مریم، طہ، شعرا اور قصص وغیرہ میں آپ کی مبارک زندگی کے واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، قرآن کریم نے آپ کی ولادت، فرعون کے گھر نشو ونما، آپ کی دعوت وتبلیغ، کوہ طور پر حاضری اور دیدار الٰہی، جادو گروں کی مقابلہ آرائی، فرعون اور اس کے لشکر کی غرقابی کے واقعات بڑے خوب صورت اور حسین پیرائے میں بیان کیے ہیں، ان سب کے ساتھ ساتھ آپ کی تسبیح ومناجات کا بھی ذکر کیا ہے، ہم یہاں اس کی صرف دو نظیریں پیش کریں گے۔

1- کوہ طور پر چالیس دن کے اعتکاف کی تکمیل کے بعد دیدار الٰہی کی تڑپ نے آپ کو بے تاب کر دیا تو آپ نے اپنے رب سے مناجات کی، دعا قبول ہوگئی، پھر ایک تجلی ہوئی تو حضرت موسی پر غشی طاری ہوگئی، جب افاقہ ہوا تو کہا کہ تیرے لیے پاکی ہے اس بات سے کہ کوئی اپنے ماتھے کی نگاہوں سے تجھے بے حجاب دیکھ لے، پورا واقعہ اس آیت میں ملاحظہ فرمائیں، ارشاد باری ہے:

وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِیْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔[سورۂ اعراف:143]

اور جب موسیٰ ہمارے مقررہ وقت پر حاضر ہوا، اور اس سے اس کے رب نے کلام کیا، تو موسی نے عرض کی کہ اللہ! مجھے اپنا دیدار کرادے کہ میں تجھے دیکھوں، فرمایا: تم مجھے نہیں دیکھ سکتے، البتہ پہاڑ کی طرف دیکھو، اگر پہاڑ اپنی صلابت وسختی کے باوجود اپنی جگہ قائم رہ جائے تو تم میرا دیدار کر سکتے ہو، پھر پہاڑ پہ تجلی ہوئی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا، اور موسیٰ کا ہوش جاتا رہا، جب افاقہ ہوا تو کہا: اے اللہ! تیرے لیے تسبیح اور پاکی ہے، میں تیری طرف رجوع لایا، اور تجھ پر سب سے پہلے ایمان لایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مبارک زبان اللہ کی تسبیح و تقدیس سے کس قدر مانوس تھی کہ جب زبان کھلی تو سب سے پہلے آپ نے اللہ کی تسبیح بیان کی، پھر اپنی انابت الی اللہ اور توجہ خاص کا ذکر کیا، اخیر میں اپنے ایمان وایقان کا ذکر فرمایا۔

2- قرآن پاک میں ایک مقام پر آپ کی اور آپ کے برادر گرامی حضرت ہارون علیہما السلام کی تسبیح کا کچھ اس طرح ذکر ہے:

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ﴿۲۵﴾ وَ یَسِّرْ لِیْۤ اَمْرِیْ ﴿۲۶﴾ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ﴿۲۷﴾ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ﴿۲۸﴾ وَ اجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِی ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ ﴿۳۱﴾ وَ اَشْرِكْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ ﴿۳۲﴾ كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا ﴿۳۳﴾ وَّ نَذْكُرَكَ كَثِیْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا۔[سورۂ طہٰ:25-35]

اے اللہ! میرے لیے میرا سینہ کھول دے، میرے لیے میرا کام آسان بنادے، میری زبان کی لکنت دور فرمادے، تاکہ وہ میری بات سمجھ سکیں، اے اللہ! میرے اہل خانہ سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنادے، اس کے ذریعہ مجھے تقویت عطا فرما، اور اسے میرا شریک کار بنادے، تاکہ ہم تیری بھرپور تسبیح کریں، اور تیرا خوب ذکر کریں، اے اللہ! تو ہمارے احوال سے باخبر ہے۔

ان آیات مبارکہ پہ غور کریں، حضرت موسیٰ نے اپنے رب سے بہت سی دعائیں مانگی، اور ان تمام دعاؤں کا سبب یہ بتایا کہ یہ تمام چیزیں تیری تسبیح وتمجید اور تیرے ذکر وشکر کے سلسلے میں ہمارے لیے ممد ومعاون ثابت ہوں گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام صرف اسی دعا پہ اکتفا نہیں فرمایا کہ مجھے تسبیح کی توفیق دیدے، بلکہ یہ بھی دعا فرمائی کہ میرے بھائی کو میرا دست وبازو بنادے، اور ہمارے لیے راہیں ہموار فرما کہ ہم دونوں تیری تسبیح اور پاکی بیان کریں، اور تیرا خوب ذکر کریں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی تسبیح:

حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے جلیل القدر پیغمبر تھے، خلاق اکبر نے آپ کو بے پناہ خوبیوں سے نوازا تھا، آپ انتہائی شیریں، موثر اور پر کشش آواز کے مالک تھے، جب آپ زبور کی تلاوت فرماتے تو چرندے، درندے، پرندے اور جملہ حیوانات وبہائم آپ کے ارد گرد جمع ہوجاتے، اور ہمہ تن گوش ہوکر آپ کی تلاوت سماعت کرتے، جب آپ پہاڑوں کے درمیان سے تسبیح کرتے ہوئے گزرتے تو پہاڑ بھی آپ کے ساتھ ساتھ تسبیح کرتے، اور اللہ کی عظمت وکبریائی کی گواہی دیتے، کچھ یہی حال فضاؤں میں پرواز کرتے پرندوں کا بھی ہوتا کہ جب آپ تسبیح کرتے تو فضاؤں میں پرواز کرتے پرندے اپنی پرواز روک کر زمین پر اتر آتے، اور آپ کے ساتھ تسبیح وتحمید میں شریک ہوجاتے، قرآن پاک میں اس حقیقت کا جابجا ذکر ہے، فرمایا:

وَ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَ الطَّیْرَ ؕ وَ كُنَّا فٰعِلِیْنَ۔[سورۂ انبیا:79] یعنی ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو داؤد کے لیے مسخر کردیا، اور یہ سارے کام ہم ہی کرتے ہیں۔ (جاری)

تفہیمِ حدیث

صحابۂ کرام اور محبت رسول ﷺ

مولانا محمود علی مشاہدی

حقیقی مطاع تو اللہ تعالیٰ ہے، کیوں کہ وہی ہمارا خالق، مالک، رب اور معبود ہے، لیکن چوں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نبی رؤف ورحیم ﷺ کو قیامت تک کے لیے مسلمانوں کا مطاع و متبوع بنایا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے خود ہی قرآن پاک میں بار بار اور مختلف انداز میں اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے رسول کی اطاعت کا حکم بھی دیا ہے اور دونوں اطاعتوں میں کوئی تفریق نہیں کی ہے۔ قرآن پاک میں ایک بھی ایسی آیت نہیں ہے جس میں خبر یا امر کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی اطاعت کا حکم دیا ہو۔ البتہ ایسی آیت ضرور ہے جس میں رسول کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ﴾[النساء:80]

”جس نے رسول کی اطاعت کی درحقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی۔“

ایسا اس لیے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے بغیر نہ تو اللہ کی اطاعت ممکن ہے اور نہ معتبر۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری، تعظیم و تکریم کس طرح کرتے تھے اور محبت رسول میں ان کی وارفتگی کا کیا عالم تھا، یہ ایک وسیع موضوع ہے، ایمان وعمل کی تازگی کے لیے چند روایتیں یہاں پیش کی جارہی ہیں۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب صحیح البخاری میں روایت کی ہے۔

اس حدیث میں حضرت عروہ بن مسعود ثقفی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صحابۂ کرام کی حیرت انگیز عقیدت و محبت اور ادب و احترام کا جو منظر دیکھا اور واپس جاکر انھوں نے قریش کے سامنے جس طرح اس کو بیان کیا وہ انتہائی اہم اور قابل مطالعہ ہے۔ الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ أَيْ قَوْمِ، وَاللهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ، وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ وَكِسْرَى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ، يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُحَمَّدًا، وَاللهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلاَّ وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ، فَاقْبَلُوهَا.

(صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل الحرب، ج:5، ص:388، رقم الحدیث:2583)

عرقہ بن مسعود ثقفی وانس مکہ گئے اور کہا: اے لوگو! میں بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں، میں نے قیصر وکسریٰ اور نجاشی کا دربار دیکھا ہے، لیکن محمد ﷺ کے ساتھ ان کے ساتھیوں کو جو عقیدت ہے اور جس قدر وہ لوگ ان کا احترام کرتے ہیں وہ کسی بادشاہ کو نصیب نہیں ہے، محمد ﷺ تھوکتے ہیں تو ان کے ساتھی تھوک کو ہاتھوں اور چہروں پر مل لیتے ہیں، وہ وضو کرتے ہیں تو لوگ پانی پر اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے اس کے لیے کشت وخون ہوجائے گا، جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو ہر شخص اس کی تعمیل کے لیے دوڑتا ہے، جب وہ بولتے ہیں تو مجلس میں سناٹا چھا جاتا ہے، کوئی شخص ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا، ایسے شخص نے ایک معقول صورت پیش کی ہے، تم کو اسے قبول کرلینا چاہیے۔

صحابۂ کرام کے قلوب واذہان رسول اللہ ﷺ کی محبت سے لبریز تھے، وہ رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اپنی متاع حیات کو قربان کرکے فرحت ومسرت محسوس کرتے تھے، رسول کریم ﷺ کی ایک ایک ادا کو اپنی عملی زندگی میں اتارنے کی کوشش کرتے اور دوسروں تک ان چیزوں کو پہنچانے کے لیے ہر ممکن طریقے کو بروے کار لاتے تھے۔

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

حضرت عبداللہ بن عمر اور اتباع سنت:

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندِ ارجمند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اسمِ گرامی اسیرانِ حُسنِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بڑے ادب سے لیا جاتا ہے، آپ بھی اپنے والد مکرم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے محبتِ رسول کا پیکرِ اتم بن گئے تھے۔

امام حجر بن عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

كان ابن عمر يتحفظ ما سمع من رسول الله ﷺ و يسأل من حضر إذا غاب عن قوله وفعله، وكان يتبع آثاره في كل مسجد صلى فيه، وكان يعترض براحلته في طريق رأى رسول الله ﷺ عرض ناقته، وكان لا يترک الحج وكان إذا وقف بعرفة يقف في الموقف الذي وقف فيه رسول الله ﷺ.(الإصابة في تمييز الصحابة، ج:2، ص:349)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتے اُسے یاد کرلیا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی مجلس میں نہیں پہنچتے تو حاضرین سے دریافت کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کا پورا ریکارڈ رکھتے۔ اتباعِ سنت میں جس جس جگہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازیں پڑھی ہوتیں وہیں پہ سجدہ ریز ہوتے، سفر کے لیے وہ راستے اختیار کرتے جن پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سفر کیا ہوتا اور ہر سال حج ادا کرتے اور وقوفِ عرفہ کے وقت اس جگہ ٹھہرتے جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام فرمایا ہوتا۔

اماحاکم نے "المستدرک" میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جذبۂ اطاعت رسول اور اتباع سنت کے تعلق سے ایک بصیرت افروز روایت تخریج کی ہے۔

عن نافع قال : لو رأيت ابن عمر يتبع آثار رسول الله ﷺ لقلت : هذا مجنون. (المستدرك ، كتاب معرفة الصحابة ، باب اتباع ابن عمر آثار النبي ﷺ ، الحديث : 6436، ج:4 ، ص : 729)

حضرت سیّدُنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "اگر تم حضرت سیّدُنا عبداللہ بن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرتے دیکھ لیتے تو کہتے کہ یہ تو دیوانے ہیں۔"

مسلمانوں کو سلام کرنا: مسلمان کو سلام کرنا بھی بڑی عظیم سنّت ہے، صحابۂ کرام سنت پر کس طرح عمل کرتے تھے اور اس کے لیے کتنی مشقتیں برداشت کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول کیا تھا، ملاحظہ فرمائیں:

عن إسحاق بن عبد الله ، أن أبا الطفيل بن أبي بن كعب أخبره : أنه كان يأتي عبد الله بن عمر . فيغدو معه إلى السوق . قال : فإذا غدونا إلى السوق ، لم يمر عبد الله بن عمر على سقاط و لا صاحب بيعة و لا مسكين و لا أحد إلا سلم عليه . قال الطفيل : فجئت عبد الله بن عمر يوما . فاستتبعني إلى السوق. فقلت له : و ما تصنع في السوق ، و أنت لا تقف على البيع، و لا تسأل عن السلع ، و لا تسوم بها ، و لا تجلس في مجالس السوق ؟ قال و أقول : اجلس بنا ههنا نتحدث . فقال لي عبد الله بن عمر : إنا نغدو من أجل السلام . نسلم على من لقينا .

(الموطأ للإمام مالك ، ص : 534 ، كتاب السلام ، باب جامع السلام ،المكتبةِ العصرية ، بيروت)

حضرت سیّدُنا ابو طفیل بن ابی بن کَعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس جاتا تو وہ مجھے ساتھ لے کر بازار کی طرف چل پڑتے۔ جب ہم بازار پہنچ جاتے تو حضرت سیّدُنا عبدُاللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس ردی فروش، دُکاندار اور مسکین یا کسی شخص کے پاس سے گزرتے تو سب کو سلام کرتے۔ حضرت سیّدُنا طُفَیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں (ایک دن جب بازار جانے لگے تو): "میں نے پوچھا: "آپ بازار جا کر کیا کریں گے؟ وہاں نہ تو خریداری کے لیے رُکتے ہیں۔ نہ سامان کے متعلق کچھ پوچھتے ہیں۔ نہ بھاؤ کرتے ہیں اور نہ بازار کی کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں۔ میری تو گزارش یہ ہے کہ یہیں ہمارے پاس تشریف رکھیں۔ ہم باتیں کریں گے۔ فرمایا: **"ہم صرف سلام کی غرض سے جاتے ہیں۔ ہم جس سے ملتے ہیں اُسے سلام کہتے ہیں۔"**

اے کاش! ہمارے دلوں میں اسی طرح کا جذبہ ہو اور ہم اپنے پرائے، چھوٹے بڑے، مال دار اور غریب کے درمیان تفریق نہ کریں بلکہ ہر صاحبِ ایمان کو سلام کریں۔

☆☆☆

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین/سوال آپ بھی کرسکتے ہیں

آپ کے مسائل

-*-*-*-*-*** مفتیِ اشرفیہ **محمد نظام الدین رضوی** کے قلم سے ***-*-*-*-*-*-

آرائش کے لیے مصنوعی بالوں کی وگ کا استعمال

کیا عورتیں آرائش وزیبائش کے لیے مصنوعی بالوں کی وگ کا استعمال کرسکتی ہیں؟

الجواب: صحیح بخاری شریف میں یہ حدیث ہے کہ ایک دوشیزہ (کنواری لڑکی) کے سر کے بال جھڑ گئے تو اس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کیا اس کے سر میں دوسری عورت کے بال لگا دیے جائیں تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ کی لعنت بال لگانے والیوں اور بال لگوانے والیوں پر۔ (صحیح بخاری شریف)

یہاں سے اس مسئلے کے بارے میں بھی روشنی لی جاسکتی ہے۔

(1) سر کے بال چھوٹے کر کے وِگ (wig) لگایا جائے یا انسانی بال کا گچھا سیٹ کیا جائے یہ ناجائز ہے کہ عورت کا اپنے سر کے بال کاٹنا، کٹوانا ناجائز ہے اور دوسری عورت کے بال جوڑنا بھی کہ یہ انسانی تکریم کے خلاف ہے۔

(2) اور اگر عورت کے بال کسی بیماری کی وجہ سے جھڑ جائیں اور اسے شادی کی ضرورت ہے اور ظاہر ہے کہ اس زمانے میں کوئی ایسی عورت کو نکاح کے لیے قبول نہیں کرے گا اور نکاح نہ ہونے کی صورت میں معاشرتی بگاڑ کا اندیشہ ہے اس مجبوری کے پیش نظر غیر انسانی بال لگوانے کی گنجائش ہوسکتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ شرعاً کوئی بڑی مجبوری ہو تو غیر انسانی بال کا وِگ (wig) لگوا سکتے ہیں اور صرف فیشن مقصود ہو تو ممنوع اگرچہ نقلی بال کا وگ ہو کیوں کہ عموما یہ طریقہ ایسی عورتوں کا ہے جو اپنے بال میں تراش خراش کر کے نمائش کے لیے وِگ استعمال کرتی ہیں۔

اس مسئلے پر میری کوئی تحقیق نہیں فی الحال شرعی ضابطہ کی بنیاد پر جو سمجھ میں آیا اسے املا کرادیا امید یہ ہے کہ یہ حکم حق وصحیح ہے لہٰذا عورتیں بال کا وِگ استعمال کرنے سے بچیں مجبوری کی بات الگ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کی پراپرٹی میں بجلی کا میٹر لگوانے کا مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ ایک مسجد کی پراپرٹی میں کچھ لوگ کرایہ دار ہیں جن سے مسجد کمیٹی نے یہ طے کیا کہ اگر آپ کرایہ دار حضرات مسجد کی پراپرٹی میں اپنا میٹر لگواتے ہیں تو آپ کو معاوضہ کے طور پر ہر میٹر کے پیچھے مسجد کو دو ہزار روپیے دینے ہوں گے، کیا شرعاً درست ہے؟

الجواب:

صورت مسئولہ میں وہ "ضروری بات" ذکر ہی نہیں کی گئی جس پر حکم شرعی کی بنیاد ہوسکتی ہے اور جس کے پیش نظر حکم شرعی کی صحیح تنقیح وتحقیق ہوسکتی ہے۔

ہمیں نہیں معلوم کہ کرایہ داری کے تعلق سے کولکاتا کا عرف کیا ہے، نہ یہ معلوم کہ کرایہ پر دینے والے اور کرایہ دار کے حقوق قانوناً یا عرفاً کیا ہیں۔ سوال اس انداز سے کیا گیا ہے کہ جواب عدم جواز کا ہو مگر مدارِ حکم کا علم حاصل ہوئے بغیر کچھ کہنا مشکل ہے۔ ہم ایک اندازے سے کچھ لکھتے ہیں۔ اگر یہ واقعہ کے مطابق ہو تو اس پر عمل کریں ورنہ دوبارہ پوری بات تفصیل کے ساتھ لکھ کر حکم شرعی سمجھیں۔

(۱) مسجد کی پراپرٹی میں کچھ لوگ کرایہ دار ہیں مگر وہ لوگ بجلی کا میٹر اپنے کرایہ کی دوکان کے بجائے مسجد کی دوسری پراپرٹی میں لگواتے ہیں اور مسجد کمیٹی اس کا کرایہ دو ہزار روپیے لینے کا معاہدہ کرتی ہے تو یہ جائز ہے کہ یہ مسجد کی پراپرٹی کو اپنے استعمال میں لانا ہے۔ لہذا اس کا کرایہ شرعاً واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یا بجلی کا میٹر وہ اپنے اپنے کرایے کی دوکان میں ہی لگواتے ہیں مگر اس میں مسجد کمیٹی کی دشواری یہ ہے کہ مسجد کے نام بجلی کا میٹر ہو تو بل کم آئے اور الگ الگ ہر کرایہ دار کے نام میٹر ہو تو بل زیادہ آئے۔ عبادت خانے اور تجارت کی دوکان کی بل میں فرق ہوسکتا ہے، بلکہ ہوتا ہے۔ اس صورت میں مسجد اپنا نقصان کرایہ داروں سے لے سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حالتِ احرام میں ماسک کا استعمال

مزدلفہ سے کچھ حاجیوں نے فون کر کے یہ مسئلہ پوچھا ہے کہ حکومت سعودیہ نے پورے حالت احرام میں ماسک پہننا لازمی کر دیا ہے اس لیے ہم لوگ ماسک پہنتے اور وضو وغیرہ کی ضرورتوں کے لیے

اتارتے رہتے ہیں تو کیا اس کی کی وجہ سے ہم لوگوں پر دم واجب ہوگا۔

الجواب: حج میں ماسک پہننے کا حکم۔

(1)- کورونا وائرس کی ہلاکت خیزی بارہا کے تجربے سے ثابت ہو چکی ہے اور بلا شبہ اس کا ضرر جوئیں کے ضرر سے بہت زیادہ ہے اور جووں کی ایذا کی وجہ سے احرام کے بعض ممنوعات مباح ہو جاتے ہیں اور انھیں کرنا گناہ نہیں ہوتا یہ الگ بات ہے کہ اس پر صدقہ یا دم واجب ہوتا ہے چناں چہ ردالمحتار میں ہے: جميع محظورات الاحرام اذا كان بعذر ففيه الخيارات الثلاثة كما فى المحيط،قهستانى،ومن الاعذار:الحمى،والبرد والجرح والقرح والصداع والشقيقة والقمل- ولا يشترط دوام العلة ولا اداءها الى التلف، بل وجودها مع تعب و مشقة يبيح ذلک- ١ ھ

(ردالمحتار، ج:۲، ص:۲۷۷ باب الجنایا/کتاب الحج)

اس عبارت میں قمل یعنی جوئیں کو عذر شرعی شمار کیا گیا ہے تو کورونا وائرس بدرجہ اولی عذر شرعی ہوگا۔ خاص کر جب حکومت سعودیہ نے حاجیوں پر پورے حالت احرام میں ماسک پہننا لازم کر دیا ہے تو اب یہ ضرور عذر شرعی ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم۔

(2)-فقہا فرماتے ہیں کہ حاجی ایک عذر کی وجہ سے پورے حالت احرام میں بار بار اتارے پہنے تو ایک ہی کفارہ واجب ہوگا جب کہ اتارتے وقت اس کا ارادہ پھر پہننے کا ہو اور اگر اس کا ارادہ اتارتے وقت نہ پہننے کا ہو لیکن پھر پہن لیا تو جتنی دفع اس طرح اتارے، پہنے گا اتنے ہی کفارے واجب ہوں گے۔ بدائع الصنائع میں ہے:

المحرم اذا مرض او اصابته الحمى وهو يحتاج الى لبس الثوب فى وقت و يستغنى عنه فى وقت فعليه كفارة واحدة مالم تزل عنه تلک العلة لحصول اللبس على جهة واحدة، ولو زالت عنه تلك الحمى واصابته حمى اخرى او زال عنه ذلك المرض وجاء مرض آخر فعليه كفارتان سواء كفر للاول او لم يكفر فى قول ابى حنيفة و آبى يوسف- ١ ھ

(بدائع الصنائع، ج:414، کتاب الحج محظورات الاحرام)

یہ کفارہ دم بھی ہو سکتا ہے اور صدقہ بھی۔ پورے ۱۲ گھنٹے یا زیادہ پہنے رہا تو دم واجب ہے اور 12 گھنٹے سے کم پہنے رہا تو صدقہ واجب ہے، چوں کہ دوبارہ پہننے کے قصد و عزم سے اتارنے کی صورت میں جرم ایک، اور عذر ایک ہے اس لیے بارہ بارہ گھنٹے پہن کر اتارے تو ایک ہی دم واجب ہوگا، ایسا نہیں کہ دس بار پہنے اتارے تو دس دم واجب ہو کیوں کہ جرم ایک اور عذر ایک ہے تو اسی طرح اگر کوئی بیسوں بار 12 گھنٹے سے کم پہن پہن کر اتار تار ہے تو صدقہ بھی ایک ہی واجب ہونا چاہیے کیوں کہ اس صورت میں بھی جرم ایک اور عذر ایک ہے جس علت کی بنا پر بارہ بارہ گھنٹے پہن کر اتارنے کی صورت میں ایک دم واجب ہو رہا تھا اسی علت کی بنا پر تھوڑے تھوڑے وقت پہن کر اتارنے کی صورت میں ایک صدقہ واجب ہونا چاہیے۔ ۱۲ گھنٹے سے کم پہننے پر صدقہ واجب ہونے کی صراحت فقہانے اپنی کتابوں میں کثرت سے کیا ہے ہم یہاں دو تین جزئیات پیش کرتے ہیں۔

فتاوی عالم گیری میں ہے: ولو غطى المحرم راسه او وجهه يوما فعليه دم وان كان اقل من ذلك فعليه صدقة كذا فى الخلاصة اذا غطى ربع راسه فصاعدا يوما فعليه دم وان كان اقل من ذلك فعليه صدقة هكذا ذكر فى المشهور۔ (فتاوی عالم گیری، ص:242، ج:1)

ردالمحتار میں ہے: قوله (يوما كاملا او ليلة) الظاهر ان المراد مقدار احدهما فلو لبس من نصف النهار الى نصف الليل من غير انفصال او بالعكس لزمه دم كما يشتر اليه قوله "وفى الاقل صدقة" شرح اللباب-

بہار شریعت میں ہے: جہاں دم کا حکم ہے وہ جرم اگر بیماری یا سخت گرمی یا شدید سردی یا زخم یا پھوڑے یا جووں کے ایذا کے باعث ہوگا تو اسے جرم غیر اختیاری کہتے ہیں اس میں اختیار ہوگا کہ دم کے بدلے چھ مسکینوں کو ایک ایک صدقہ دے یا تین روزے رکھ لے۔ اور اگر اس میں صدقہ کا حکم ہے اور بہ مجبوری کیا تھا اختیار ہوگا کہ صدقے کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔ (فتاوی رضویہ جلد چہارم، ص:715)

مختصر یہ کہ جرم ایک، کفارہ ایک۔ اب جرم اگر 12 گھنٹے یا زیادہ تک دراز ہوگا تو دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ۔

ماسک پہننے والے حاجی 24 گھنٹے میں پانچ مرتبہ عموماً ماسک وضو کے لیے اتاریں گے اور بہت دفع اکتا کر یا پسینہ پوچھنے کے لیے یا چشمہ صاف کرنے کے لیے اتاریں گے مگر جب حکومت سعودیہ نے پورے حالت احرام میں ماسک پہننا لازمی کر دیا ہے تو وضو وغیرہ کے لیے اتارنا دوبارہ پہننے کی قصد و عزم سے ہی ہوگا اس لیے یہ جرم غیر اختیاری بار بار ہونے کے باوجود احرام میں ایک عذر کی وجہ سے ہی ہو رہا ہے تو یہ ایک ہی جرم ہے اور یہ جرم 12 گھنٹے تک دراز نہیں ہو رہا ہے بلکہ عدد معروفہ کے مطابق 12 گھنٹے سے کم ہے اس لیے صرف ایک صدقہ واجب ہونا چاہیے یعنی 2 کلو 47 گرام گیہوں یا اس کا دام۔

یہ حکم میری اپنی سمجھ کے مطابق ہے تاہم حج کی عظمت کے پیش نظر تقاضائے احتیاط یہ ہے کہ حاجی حج سے فارغ ہو کر ایک دم دے دے۔

واللہ تعالی اعلم۔☆☆☆

فکر امروز

صالح اسلامی معاشرہ کی تشکیل

چندرہ نما خطوط

مولانا بدر الدجیٰ رضوی مصباحی

ایک بار آپ ایک گھر میں بحیثیت مہمان تشریف لے گئیں دیکھا کہ صاحبِ خانہ کی دو جوان لڑکیاں بے چادر اوڑھے نماز پڑھ رہی ہیں یہ دیکھ کر آپ نے سخت تاکید کی کہ کوئی لڑکی بے چادر اوڑھے نماز نہ پڑھے۔
(سیرت عائشہ بحوالہ مسند احمد ج:6، ص:96)

عورتوں کو ایسا زیور پہننا جن سے آواز پیدا ہو؛ شرعاً ممنوع ہے ایک بار ایک لڑکی گھنگرو پہنا کر آپ کے پاس لائی گئی آپ نے دیکھ کر فرمایا: یہ پہنا کر میرے پاس نہ لایا کرو اس کے گھنگرو کاٹ ڈالو! ایک عورت نے اس کا سبب دریافت کیا۔ بولیں اللہ کے رسول نے فرمایا ہے کہ: جس گھر میں یا جس قافلہ میں گھنٹہ بجتا ہے وہاں فرشتے نہیں آتے ہیں۔
[سیرتِ عائشہ بحوالہ مسند احمد ج6 ص225/240]

اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی ایک لڑکی لائی گئی ؛جس کے پیر میں گھنگرو تھے، آپ نے انھیں کاٹ دیا اور فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ ہر گھنگرو کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔
[اسلامی اخلاق وآداب]

ایک بار شام کی کچھ عورتیں آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئیں وہاں (شام) حمام میں جاکر عورتیں برہنہ غسل کرتی تھیں آپ نے فرمایا تم وہی عورتیں ہو جو حمام میں جاتی ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: جو عورت اپنے گھر سے باہر اپنے کپڑے اتارتی ہے وہ اپنے اور اللہ میں پردہ دری کرتی ہے۔[ایضا بحوالہ مسند احمد ج:6 ص:173]

حضرت اسحاق تابعی ایک نابینا آدمی تھے وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے پردہ فرمایا، تو وہ بولے مجھ سے کیسا پردہ؟ میں تو ایک نابینا آدمی ہوں آپ نے فرمایا: لیکن میں تو تمھیں دیکھتی ہوں۔
[طبقاتِ ابن سعد جزء نساء ص:47]

یہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کا کمال احتیاط ہے کہ جب آپ کے حجرے میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین ہوگئی تو اس کے بعد آپ اپنے حجرے میں بغیر پردہ کیے نہیں جاتی تھیں؛ جب کہ انتقال کر جانے والوں سے شرعاً کوئی پردہ نہیں ہے۔

عہدِ رسالت ﷺ میں عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت تھی اور وہ نماز کے لیے مسجد میں جایا بھی کرتی تھیں؛ لیکن جب عورتوں کا مسجد میں جانا فتنے کا باعث بن گیا تو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں عورتوں کا مسجد میں جانا ممنوع قرار دے دیا عورتوں نے جب اس کی شکایت اُم المؤمنین حضرت عائشہ سے کی تو آپ نے فرمایا: حضرت عمر فاروق کو اس وقت کی عورتوں کے بارے میں جو کچھ معلوم ہوا اگر اللہ کے رسول ﷺ کو اس کا علم ہوا ہوتا تو وہ بھی تمھیں مسجد میں جانے کی اجازت نہیں دیتے۔[فتح القدیر مع الکفایہ ج:1 ص:317]

یہ عہد فاروقی کی بات تھی کہ انھیں نماز کے لیے مسجد میں جانے سے روک دیا گیا آج کے ماڈرن دور میں عورتوں کا کیا حال ہے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے، بے پردگی، عریانیت، خود نمائی اور ایسی ایسی حیا سوز حرکتیں ہیں کہ خدا کی پناہ! اسلام کی شہزادیو! خدارا اپنے حسن کی نمائش نہ کرو، اللہ ورسول کے فرامین کے مطابق اپنی زندگی گزارو اسی میں دنیا وآخرت میں بھلائی اور خیر ہے۔

اسلام میں پردے کا اس قدر اہتمام ہے کہ عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں بھی چلنے، پھرنے میں پاؤں آہستہ رکھیں تاکہ ان کے زیور کی جھنکار نہ سنائی دے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار۔[النور، الآیۃ:31]

حدیث میں زیور کی آواز کو دعا کی عدمِ قبولیت کا سبب قرار دیا گیا ہے تو خاص عورت کی آواز اور اس کی بے پردگی کس قدر غضبِ الٰہی کا باعث ہوگی؛ یہ آپ محسوس کرسکتے ہیں۔

کس سے پردہ ہے کس سے نہیں ہے؟ اس کی صراحت اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن پاک کی اس آیتِ مبارکہ میں کی ہے؛ جس میں اصول و فروع سب داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: ”اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں زور سے نہ

صدر المدرسین مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم، خیر آباد، مئو

رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار اور اللہ کی طرف توبہ کرواے مسلمانو سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔" (النور: 31)

اس آیت مبارکہ میں ان افراد کو بیان کیا گیا ہے جنھیں عورت کے اس حصہ بدن کو دیکھنا جائز ہے جو شرم گاہ میں داخل نہیں ہیں یا جن کے سامنے عورت اس حصہ بدن کو کھلا رکھ سکتی ہے جنھیں کھولے بغیر وہ اپنا گھریلو کام انجام نہیں دے سکتی۔ مثلاً آٹا گوندھنے کے لیے آستین کا اوپر چڑھا لینا مکان کا فرش دھلنے کے لیے شلوار کے پائچوں کو کچھ اوپر کر لینا۔

(1) شوہر: اس فہرست میں سب سے اوپر شوہر ہے عورت کے لیے شوہر سے کوئی پردہ اور حجاب نہیں ہے۔

(2) باپ: اس میں اصول بھی داخل ہیں مثلاً دادا، پردادا، نانا اور پرنانا اس لیے کہ یہ سب باپ کے زمرے میں ہیں اس میں چچا اور ماموں بھی ہیں۔

(3) شوہر کا باپ: یعنی عورت کا خسر، شوہر کے دادا، پردادا، نانا اور پرنانا بھی اس میں داخل ہیں۔

(4) بیٹے: اس میں فروع بھی داخل ہیں مثلاً پوتے، پرپوتے اسی طرح بیٹی کی اولاد اور اس کے فروع مثلاً نواسے، پرنواسے۔

(5) بھائی: عورت اپنے بھائی کے سامنے اس حصہ بدن کو کھلا رکھ سکتی ہے جو شرم گاہ میں داخل نہیں ہے؛ خواہ دونوں ایک ہی ماں باپ سے ہوں یا دونوں کی ماں الگ الگ اور باپ ایک ہو یا باپ الگ الگ اور ماں ایک ہو یعنی دونوں حقیقی بھائی بہن ہوں یا سوتیلے ہوں یا ان میں رضاعت ہو۔

(6) بھتیجے: عورت اپنے بھتیجے کے سامنے آسکتی ہے خواہ دونوں سگے ہوں یا سوتیلے یا رضاعی (دودھ شریک) ہوں۔

(7) بھانجے: عورت بھانجے کے سامنے بھی آسکتی ہے خواہ حقیقی بھانجا ہو یا سوتیلا یا دودھ شریک ہو اسی طرح اس کی اولاد کے سامنے بھی آسکتی ہے۔

(8) اپنی ہم مذہب خواتین: اس کا مطلب یہ ہے کہ کافرہ عورت اسلام میں اجنبی مرد کے حکم میں ہے، لھذا مومنہ عورت کو جیسے اجنبی مرد سے پردہ کرنا واجب ہے ویسے ہی اسے کافرہ عورت سے بھی پردہ کرنا واجب ہے۔ بلکہ فقہا نے یہاں تک فرمایا ہے کہ فاحشہ اور بدکار عورت اگرچہ وہ مسلمان ہو پارسا مسلم عورتوں کے پاس نہ آنے پائے اس لیے کہ اس کی آمد و رفت سے فتنے کا اندیشہ ہے ظاہر ہے سنگت اثر کرتی ہے۔

(9) کنیز اور نوکر: نوکر سے وہ لوگ مراد ہیں جو دو وقت کی روٹی کے لیے گھروں میں کام کرتے ہیں ان کے سامنے بھی عورت آسکتی ہے؛ لیکن شرط یہ ہے کہ اب ان میں اعصابی قوت جواب دے گئی ہو اور وہ بوڑھے ہو چلے ہوں جنسی میلان اور عورت کی طرف ان کی رغبت ختم ہو چکی ہو اور وہ کسی قابل نہ رہ گئے ہوں اسی کے ساتھ وہ صالح اور نیک طبیعت کے ہوں، لھذا اس میں وہ جوان لڑکے داخل نہیں ہوں گے جو نوکری کے نام پر دھڑلے سے گھروں میں آتے جاتے ہیں اور بدکاری کا باعث بنتے ہیں۔

(10) بچے: اس سے کمسن اور نادان بچے مراد ہیں جو جنسیات اور عورتوں کے خفیہ معاملات سے ناواقف اور شہوت سے نابلد ہوتے ہیں۔

عورت اور ستر عورت کی مقدار اور احکام:

عورت: وہ حصہ بدن ہے جس کا چھپانا مرد و عورت کے لیے ضروری ہے۔

مرد کی شرم گاہ کی حد اور اس کا حکم: احناف کے نزدیک مرد کا وہ حصہ بدن جو اس کی ناف کے نیچے اور گھٹنوں کے اوپر ہے وہ شرم گاہ میں داخل ہے۔ احناف کے نزدیک ناف شرم گاہ میں داخل نہیں ہے اور گھٹنا داخل ہے اور شوافع کے نزدیک اس کے برعکس ہے یعنی ان کے نزدیک گھٹنا شرم گاہ میں داخل نہیں ہے اور ناف اس میں داخل ہے احناف نے گھٹنوں کے شرم گاہ میں داخل ہونے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اس حدیث سے حجت قائم کی ہے "الركبة من العورة" حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مرد کے پاخانہ اور پیشاب کا مقام عورت ہے باقی اس کا کوئی حصہ بدن عورت نہیں ہے۔

[رد المحتار مع الدر المختار ج:1، 297/ھدایہ اولین ج:1، ص:76]

آزاد عورت کی شرم گاہ کی حد اور اس کا حکم:

آزاد عورت اور خنثیٰ مشکل کا جمیع بدن شرم گاہ میں داخل ہے صرف اس کا چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور اس کے پیر کے دونوں تلوے شرم گاہ میں داخل نہیں ہیں یعنی اس کا سارا بدن عورت ہے یہاں تک کہ اس کے سر کے لٹکے ہوئے بال اور دونوں ہاتھوں کی کلائیاں بھی شرم گاہ میں داخل ہیں آزاد عورت کو ان کا بھی چھپانا ضروری ہے۔ در مختار میں ہے

(وللحرة) ولو خنثى (جميع بدنها) حتى شعرها النازل في الاصح (خلا الوجه و الكفين) و القدمين على المعقد. [الدر المختار مع رد المحتار، ج:1، ص:298]

گھر میں داخل ہونے کے لیے صاحب خانہ کی اجازت اور اس کے آداب:

پردہ دری اور غیر محرم عورتوں کو اجنبی مردوں کی نگاہوں سے بچانے کے لیے اسلام نے ضروری قرار دیا ہے کہ جب مسلمان دوسرے کے گھر جائیں تو بغیر صاحب خانہ کی اجازت کے اس کے گھر میں داخل نہ ہوں۔

آج اسلامی معاشرے میں صدہا قسم کی برائیوں نے جو اپنی جڑیں گہری کر لی ہیں اس کی ایک وجہ اجنبی مردوں اور عورتوں کا بے روک ٹوک ایک

دوسرے کے گھر آنا اور جانا ہے ؛ جس سے غیر محرم مردوں اور عورتوں کی نگاہیں ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں اور پھر کھیل شروع ہوجاتا ہے اس لیے اسلام نے تمام تر احتیاط کو بروئے کار لاتے ہوئے کسی اور کے گھر میں داخل ہونے کے لیے صاحب خانہ کی اجازت کو ضروری قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اس آیت مبارکہ میں ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو یہ تمھارے لئے بہتر ہے کہ تم دھیان کرو (کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ میں غیر کے گھر سے مراد وہ گھر ہے جس میں کسی اور کی رہائش ہو خواہ وہ اس گھر کا مالک ہو یا نہ ہو لھذا اگر مکان مالک نے اپنا گھر کسی کو اجرت یا کرائے پر دے رکھا ہے تو اس میں بھی داخل ہونے کے لیے کرایہ دار سے اجازت لینا ضروری ہے۔ حاصل یہ ہے کہ مکین کی اجازت کے بغیر کسی اور کو اس کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے چاہے وہ اس کا ذاتی مکان ہو یا کرائے کا مکان ہو اس کا اسلام میں اس درجہ التزام ہے کہ قریب البلوغ بچوں کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ بالخصوص تین اوقات میں اپنی ماں کے پاس بغیر اجازت نہ جائیں.

(1) نماز فجر سے پہلے (2) قیلولہ کے وقت (3) نماز عشا کے بعد.

اس لیے کہ یہ اوقات خلوت اور تنہائی کے ہیں ستر عورت کا بہت کم اہتمام ہوتا ہے ممکن ہے کہ بدن کا کوئی حصہ کھلا ہو اور بچوں کی نظر پڑ جائے تو یہ دونوں کے لیے شرم کا باعث ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! چاہیے کہ تم سے اذن لیں تمھارے ہاتھ کے مال غلام اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے تین وقت نماز صبح سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو دوپہر کو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت تمھاری شرم کے ہیں۔ (کنزالایمان)

اور اگر لڑکے بالغ اور جوان ہوگئے ہیں تو ان کا جمیع اوقات میں بغیر اجازت کے ماں اور باپ کی رہائش کے مخصوص کمرے یا گھر میں داخل ہونا ممنوع ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: اور جب تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں جیسے ان کے اگلوں نے اذن مانگا، اللہ یونہی بیان فرماتا ہے تم سے اپنی آیتیں، اور اللہ علم وحکمت والا ہے (کنزالایمان)

فرمان رسالت ﷺ بھی یہی ہے کہ جوان لڑکے بغیر اجازت کے ماں کے پاس نہ جائیں ؛ جیسا کہ حضرت امام مالک نے حضرت عطا بن یسار سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاؤں تو اس سے بھی اجازت لوں؟ حضور نے فرمایا: ہاں انھوں نے کہا میں تو اس کے ساتھ اسی مکان میں رہتا ہوں. حضور نے فرمایا: اجازت لے کر اس کے پاس جاؤ! سائل نے کہا: میں اس کی خدمت کرتا ہوں! یعنی بار بار آنا جانا ہوتا ہے تو اجازت کی کیا ضرورت؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اجازت لے کر جاؤ، کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اسے برہنہ دیکھو؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا: تو اجازت حاصل کرو (اسلامی اخلاق وآداب، ص 104)

حاصل یہ ہے کہ لڑکوں کو خود اپنے گھر میں بغیر اطلاع کے نہیں داخل ہونا چاہیے اس لیے کہ گھر میں ماں بھی رہتی ہے اور بہنیں بھی رہتی ہیں ہوسکتا ہے کہ ان میں کوئی بے ستر ہو اور نظر پڑ جائے تو یہ دونوں کے لیے شرم وندامت کا باعث ہوگا.

اجازت کے آداب: احادیث مبارکہ میں صاحب خانہ سے اجازت لینے کے آداب بتائے گئے ہیں حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں قبیلہ بنو عامر کے ایک شخص نے بتایا کہ اس نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کی پس اس نے ان الفاظ میں اجازت مانگی: کیا میں اندر آجاؤں؟ تو حضور علیہ السلام نے اپنے خادم سے فرمایا: اس کے پاس جا اور اسے اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھا، اور اس سے کہہ کہ ان الفاظ کے ساتھ اجازت مانگ! السلام علیکم کیا میں اندر آ جاؤں؟ پس نبی کریم ﷺ نے اسے اجازت مرحمت فرمائی۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، باب کیفیۃ الاستیذان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلے دروازے پر کھڑے ہوکر سلام کیا جائے پھر اندر جانے کی اجازت طلب کی جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی کو دین کی بات نہ معلوم ہو تو اسے دین کی باتیں سکھائی جائیں۔ اسی طرح حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور سلام کیے بغیر اندر داخل ہوگیا تو آپ نے فرمایا: واپس لوٹ جا، اور اس طرح کہہ: السلام علیکم، کیا میں اندر جاؤں؟ (ایضا)

ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ اجازت لینے والے کو صاحب خانہ اس کی آواز سے نہ پہچان سکے اور اندر سے وہ سوال کرے، کون؟ تو اس کے جواب میں یہ نہ کہا جائے: میں، بلکہ نام لے کر کہا جائے کہ میں فلاں ہوں مثلا یہ کہے: عبداللہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ نے یوں کہا: کون ہے؟ میں نے کہا: "میں،، ہوں تو آپ نے فرمایا: "میں میں" کیا ہے؟ گویا آپ نے اسے برا سمجھا (بخاری، کتاب الاستیذان، باب اذا قال من فقال انا) (مسلم، کتاب الاستیذان، باب کراھۃ قول المستاذن انا)

اسی طرح حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئی، آپ غسل فرمارہے تھے اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پردہ کیے

ہوئے تھیں آپ نے پوچھا یہ کون ہے ؟ میں نے کہا: میں ام ہانی ہوں۔
(مسلم،کتاب الطھارۃ/باب تستر المغتسل)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دروازے پر دستک دی جائے اور اندر سے پوچھا جائے کون ؟ تو جواب میں اپنا نام لے کر بتایا جائے.

آج کل قصبے اور شہروں میں بہت سے لوگوں نے اطلاعی الارم لگا رکھے ہیں لھٰذا گھنٹی بجانا اور دروازے پر دستک دینا بھی اجازت طلبی کے مفہوم میں داخل ہے۔

وقت پر شادی نہ کرنے کا خطرناک انجام:

آج ہمارا معاشرہ جو صدہا قسم کی برائیوں سے جوجھ رہا ہے، بد چلنی، بے حیائی عام ہوتی جا رہی ہے، شرافت کے مقابلے میں آوارگی، بے راہ روی بتدریج بڑھ رہی ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ہمارے لڑکے اور لڑکیاں، گھر، خاندان اور خویش واقارب کی عزت اور اسلامی غیرت وحمیت کو بالائے طاق رکھ کر غیر مسلم لڑکیوں اور لڑکوں کے ساتھ فرار ہو رہے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ ان کی شادی میں غیر ضروری تاخیر ہے۔ بلوغت اور عہدِ شباب میں ان کی حرارت غریزی (قدرتی حرارت) مشتعل اور پر جوش ہو جاتی ہے، نفسانی خواہشات پر وہ اپنا کنٹرول نہیں رکھ پاتے ہیں اور جب حلال ذرائع سے ان کی جنسی تسکین کا سامان فراہم نہیں ہو پاتا ہے ؛ تو وہ حرام ذرائع کو حاصل کرنے کے لیے بے خوف وخطر نارِ نمرود میں کود پڑتے ہیں۔ اس طرح وہ ماں، باپ، بھائی بہن، گھر، خاندان کی ذلت و رسوائی کا تو باعث بنتے ہی ہیں ؛ بسا اوقات پورے اسلامی معاشرے کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کر دیتے ہیں۔ آج جگہ جگہ جو ہمیں تاخت وتاراج کیا جا رہا ہے، ہماری بستیوں میں آگ لگائی جا رہی ہے، دکانوں اور مکانوں کو خاکستر کیا جا رہا ہے، مساجد ومدارس کی حرمتیں پامال ہو رہی ہیں، سرِ راہ ہمیں مارا اور پیٹا جا رہا ہے، اس میں جہاں مسلم دشمنی کے ناپاک جذبات کارفرما ہیں ؛ وہیں پر ہمارے بچوں کا بغیر نکاح کے ازدواجی تعلقات کا قائم کرنا بھی ہے۔ ہم اگر اپنے لڑکے اور لڑکیوں کی وقت پر شادی کر دیں تو بہت ساری مصیبتوں سے ہمیں نجات مل سکتی ہے اور ہم سماج میں ایک باعزت زندگی گزارنے کے قابل بن سکتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی گناہ سے بچا سکتے ہیں۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: والدین پر اولاد کا یہ حق ہے کہ جب وہ پیدا ہوں تو ان کا اچھا اور اسلامی نام رکھیں اور جب وہ پڑھنے لکھنے کے قابل ہو جائیں تو انھیں تعلیم دیں اور جب وہ بالغ ہو جائیں تو ان کی شادی کر دیں۔

اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اگر ہم وقت پر اپنے بچوں کا نکاح کر دیں تو کسی غیر کی طرف نظرِ بد سے دیکھنے کے امکانات کافی حد تک کم ہو جائیں گے۔ پھر بھی اگر ہمارے بچوں کا کسی پر دل آ گیا تو ہم اس خیالِ بد کو دور کرنے کے لیے حدیثِ رسول کا یہ نسخہ تجویز کریں گے۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جس نے نکاح کر لیا اس نے اپنے دین کا ایک حصہ محفوظ کر لیا، پس اسے چاہیے کہ وہ دوسرے حصے میں اللہ سے ڈرے۔

دین دار صالح عورت سے نکاح کرنا مستحب ہے:

آج کل رشتہ تلاش کرنے میں عموماً مال و دولت اور حسن و جمال کو دیکھا جاتا ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا ہو جو یہ پتا لگائے کہ عورت صوم وصلاۃ کی پابند، نیک اور صالح ہے یا نہیں ؟ مال اس لیے دیکھا جاتا ہے کہ جہیز کی صورت میں گھر میں بغیر محنت کے دولت آجائے گی اور ہم اس پر آرام سے گزارا کریں گے۔ اور حسن و جمال اس لیے دیکھا جاتا ہے کہ یہ طبعی کشش کا باعث ہے۔ لیکن حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ: تم دین دار عورت سے شادی کرو! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں، بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: عورت سے چار سبب سے نکاح کیا جاتا ہے: مال، حسب، جمال اور دین داری تم دین داری پر فتح حاصل کرو۔ (مسلم، ج:1، باب استحباب نکاح ذات الدین)

اس کا مطلب یہ ہے کہ تم دین داری کو ترجیح دو اس لیے کہ دین دار عورت کی صحبت، حسنِ خلق اور حسنِ معاشرت کا باعث ہوتی ہے اور اس سے نیک اور صالح اولاد جنم لیتی ہے اور شوہر دنیوی و دینی فتنوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اگر دین داری کے ساتھ دیگر تین چیزیں بھی عورت میں پائی جاتی ہیں تو یہ نور علی نور ہے۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: پارسا عورت ہزار مرد غیر صالح سے بہتر ہے۔ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیک اور پارسا عورت جو دین میں مددگار ہو ؛ مرد کو بادشاہ بنا دیتی ہے۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں: ایمان کے بعد کسی کو صالح عورت سے بہتر کوئی اور چیز نہیں دی گئی ہے۔ حضرت محمد قرظی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: دنیا کی "حسنہ" پارسا اور نیک عورت ہے۔
(انیس الواعظین، المجلس السابع والثلثون فی فضیلۃ النکاح وما یتعلق)

جس طرح لڑکے کے لیے دین دار عورت کا انتخاب بہتر ہے اسی طرح لڑکی کے لیے بھی شریف، نیک طینت اور نیک خصلت لڑکا تلاش کرنا چاہیے حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: نکاح مملوک بنا دیتا ہے لھذا تم میں ہر کوئی یہ دیکھ لے کہ اپنی لڑکی کہاں ڈالتا ہے ؟ فاسق وفاجر لڑکے کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی نہیں کرنی چاہیے اس لیے کہ حدیث میں ممانعت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی لڑکی فاسق کو دی اس نے اللہ کی امانت میں خیانت کی اور خیانت کرنے والا دوزخ کا سزاوار ہے۔ ☆☆☆

شعاعیں

رسول اللہ ﷺ کا مقامِ رسالت

مفتی محمد علی قاضی

اسلام میں عقائد ہوں یا احکامات، عبادات ہوں یا معاملات اور رسومات ہوں یا معمولات ہر جگہ ایک ہی نکتہ کارفرما نظر آتا ہے کہ حضور محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں رسائی کے بغیر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رسائی ممکن نہیں اور حدیث مصطفی ﷺ پر عمل کے بنا فرمان خدا جل وعلیٰ پر عمل ناقص، نامکمل اور ناممکن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(ترجمہ)- اور اے رسول گرامی وقار! ہم نے تمھاری طرف یہ یادگار (قرآن) اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کردو جوان کی طرف اترا۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(ترجمہ): وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انھیں کتاب اور حکمت کا علم عطا کرتے ہیں بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔ (الجمعہ 62، آیت 2)

مذکورہ بالا دونوں آیات قرآنی ببانگ دہل اعلان کر رہی ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ موضح قرآن، معلم کتاب وحکمت اور مزکی قلوب ونفوس ہیں۔ اس لیے ان کی بارگاہ میں رسائی کے بغیر خود نفس قرآن، نفس اسلام اور نفس عبادت الٰہی تک پہنچنا محال وناممکن ہے۔ آپ غور کریں کہ اگر حضور ﷺ ہمیں نہ بتاتے تو کیسے معلوم ہوتا کہ لفظ صلوٰۃ سے ایک مخصوص ہئیت مراد ہے۔ موذن کی اذان سے لے کر امام کے سلام پھیرنے تک، نماز اور جماعت کی تفصیلات اور حج اور عمرہ کا بیان ہم کیسے جانتے؟ احرام کہاں اور کس دن باندھنا، وقوف عرفہ، طواف زیارت ووداع اور دیگر احکامات حج اور ان کی تفصیل وتعیین ہمیں قرآن میں کہیں نہیں ملتی ہے اور قرآن میں یہ بھی مذکور نہیں ہے کہ حج کس دن ادا کیا جائے؟ زکوٰۃ کا لفظ تو قرآن میں مذکور ہے مگر عشر اور زکوٰۃ کی تفصیلات قرآن میں مذکور نہیں ہیں۔ غرض قرآن کے بیان کردہ سارے احکامات کی تفصیل وتعیین ہمیں صرف حضور ﷺ سے ملتی ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم نے حضور ﷺ کی تشریعی حیثیت کو کبھی یوں بیان فرمایا:

(ترجمہ)- ستھری چیزیں ان کے لئے (رسول اللہ ﷺ) حلال فرمائیں گے اور گندی چیزیں ان پر حرام کریں گے۔

(الاعراف 7 آیت 157)

اب ذرا غور کیجیے کہ جن چیزوں کو حضور نے حلال کیا یا حرام کیا قرآن میں ان کا کہیں ذکر نہیں۔ ان کا ذکر تو فقط احادیث رسول ﷺ ہی سے ممکن ہے۔ حضور نے شکار کرنے والے درندوں اور پرندوں کو حرام کیا، دراز گوش اور حشرات الارض کو حرام کیا اور ہمارے لیے ان احکامات کا علم صرف احادیث رسول ﷺ سے ہی ممکن ہے۔ خ

ود کلام الٰہی کے نفس مضمون کو سمجھنے کے لیے ہم زبانِ محمد ﷺ کے محتاج ہیں۔ مثلاً قرآن کی بعض آیات کا نزول کبھی کسی خاص واقعہ سے، کبھی کسی خاص سوال کے سبب سے، کبھی مشرکین یا منافقین کی کسی بات کے رد میں ہوتا ہے اور کبھی کسی آیت کا نزول عہد رسالت میں ہونے والے کسی واقعہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور کبھی صحابہ کرام کے کسی عمل پر تنبیہ یا اس کی تائید میں ہوتا ہے اس لیے جب تک اس قسم کی تمام آیات کا پس منظر اور اسبابِ نزول کا علم نہ ہو ان کا معنی سمجھ میں نہیں آتا۔ مذکورہ تفصیل کے بعد ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ قرآن کلام الٰہی ہے مگر زبانِ محمد ﷺ کے بغیر یہ قرآن ایک چیستان اور معمہ معلوم ہوتا ہے۔

آیئے سر دست ہم صرف احکامِ وضو کا جائزہ لیں۔ اسلام میں طہارت پر بڑا زور دیا گیا ہے اور اسے الطهور شطر الایمان (طہارت ایمان کا نصف) کہا گیا ہے۔ وضو طہارت کا ایک اہم جز ہے، جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے۔ وضو کرنا نماز، سجدۂ تلاوت اور قرآن چھونے کے لیے فرض ہے اور طواف کعبہ کے

جنرل سکریٹری جماعت اہلسنت کرناٹک، بنگلور

لیے واجب۔(قانون شریعت)

وضو کی فرضیت درج ذیل آیت کریمہ سے ثابت ہے:

(ترجمہ)- اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ کرلو تو اپنے چہروں کو دھل لو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھل لو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں کو دھل لو۔

(المائدہ 5 آیت 6)

مذکورہ فرمان خدا کی روشنی میں **وضو کیا ہے**؟ چہرہ دھلنا، ہاتھ دھلنا، سر کا مسح کرنا اور پاؤں کا دھلنا ہے۔حالاں کہ ہمارا وضو صرف ان چار باتوں پر منحصر نہیں ہے۔آپ دنیا کی کسی بھی اسلامی یونیورسٹی، کسی بھی دارالعلوم، یا کسی بھی دارالافتا سے پوچھ لیں کہ وضو کیا ہے؟ تو وہ آپ کو یہی بتائیں گے کہ وضو ان چار فرائض کے علاوہ بے شمار مستحبات وسنن کا مجموعہ ہے مثلاً چہرہ جس کا دھلنا فرض ہے اس سے پہلے وضو کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ تین بار گٹوں تک ہاتھ دھل لے، تین بار کلی کرلے اور تین بار ناک میں پانی چڑھالے۔لہٰذا اگر کوئی ان سنتوں کو ترک کرکے براہ راست اپنا چہرہ دھل لینا چاہے تو فقہ اسلامی کی روشنی میں اس کا وضو ناقص ونامکمل ہے۔معلوم ہوا کہ وضو جو فرض ہے اپنی تکمیل کے لیے مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی سنتوں پر موقوف ہے۔

سنت مصطفیٰ ﷺ کی حکمت! وضو کے چار فرائض پر عمل یعنی چہرہ اور ہاتھ دھلنے، مسح کرنے اور پاؤں دھلنے سے پہلے تین بار گٹوں تک ہاتھ دھلنا، تین بار کلی کرنا اور تین بار ناک میں پانی چڑھانا سنت ہے۔

سردست ذرا ہم ان تینوں سنتوں کی حکمت پر بھی غور کرتے چلیں۔فقہ اسلامی کا قاعدہ ہے کہ دنیا کے ہر پاک پانی سے وضو اور غسل کیا جاسکتا ہے مگر تین پانی ایسے ہیں کہ ان سے وضو غسل کرنا ممنوع ہے (۱) جس پانی کا رنگ بدل گیا (۲) جس پانی کا مزہ بدل گیا (۳) اور جس پانی میں بو پیدا ہوگئی۔فقہا فرماتے ہیں:

فا ن الماء طهور لا ينجسه شئی مالم يتغير احد او صافه (لون، طعم اور ریح)

اب ذرا آپ غور کریں کہ سنت اور فرض کا تال میل کتنا لطیف وعجیب ہے اور نیز یہ بھی کہ سنت کے بغیر فرض پر عمل کس قدر ہلاکت خیز ہے۔اب اگر کوئی سنتوں کو ترک کرکے چہرہ ڈائرکٹ دھل لے یہ سوچ کر کے کہ فرض تو فرض ہے ہمیں فرض کے بعد (معاذاللہ) کسی سنت کی چنداں ضرورت نہیں تو وہ یہ نہیں جان پائے گا کہ آیا جس پانی سے وہ وضو کر رہا ہے پاک بھی ہے یا نہیں؟ مگر ان سنتوں پر عمل کرے گا تو وہ پانی کی طہارت کے یقین کے ساتھ وضو کر رہا ہے اور دوسری بات ان سنتوں کے ذریعہ وہ طہارت تامہ وکاملہ حاصل کر رہا ہے۔ وضو کرنے والا، چہرہ دھلنے سے پہلے جب تین بار اپنے ہاتھوں میں پانی لیا تو اسے پانی کا رنگ معلوم ہوا اور جب وہ کلی کرنے کے لیے منہ میں پانی لیا تو اسے پانی کا ذائقہ معلوم ہوا اور جب وہ ناک میں پانی لیتا ہے تو اسے فوراً پانی کے بو کا علم ہوا۔اور ہم یہ مسئلہ بتا چکے کہ پانی کے مذکورہ تینوں اوصاف میں سے ایک وصف کے بھی پائے جانے سے وضو نہ ہوگا۔پتہ چلا کہ فرائض اپنی تکمیل کے لیے سنن رسول اعظم ﷺ پر عمل کے متقاضی ہیں۔

متذکرہ بالا ساری گفتگو کا ماحصل دراصل فرمان خداوندی من يطع الرسول فقد اطاع الله (النساء 4 آیت 79) یعنی جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے رسول کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی ہے، کا ترجمہ ومعنی اور تفسیر وترجمانی ہے۔امام اہل سنت نے اسی مفہوم کی عکاسی یوں کی ہے۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

آج طلاق یا طلاق ثلاثہ کے معاملے میں عدالتیں بار بار صرف قرآن کا نام لے رہی ہیں جب کہ اکثر وہ احادیث رسول ﷺ کا ذکر نہیں کرتیں۔ایسا لگتا ہے کہ انھوں نے قرآن کریم سے ماخوذ ومستنبط احکامات ہی کو شریعت سمجھا ہے حالانکہ شریعت کی اساسِ اول قرآن ہے تو اساسِ ثانی حدیث رسول ﷺ۔ بنیادی طور پر ان دونوں کے مجموعے کا نام شریعت ہے۔قرآن وحدیث ہی اجماع امت، فقہ اسلامی اور قانون اسلام کی بنیاد ہیں۔لہٰذا امت کے علماء اور شریعت کے ماہرین پر لازم ہے کہ وہ عدالتوں میں بیٹھے دنیاوی قانون کے ماہرین پر یہ خوب خوب، صاف صاف اور بار بار واضح کرتے رہیں کہ شریعت نام ہے بنیادی طور پر قانون اسلامی کے دو سرچشموں کا یعنی احکاماتِ قرآن حکیم اور احکاماتِ احادیثِ نبی کریم ﷺ۔ ☆☆☆

شعاعیں

نیند یقیناً اللہ کی نعمت و رحمت

حافظ محمد ہاشم قادری مصباحی

اللہ رب العزت ساری کائنات کا پیدا فرمانے والا ہے۔ اپنی تمام مخلوق کو اُن کی ضرورتوں کے اعتبار سے نعمتیں عطا فرمائی ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَآتَاكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ .

ترجمہ: اور اس نے تمہیں ہر وہ چیز عطا فرما دی جو تم نے اس سے مانگی اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو (تو) پورا شمار نہ کر سکو گے، بیشک انسان بڑا ہی ظالم بڑا ہی ناشکر گزار ہے،

(القرآن، سورہ ابراہیم: 14 آیت 34)

اللہ کی دی ہوئی بے شمار نعمتوں میں "نیند" بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، یقیناً "نیند" اللہ کے فضل و رحمت کی کھلی نشانیوں میں ہے۔ صحت مند زندگی گزارنے کے لیے اچھی خوراک کے ساتھ ساتھ مناسب مقدار میں "نیند" بھی ضروری ہے۔ "نیند" پوری ہونے سے انسان تازہ دم ہو جاتا ہے، اگر "نیند" پوری نہیں ہوتی تو دماغ صحیح کام نہیں کرتا ہے نہ ہی جسم۔

وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا.

ترجمہ: اور ہم نے تمھاری نیند کو (جسمانی) راحت (کا سبب) بنایا (ہے)۔

انسان کو جب نعمتیں ملتی ہیں تو اس کی بے قدری کرنے لگتا ہے، جیسے آج کل دیر سے سونا اور صبح دیر سے اُٹھنا عام بات ہو گئی۔ انسان کو کھانے پینے کے ساتھ ساتھ بہت سی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، اِنہیں ضروری چیزوں میں "نیند" بھی بہت ضروری ہے۔ رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں "نیند" کی اہمیت کو بتایا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا .

اور وہی ہے جس نے تمھارے لیے رات کو پوشاک (کی طرح ڈھانک لینے والا) بنایا اور نیند کو (تمھارے لیے) آرام (کا باعث) بنایا اور دن کو (کام کاج کے لیے) اٹھ کھڑے ہونے کا وقت بنایا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت دلالت کرتی ہے اور اس آیت میں مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار ہے۔ آج "نیند" کی اہمیت کا ذرا بھی احساس نہیں، ہم بے دردی سے اس کی بے قدری کر رہے ہیں، "نیند" اللہ کے فضل و رحمت و نعمت میں سے ہے جو اُس نے اپنی مخلوق کو عطا فرمایا نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے بڑی نصیحت ہے۔ نیند انسان کی دن بھر کی تھکن اور ذہنی پریشانی و کوفت کو راحت میں بدل دیتی ہے، اللہ اللہ اس راحت بھرے احساس کو کون نہیں جانتا کون نہیں چاہتا۔ ایک مسافر "نیند" کے باعث سفر کی تھکاوٹ سے سکون پاتا ہے اور مریض کو سونے سے چین ملتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

دن لہو میں کھونا تجھے، شب صبح تک سونا تجھے:

آج نوجوان نسل کے ساتھ بچے، بوڑھے بھی رات دیر سے سونے کے عادی ہو گئے ہیں، دیر رات تک گھروں میں موبائل، ٹی وی میں لگے رہتے۔ نوجوان نسل کلبوں، محلہ کی چنڈال چوکڑی کی بیٹھک میں موج و مستی میں مگن رہتی ہے اور جو رات سونے کے لیے رب تعالیٰ نے عظیم نعمت کے طور پر عطا کی ہے اُس کی قدر نہیں۔ "نیند" بھر سونے سے بندہ اپنی تھکان اور ذہنی پریشانیوں سے نجات پاتا ہے اور پھر دوبارہ چاک و چوبند ہو جاتا ہے قرآن مجید اور احادیث پاک میں جابجا اس کا ذکر موجود ہے۔ بدقسمتی سے آج کل ہمارے معاشرے میں رات جیسی قیمتی نعمت کی بے قدری عام بات ہے۔ رات دیر تک جاگنے اور پھر دوپہر تک سونے کا معمول عام ہو گیا ہے۔ جو کہ بے شمار نقصانات کا باعث ہے، شرعی لحاظ سے بھی نقصان دہ ہے، اور زندگی کے ہر شعبے پر اس کا بُرا اثر ہو رہا ہے۔ طبی لحاظ سے اس کے بہت نقصانات ہیں لمبی فہرست ہے اگر آپ صحت مند زندگی گزارنے کی

خواہش رکھتے ہیں تو رات کی قیمت کو ملحوظِ خاطر رکھیں، رات کو تمام کام سے جلد فارغ ہو جائیں دینی مشاغل نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر جلد سو جائیے کہ رات کا آرام دن کے آرام کے مقابلے میں سیکڑوں گُنا بہتر اور صحت بخش ہے اور عینِ فطرت nature بھی ہے۔

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ .

ترجمہ: اور اس نے اپنی رحمت سے تمھارے لئے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم رات میں آرام کرو اور (دن میں) اس کا فضل (روزی) تلاش کر سکو اور تاکہ تم شکر گزار بنو۔

(القرآن سورہ القصص،:28 آیت73)

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ: (اور اس نے اپنی رحمت سے تمھارے لیے رات اور دن بنائے۔) ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے تمھارے لیے رات اور دن بنائے تاکہ تم رات میں آرام کرو، اپنے بدنوں کو راحت پہنچاؤ اور دن بھر کی محنت و مشقت سے ہونے والی تھکن دور کرو اور دن میں روزی تلاش کرو جو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

دیر تک سونے کی نحوستیں:

نظامِ قدرت کے خلاف کوئی عمل اور حکمِ خدا کی پامالی پر کوئی فلاح نہیں پا سکتا دیر تک سونے کی نحوستیں اُسے گھیر لیتی ہیں چہرے کا نور ختم ہو جاتا ہے، رزق میں کمی واقع ہو جاتی ہے برکتیں چھین لی جاتی ہیں۔ پھر مولانا صاحب، امام صاحب مسجدوں میں دعاؤں کی درخواست کی پرچیاں، تعویذ گنڈے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو عمل خود کرنا ہے وہ کرتے نہیں اُس کی بھرپائی کے لیے دوسری جانب دوڑتے ہیں اسی لیے حضرت مولانا احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

دن لہو میں کھونا تجھے، صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی خوفِ خدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

دیر تک سونے کی نحوست یہ بھی کہ سونے والے کو "نیند" سے جو راحت و سکون ملتا ہے وہ اُسے نصیب نہیں ہوتا! پورے دن سستی، "نیند" کا خمار، کاہلی کا خمار اُس پر چڑھا رہتا ہے، اور اس کی وجہ سے ہر کام متاثر ہوتا ہے خواہ اسے سفر پر جانا ہو، اسکول جانا ہو یا آفس جانا ہو سب کام متاثر ہوتا ہے اور جو اس کا عادی ہو جائے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کی کاہلی سستی والا شخص زندگی کے میدان میں کتنا کامیاب ہوگا۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ .

ترجمہ: وہ رات دن (اس کی) تسبیح کرتے رہتے ہیں اور معمولی سی بھی سستی نہیں کرتے۔ (القرآن، سورہ، الانبیا:21 آیت20)

یعنی فرشتے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور اس میں وہ کسی طرح کی سستی نہیں کرتے ہیں۔

(تفسیر خازن: ص،273 ج:3)

انسانوں کے علاوہ تمام مخلوق اس کے بنائے ہوئے نظام پر چل رہے ہیں۔ سوا انسان کے جو اُس کی نافرمانی اور نظام قدرت کے خلاف چلتا ہے اور ڈھٹائی بھی کرتا ہے، استغفر اللہ! اللہ استغفر اللہ! اللہ خیر فرمائے معاف فرمائے آمین۔

محنت سے بھاگنا! آرام پسندی زہرِ ہلاہل:

کاہلی اور آرام پسندی مسلمانوں میں سرایت کر گئی ہے، اس کی بہت سی صورتیں ہیں کیا کیا لکھی جائیں؟ کاہلی انسان کو بہت نقصان پہنچاتی ہے، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کاہل انسان وقت کی قدر و قیمت نہیں سمجھتا، وقت کو برباد کرتا ہے، اب کر لیں گے تب کر لیں گے۔ وغیرہ وغیرہ کاہل شخص دل و دماغ کا کمزور ہوتا ہے، کم ہمت ہوتا ہے، جس کی وجہ سے کوئی کام وقت پر نہیں کرتا، جو کام وقت پر نہیں ہوگا اُس کام میں ضرور کوئی کمی رہ جاتی ہے۔ دنیا میں سب سے قیمتی چیز وقت time ہے اور جس نے وقت کی قدر نہیں کی اس نے اپنی زندگی کی قدر نہیں کی! مشہور قول ہے کہ "گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں" لیکن یہ بات کاہل انسان کو سمجھ میں نہیں آتی۔ ہمیں چاہیے کہ دیر تک سو کر اپنے قیمتی وقت کو برباد نہ کریں، کسی نہ کسی بات کی فکر اور کام کی کوشش میں رہنا ضروری ہے۔ اپنی قوم کی بہتری کے لیے کچھ نہ کچھ کرتے رہنا چاہیے۔ بیکار مباش کچھ کیا کر۔ گر کر نہ سکے تو کچھ کہا کر۔

ٹلنا تھا میرے پاس سے تجھ کو اے کاہلی
کمبخت تو تو آکے یہیں ڈھیر ہو گئی

اللہ ہمیں "نیند" کی قدر و قیمت سمجھنے، دیر تک سونے کے نقصانات کو سمجھ کر اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆

ترغیب عمل

عیدوں کی عید: آؤ! کچھ نیا کریں

مفتی توفیق احسن برکاتی

قرآن مجید میں امتِ محمدیہ کو گزشتہ تمام امتوں میں بہتر اور افضل قرار دیا گیا ہے، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ، تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللهِ. (آل عمران-آیت:110)

مختلف روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آیہ مبارکہ بطور خاص مہاجرین صحابہ کے حق میں نازل ہوئی جنھوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی یا اس کے مخاطب عام صحابہ کرام ہیں لیکن اس بات سے قطع نظر کہ یہ آیہ مبارکہ کس کے حق میں نازل ہوئی اس کا عام مفہوم و معنی یہ ہے کہ یہ امت خیر الامم ہے کیوں کہ ان میں لوگوں کو نفع پہنچانے اور امر و نہی کا خاصہ پایا ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے میں یہ پختہ کار ہیں، مسند امام احمد بن حنبل کی روایت ہے: عَنْ دُرَّةَ بِنْتِ أَبِي لَهَبٍ قَالَتْ: قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ فَقَالَ: خَيْرُ النَّاسِ أَقْرَءُهُمْ وَأَتْقَاهُمْ لله، وآمَرُهُمْ بالمعروفِ، وأنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَأَوْصَلُهُمْ لِلرَّحِمِ. (مسند احمد بن حنبل، 432/6)

رسول اللہ ﷺ منبر پر موجود تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ حضور ﷺ فرماتے ہیں: سب میں بہتر وہ ہے جو قرآن کی سب سے زیادہ تلاوت کرنے والا ہے، اللہ عزوجل سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے، لوگوں کو سب سے زیادہ بھلائی کا حکم دینے اور سب سے زیادہ انھیں بُرائی سے روکنے والا اور لوگوں میں سب سے زیادہ رشتہ داریاں نبھانے والا ہے، یعنی جس کی زندگی میں خدا ترسی اور مخلوق خدا کی دادرسی کا رنگ ہو وہ مقام خیریت پر فائز ہے۔

یاد رکھیں کہ ہمیں یہ راز کبھی نہیں بھولنا ہے اور نہ اپنی زندگی سے اس رنگ کو پھیکا ہونے دینا ہے، یہ اخلاقی کمال بھی ہے اور مذہبی فریضے کی ادائیگی بھی، ہر بندہ مومن پر لازم ہے کہ وہ ان اخلاقی قدروں کا محافظ بھی ہو اور مبلغ و ناشر بھی۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ مذہبی رسموں کی ادائیگی کا دو بنیادی فائدہ ہے، ایک ذاتی دوسرا معاشرتی، دنیا اور عقبی کی سعادتیں اور برکتیں اس پر مستزاد ہیں، سیرت رسول کا مطالعہ کریں تو اندازہ ہوگا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ذاتی اوصاف و خصائص میں بھی دوسروں کو نفع پہنچانے اور لوگوں کی دادرسی کا جمال و کمال موجود ہے، قول رسول: خير الناس من ينفع الناس. بھی اس حقیقت کو بیان کرتا ہے، عید، بقر عید، ماہ رمضان، زکات، فطرہ، صدقہ وغیرہ کے پس منظر پر نگاہ ڈالیں تو بھی یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلام نے عبادات و معاملات دونوں میں نظم و توازن کے ساتھ نفع بخشی، دادرسی اور معاشرتی فلاح و بہبود کا کس قدر اہتمام کیا ہے، ہمیں بھی چاہیے کہ اسلام کے اس حسن کو باقی رکھیں اور اپنی زندگی میں اس آفاقی نظام کو جگہ دیں۔

نبی کریم ﷺ کی پیدائش پوری عالم انسانیت کے لیے ایک پیغامِ مسرت اور نوید آفریں ہے، سیرت رسول کا ہر ورق اتنا چمک دار اور آب دار ہے کہ کافروں، مشرکوں اور دشمنان اسلام کی مشکل ترین دشمنی کا زخم جھیلنے کے بعد بھی زبان مبارک سے معافی اور بردباری کی گونج سنائی دیتی ہے، جو قیامت تک کے لیے اسلام کے منفعت بخش اور آفاقی نظام کی تشریح و تعبیر کا معتبر اور چشم کشا ماخذ بن گئی ہے۔

اس پیدائش کی خوشی منانے والوں پر یہ ذمہ داری زیادہ عائد ہوتی ہے کہ اس پاکیزہ سیرت کے ہر رنگ میں خود کو رنگنے کی کوشش کریں اور دنیا کی تیز نگاہ انسانی برادری کو اسلام اور پیغمبر اسلام کا حقیقی چہرہ دکھائیں تاکہ وہ سچے اسلام کا مطالعہ کریں اور سیرت نبوی کے بنیادی خدو خال سے آشنا ہوں اس سے اسلامی شوکت بھی بڑھے گی اور معاشرتی مسائل بھی حل ہوں گے۔ عام طور سے عید میلاد کا پورا پروگرام دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے جلسہ اور جلوس، اور دونوں کا مقصد ہے پیدائش کی خوشی منانا اور لوگوں تک دین کی باتیں پہنچانا عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت پر

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

علما و محققین نے متعدّد کتابوں اور فتووں میں خوب خوب دادِ تحقیق دی ہے اور اخلاقی و مذہبی طور پر ہم اس بات کے پابند ہیں کہ دنیا میں اپنے نبی کی تشریف آوری کے دن اور تاریخ کو یاد رکھیں اور اس کے شایان شان اپنے قلبی جذبات کو خوشی کے رنگ میں ظاہر کریں، امت مسلمہ کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے ہمیں یہ حق ملنا چاہیے جس سے دست برداری کا ہم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے، ہاں یہ ضرور ہے کہ اس یادگاری دن کو واقعی یادگار بنانے کے لیے ہمیں کچھ نیا کرنا ہوگا تاکہ سیرتِ نبی میں رحم و کرم کی جو تابانیاں موجود ہیں دنیا اس کے مظاہر بھی دیکھے اور اسلام کی حقیقی روح کو پہچانے۔

اسلام کے لفظ ہی میں سلامتی کا عنصر موجود ہے، اپنی اور دوسروں کی جان، مال، آبرو، ایمان و عمل کی حفاظت ہوتی رہے اور سیرت النبی کے انوار ہم پر برس رہے ہوں تو سمجھ لو کہ اسلام ہماری زندگی میں موجود ہے ورنہ صرف دل کے اندر سسک رہا ہے اور ہر آن کمزور سے کمزور تر ہوتا جا رہا ہے۔

افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ ہم نے دوستوں اور رشتہ داروں کو کھانا کھلانے اور ان کے ساتھ پارٹیاں کرنے کو ہمدردی اور داد رسی سمجھ لیا ہے، اجنبی مسافر آج بھی بے یار و مددگار ہے، یتیموں اور بیواؤں کی زندگی میں ابتری اور خستہ حالی صاف طور پر محسوس کی جا سکتی ہے، وہ آج بھی نانِ شبینہ کے محتاج ہیں، غریب اور مفلوک الحال ماں باپ کے بچے آج بھی تعلیم کو ترس رہے ہیں، بیماریوں کی مزاج پرسی اور ان کے علاج و معالجے کا کوئی مضبوط سسٹم آج تک ہم نہیں بنا سکے ہیں، کسی یتیم بچے یا بچی کی پرورش، تعلیم و تربیت، معاشی انتظام، شادی بیاہ کی کفالت کا کوئی ٹھوس قدم اٹھتا نہیں دکھائی دیتا، ایک بیوہ ماں ایک شہر میں پورا دن بھوکی پیاسی گھوم کر اسپتال میں زیر علاج اپنے یتیم بچے کے لیے دوا کی رقم بھی اکٹھا نہیں کر پاتی اور بچہ دم توڑ دیتا ہے، اب بھوکوں کو کھانا کون کھلاتا ہے؟ پیاسے کو پانی کون پلاتا ہے؟ جو لوگ واقعی ہمدردی اور ہماری توجہ کے حق دار ہیں انھیں کون پوچھتا ہے؟ مشکل ترین اور جان لیوا بیماریوں کے علاج اور مہنگے مفت آپریشن کے لیے ہم نے کتنے اسپتال بنوائے؟

عید میلاد ایک اچھا موقع ہے ان اسباق کو یاد کرنے کا، ایک اچھا چانس ہے سیرت رسول کے ان زریں اوراق کو پڑھنے اور پڑھانے کا، یہ جلسے ضرور کیے جائیں، جلوس ضرور نکالا جائے، لیکن اسلام کی آفاقی تعلیمات سے بھی دنیا کو آگاہ کیا جائے اور ان کا عملی مظاہرہ پیش کیا جائے، صرف تھیوری نہیں پریکٹیکل طور پر دنیا کو بتایا جائے کہ اسلام سچ معنوں میں انسانیت کا نجات دہندہ اور مظلوموں کا حامی ہے، اور مسلمان دنیا کی واحد قوم ہے جس کے دل میں حقیقی جذبۂ انسانیت موجود ہے، اس لیے یہ عہد کیا جائے کہ اپنے پڑوسیوں کا خیال کریں گے، غریب رشتہ داروں کی مدد کریں گے ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری اٹھائیں گے، یتیم بچوں اور بچیوں کو سایۂ عزت و کفالت فراہم کریں گے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ طرز عمل عید میلاد کے جلوس اور مذہبی جلسوں میں چار چاند لگا دے گا اور روحِ انسانیت بے پناہ خوش ہوگی اور یہ کام اللہ و رسول کی خوش نودی کے حصول کا سبب بھی ہے، اے کاش! ہم یہ کر سکیں اور دنیائے انسانیت کے زخم خوردہ چہرے پر حقیقی مسکان لے آئیں۔

دنیا کی مختلف زبانوں میں اسلام کی سچی تعلیمات پر مشتمل لٹریچر ترتیب دے کر شائع کیے جائیں اور عام فہم انداز میں دنیا کو سمجھایا جائے کہ یہ ہے حقیقی اسلام ہے جو قرآن مجید کے تیس پاروں اور احادیث میں موجود ہے جس کے مظاہر محمد عربی ﷺ کی زندگی میں نظر آتے ہیں آج جن کا یومِ پیدائش ہے۔ اب بطور خلاصہ بارہ ربیع النور کی مناسبت سے بارہ نکاتی انتہائی اہم اور قابل توجہ امور ملاحظہ فرمائیں:

1- اس یادگار دن شرعی حدود میں رہ کر خوشیاں منائیں- 2- اپنی خوشی میں دوسروں کو شریک کریں- 3- کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں- 4- اپنے کردار و عمل سے اسلام کی پاکیزہ شبیہ پیش کریں- 5- اس دن بطور خاص یتیموں اور بیواؤں کی مالی امداد کریں- 6- اسپتالوں میں جا کر بلا تفریق مریضوں کو تحفے اور پھل پیش کریں- 7- باہم مل کر غریب و نادار بچیوں کی اجتماعی شادی کا پروگرام رکھیں- 8- برادرانِ وطن کو اسلام کی سچی تعلیمات پر مشتمل عام فہم لٹریچر تحفہ دیں- 9- سرکاری اہل کاروں اور انتظامیہ سے مل کر انھیں امن و شانتی کا پیغام بھینٹ کریں- 10- مکمل اہتمام کے ساتھ غریب رشتہ داروں اور پڑوسیوں کی دعوت کریں- 11- شریعت پر چلنے اور دوسروں کو پابند بنانے کی ذمہ داریں نبھائیں- 12- دینی درس گاہوں میں زیر تعلیم بچوں کو ان کی ضرورت کا سامان پہنچائیں۔

☆☆☆

بزم تصوف

چوتھی قسط

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کی
چند تصانیف و ملفوظات

مبارک حسین مصباحی

اب ذرا سنجیدگی سے حضور مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کے پیش کردہ دلائل و شواہد پر غور کریں کہ آپ نے تین مقامات کو پیش فرمایا ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے عظیم پیغمبر ہیں، خود عمر رسیدہ ہو چکے ہیں اور اہلیہ محترمہ بانجھ ہیں، اولاد سے محروم ہیں، اس حال میں اولاد ہونے کی نشانی کے لیے حکم الٰہی ہوتا ہے کہ تم تین دن خاموش رہو، صرف اشاروں سے اپنی بات کہو مگر ذکر الٰہی کا سلسلہ جاری رکھو اور تسبیح و تہلیل بھر پور کرو۔ اسی طرح حالت جہاد میں مجاہدین کتنی کسم پرسی کے عالم میں رہتے ہیں مگر یہاں بھی یہی حکم ربانی ہے "وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا"، یعنی ذکر الٰہی مسلسل کرتے رہو۔ اسی طرح بروز قیامت نفسا نفسی کا عالم ہوگا، وہاں عبادت و ریاضت نہیں بلکہ وہ حساب وکتاب کا دن ہوگا، مگر وہاں بھی اللہ تعالیٰ کے بندے مختلف انداز سے ذکر الٰہی میں مشغول رہیں گے۔

گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ ذکر الٰہی اور تسبیح و تہلیل سے کسی وقت بھی معذور نہیں رکھا گیا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ نماز کے بعد بھی عین اسی وقت کلمہ طیبہ اور ذکر ربانی کرنا چاہیے۔ حضرت مخدوم سید اشرف جیلانی قدس سرہ نے اسے لازم و ضروری قرار دیا ہے، کیوں کہ عبادت کی توفیق اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور بقول رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعمت پر شکر بجالانا واجب اور ضروری ہے۔

اس بحث کے بعد حضرت مخدوم اشرف جہانگیر نے ایک سوال قائم کیا ہے۔ سوال کا متن حسب ذیل ہے:

"سوال: اگر تم کہو کہ ان معنی اور روشن دلیلوں سے تو ذکر کے وجوب کا پتہ چلتا ہے پھر اس کو مستحب کیوں کر کہتے ہیں؟

جواب: ذکر دو طرح کا ہے۔ ایک ذکر باللسان دوسرا ذکر بالقلب۔ اگر آیت میں "وَاذْكُرُوا اللّٰهَ" سے مراد ذکر باللسان ہو تو یہاں امر نُدب (استحباب) کے لیے ہوگا اور اگر ذکر بالقلب مراد لو تو یقیناً یہ فرض ہے۔ اور اس وقت امر وجوب کے لیے ہوگا۔" رسالہ قشیریہ" میں ہے:" اَلذِّكْرُ بِالْقَلْبِ فَرْضٌ دَائِمٌ قَطْعِيٌّ"۔ دل سے ذکر کرنا فرض دائمی قطعی ہے۔ یعنی یہ جائز نہیں کہ ولی ایک لمحہ کے لیے ذکر سے غافل رہے۔ بلکہ غفلت کو دور کر کے اللہ کی عظمت و جلال اور اس کی نعمتوں میں غور و فکر کیا جائے اور ایک ساعت کے لیے بھی دوسری چیز میں مشغول نہ ہو۔ اسی غفلت کے سبب دنیا غرور کی وجہ سے "رجال اللہ" کو دیوانہ کہتے ہیں اور خود کو عقل مند، ہوشیار تصور کرتے ہیں۔ اس غفلت سے چھٹکارا حاصل کرنے کا راستہ یہ ہے کہ بندہ شب و روز اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور اس کا کوئی حرکت و سکون، کردار و گفتار شریعت کے خلاف نہ ہو تاکہ شریعت پر عمل راسخ ہو جائے اور تزکیۂ نفس حاصل ہو کر دل پاک و صاف ہو جائے اور بندہ رفعت و بلندی کا مقام حاصل کر لے،

کسے کو در شریعت راسخ آید
طریقت راہ بروے خود کشاند

(حجۃ الذاکرین، ص:8،9)

اس کے بعد حضرت مصنف قدس سرہ العزیز نے متعدّد دلائل سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ نماز کے بعد اپنی کوتاہیوں پر نادم ہوتے ہوئے توبہ و استغفار بھی کرے تو مزید بہتر ہے۔ اس حوالے سے آپ نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث نقل فرمائی ہے:

"آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (ترجمہ)
جس کی نماز میری نماز کی طرح نہ ہو تو وہ شخص خدّاع [دھوکے باز] ہے۔"

صحابۂ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ!

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

ہماری نماز آپ کی نماز کی طرح کب ہوگی؟ فرمایا: جو تم نماز پڑھنے کے بعد۔

اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّیْ اَذْنَبْتُهُ عَمَدًا أَوْ خَطَأً سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ أَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ. پڑھے گا اس کی نماز میری نماز کی مثل ہو جائے گی۔

ترجمہ: میں اپنے رب سے اپنے جانے انجانے، اور ڈھکے، کھلے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور جو گناہ میرے علم میں ہے اور جو نہیں، سب سے توبہ کرتا ہوں، تو ہی بڑا غیب داں ہے۔ کوئی قوت و طاقت نہیں مگر اللہ بزرگ و برتر سے۔" (حجۃ الذاکرین، ص:13)

اس کے بعد حضرت مخدوم سید اشرف تحریر فرماتے ہیں:

"تو جو نمازیں ہم پڑھیں چاہیے کہ اس کی جملہ کوتاہیوں پر رب تبارک و تعالیٰ سے استغفار کریں۔ اور ذرا گوش ہوش سے سنو! جو لوگ اس قسم کی بودی دلیل کی بنیاد پر ذکر بعد نماز کو ناجائز کہتے ہیں بلکہ بعض تو اس درجہ اس کا انکار کرتے ہیں کہ بعد نماز جب کچھ لوگ ذکر میں مشغول ہوتے ہیں تو یہ لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں۔ ایسے لوگ گویا افعالِ مصطفیٰ ﷺ پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِھِمْ، اَللّٰھُمَّ اھْدِھِمْ، اَللّٰھُمَّ اھْدِھِمْ، اے اللہ انھیں ہدایت دے۔" (حجۃ الذاکرین، ص:14-13)

آپ نے موضوع پر سیر حاصل کلام فرمایا اور تمام شبہات کا مدلل، قرآن، احادیث نبویہ اور مشائخ کرام کے شواہد سے استنباط فرمایا اور آخر میں یہ نوٹ لگایا:

"اگر کوئی شخص لایعنی باتیں لکھ کر کاغذ سیاہ کرے اور لوگوں کو راہ راست سے دور کرے تو اس سے کیا حاصل؟ اے عزیز! اگر نماز کے بعد ذکر کے ناجائز ہونے پر کوئی مستند روایت نص قطعی یا صحیح حدیث ہو تو اسے لے آؤ، ہم بھی تو مسلمان ہیں، بسر و چشم قبول کریں گے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ. ترجمہ: اے اللہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنا جو باتیں سنتے ہیں تو ان میں بہتر باتوں کو اختیار کر لیتے ہیں۔ اور اگر کوئی مستند روایت نہیں تو اس قسم کی کمزور اور بودی دلیلوں اور غیر معتبر روایتوں کی بنیاد پر مغرور نہ ہو اور خلق خدا کو گمراہ مت کرو۔ اتنی مدت ذکر خدا میں صرف کرو۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جسے فقہی احکام کے استخراج میں ہمارے محل استدلال و استنباط معلوم نہ ہوں اسے جائز نہیں کہ فتویٰ دے کر اپنے اقوال کو ہماری جانب منسوب کرے۔" (حجۃ الذاکرین، ص:17)

بشارۃ المریدین یعنی رسالہ قبریہ:

غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ اپنی ظاہری حیات کے آخری ایام میں اپنی قبر انور کے اندر تشریف لے گئے، قلم، سیاہی، اور کاغذ کے چند اوراق اپنے ساتھ وہاں لے گئے تھے، آپ اپنی قبر میں ایک دن اور ایک رات رہے یہ رسالہ "بشارت المریدین" آپ نے قبر کے اندر تحریر فرمایا، یہ انتہائی اہم، روحانی اور عرفانی رسالہ ہے جو بعد میں "رسالہ قبریہ" کے نام سے بھی منسوب ہوا۔ "لطائف اشرفی فارسی" میں اس کا ذکر اس طرح ہے:

بعد ازاں چند ورق کاغذ سادہ ہمراہ گرفتہ در قبر در آمدند یک شبانہ روز در قبر بودند انچہ واقعات قبور وشرف یافتن بنور حضور بود و ہمہ در بیاض آوردند چنانکہ آں رسالہ موسوم شدہ۔ بشارت المریدین و ہمہ سخناں در آنجا تفصیل نوشتہ اندازانجا معلوم خواہد شد۔

ترجمہ: اس کے بعد آپ کاغذ کے چند سادہ ورق ساتھ لے کر قبر میں داخل ہوئے ایک رات اور ایک دن قبر میں رہے قبور کے واقعات اور نور حضور سے شرف پانے کے جو مشاہدات رونما ہوئے انہیں اوراق میں تحریر کیا اور اس رسالے کا نام "بشارت المریدین" رکھا اس میں تمام نکات تفصیل سے تحریر کیے گئے ہیں جو رسالے کے مطالعے سے معلوم ہوں گے۔" (نظام یمنی، لطائف اشرفی، حصہ دوم، ناشر: نصرت المطابع دہلی، ص:410)

”لطائف اشرفی“ کی اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ وصال سے چند روز قبل آپ نے اپنی قبر میں یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ یہ رسالہ عربی میں ہے، یہاں ہم ایک اقتباس پیش کر رہے ہیں، جس سے ظاہر ہوگا کہ آپ کا مقام روحانی لحاظ سے کتنا بلند تھا اور آپ کیا عقیدہ رکھتے تھے کیوں کہ اس میں آپ نے اپنے عقائد کے متعلق بھی بیان فرمایا ہے۔ اقتباس یہ ہے:

”سبحانه من عز شانه على امره و برهانه و الصلوة و السلام على نبيه أفضل الأنبياء محمد واله اجمعين والسلام على من اتبع الهدى على اخواننا واحبانا و اصحابنا نحن آمنا وصدقنا بالله كما هو باسمائه وصفاته و قبلتُ جميع أحكامه ونحن نومن ونعتقد بجميع اعتقاد اهل الاسلام و الإيمان كما هو اراد الله ورسوله كما قال الله تعالى أمن الرسول بما انزل اليه من ربه المؤمنون كل أمنا بالله وملائكته وكتبه ورسله لا نفرق بين احدٍ من رسله ونؤمن بالله ونعتقد مفضل أصحابه و أحق الخلافته أبو بكر بن قحافه عني سائر المسلمين والتابعين ثم أفضل من أصحابه وحق الخلافة عمر وثم عثمان ثم علي رضي الله عنه اجمعين.

ترجمہ: پاک ہے وہ اور وہ غالب ہے، شان اس کی بلند ہے، حکم اس کا اور حجت اسی کی اور درود و سلام او پر نبی کے جو اس کے جملہ انبیا میں افضل ہیں محمد (ﷺ) اور تمام اولاد اس کی سلامتی ہو او پر اس شخص کے جو نابالغ ہوا امر حق کا ہمارے بھائیوں یاروں اور ہمارے اصحاب پر اور ایمان لائے ہیں ہم اور تصدیق کی ہم نے جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں سے متّصف ہے اور قبول کیا ہم نے اس کے تمام حکموں کو اور ہم ایمان لائے اور ہم معتقد ہیں مسلمانوں کے اور مومنین کے تمام اعتقادات کے ساتھ جیسا کہ ارادہ اللہ اور اس رسول (ﷺ) کا ہے جیسا کہ فرمایا تو اللہ تعالی نے یقین اپنے پیغمبر جو کچھ کہ آیا ہے اس کی جانب سے اس کے پروردگار کی طرف سے اور مومنوں کی طرف بھی تو سب ایمان لے آئے ہیں خدا پر، فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور جنہوں نے کہا کہ ہم فرق نہیں کرتے ہیں درمیان میں رسولوں کے، خدا پر ایمان لائے ہم اور عقیدہ کامل رکھتے ہیں اصحاب پر اور ان کی فضیلت پر اور خلافت پر حضرت ابوبکر صدیق بن قحافہ پر اور تمام مسلمانوں اور تمام تابعین پر جو اصحاب کے بعد افضل ہیں اور حضرت عمر کی خلافت پر اور حضرت عثمان کی خلافت پر اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کی خلافت پر، سب فرزندان، برادران معتقدین اور دوستوں کو معلوم ہوا کہ اس پر تھے اور اسی پر ہیں اور قیامت تک کے لیے یہی چاہتے ہیں“

اس مختصر مدت میں (جتنی دیر آپ قبر شریف کے اندر رہے) فقیر پر ستر ہزار بار تجلیات جمال الٰہیہ کا ورود ہوا اور مقربان بارگاہ الوہیت (فرشتوں) نے جس قدر اکرام و اعزاز و نوازش اس فقیر کو مرحمت کی وہ تحریر میں نہیں آسکتی۔ **حضرت رب ذو الجلال و قادر باکمال کی طرف سے منادی نے عالم ملکوت میں یہ ندا سنائی ”اشرف ہمارا محبوب ہے“ اس کے تمام مریدین کی پیشانی پر عفو و کرم کا قلم پھیرتا ہوں اور ان کو اپنی مغفرت و بخشش سے نوازتا ہوں۔** الحمد لله على ذلك. یہ میرے احباب و رفقا کے لیے مژدۂ جاں فزا ہے۔ أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمد عبده ورسوله والصلاة والسلام من اهل الإيمان على محمد وعلى آله وأصحابه وسلم تسليمًا كثيرًا كثيرا.

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز رسالہ قبریہ میں تحریر فرماتے ہیں:

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله اجمعين.

ارباب علم و دانش اور اصحاب طریقت کو معلوم ہو کہ جب (ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكَ رَاضِيَةً مَّرْضِيَةً)[خوشی اور مسرت کے ساتھ اپنے رب کے پاس آجا] کا حکم آیا اس فقیر کو اسّی ہزار مقرب فرشتوں کے ہمراہ بارگاہ

وحدیت میں لایا گیا، پھر سدرۃ المنتہیٰ کے نیچے پہنچایا گیا اور ندا آئی: تجھے دنیا میں چند دنوں کے لیے لوگوں کے عقائد واعمال کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا تھا، اب وقت آ گیا ہے کہ فرمان نبی: حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيْمَانِ (وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے) کے بموجب اپنے وطن اصلی کی طرف واپس لوٹ آؤ۔ فقیر نے اس نعمت پر باوجود اپنی کمزوری وضعف کے رب تعالیٰ کی یوں تعریف کی: لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔ اے اللہ! تیری تعریف میں پوری نہیں کر سکتا جیسی تو نے خود اپنی کی ہے۔ اس کے بعد حکم الٰہی ہوا کہ مجھے اسّی ہزار فرشتے نیز تیس ہزار حرمین شریفین مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بیت المقدس (کوہ لبنان) کے خاص......، ایک ہزار ابدال مغرب، ایک ہزار رجال الغیب سراندیپ سے اور ایک ہزار مردان غیب یمن کی جانب سے آ کر مجھے غسل دیں گے، پھر آسمان پر لے جائیں گے، پھر بیت اللہ شریف کے سامنے نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور **بندوں کے منافع کے لیے مجھے زمین میں دفن کیا جائے گا تاکہ جو تیری قبر پر آئے اس کی حاجت پوری ہو اور اسے مغفرت و بخشش کی نوید حاصل ہو۔"**

(حجۃ الذاکرین مع رسالہ قبریہ، ص:20)

بشارت المریدین (رسالہ قبریہ) علوم و معارف کا منبع ہے۔ اس میں تارک السلطنت حضور سید اشرف جہانگیر قدس سرہٗ کا بارگاہِ الٰہی میں بلند مقام چودھویں کے چاند کی طرح روشن و منور ہے۔ اس میں مریدین اور وابستگان کے لیے بھی مغفرت کا مژدۂ جاں فزا ہے، بجا طور پر اس میں ثابت ہو گیا کہ دنیا چند روزہ ہے، دنیاوی دولت و اقتدار کا کوئی مطلب نہیں، اصل کامیابی یہ ہے کہ ایک بندۂ مومن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی خوش نودی کا سامان کرنا چاہیے، یہی قبر و حشر کا قیمتی سامان ہے، یہی سامان قبر و حشر میں ساتھ جائے گا، انھیں نیک بختوں کے لیے قبر و حشر میں شافع محشر ﷺ کی شفاعتِ کبریٰ نصیب ہوگی۔ مولا تعالیٰ کی بارگاہ میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا ہے ہم سب کو نیک اور صالح بنا دے، عشقِ مصطفےٰ کی وارفتگی میں سرشار فرما دے، اولیائے کرام اور خاص طور پر سرکار سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے نقوشِ حیات کے مطابق زندگی اور بندگی کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔

اخلاق و تصوف:

بفضلہٖ تعالیٰ غوث العالم حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کثیر زبانوں پر بولنے اور لکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ علوم و فنون تو ایک عظیم روحانی شخصیت کے لیے ابتدائی مراحل ہیں بفیضِ معلم دو عالم ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معرفت و حقیقت کا بحرِ ناپیدا کنار بنایا تھا۔ آپ نے 758ھ/1308ء میں رسالہ "تصوف و اخلاق" بھی تحریر فرمایا۔ بڑی حد تک اردو زبان کے محققین متفق ہیں کہ یہ گراں قدر رسالہ اردو نثر ہی کا نہیں بلکہ اردو زبان کا بھی اولین نثری کارنامہ ہے۔ گویا کہ خانقاہ عالیہ چشتیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کے بانی اور شیخ کو اردو ادب کے اولین نثر نگار ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء.

پروفیسر حامد حسن قادری نے حضرت مخدوم اشرف کو اردو کا سب سے پہلا مصنف قرار دیا ہے۔ رقم طراز ہیں:

> "خواجہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اردو میں ایک رسالہ اخلاق و تصوف 1308ء میں تصنیف کیا۔ اردو میں اس سے پہلے کوئی کتاب ثابت نہیں۔ اب تک ارباب تحقیق اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ شمالی ہند میں اٹھارہویں صدی عیسوی سے قبل تصنیف و تالیف اردو نثر کا کوئی وجود نہ تھا۔ یہ فخر دکن کو حاصل ہے کہ وہاں شمالی ہند سے چار سو برس پہلے اردو کی تصانیف کا آغاز ہوا۔ اب سید اشرف جہانگیر کے رسالۂ تصوف کی دریافت سے وہ نظریہ باطل ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ دکن میں اردو زبان کی بنیاد پڑنے سے پہلے شمالی ہند میں امیر خسرو اور سید اشرف جہانگیر نے نظم و نثر دونوں کی بنیاد ڈال دی تھی۔" (داستان تاریخ اردو، ص:24)

یہ اردو زبان و نثر میں پہلی کتاب ہے، اس سے قبل کوئی کتاب اردو نثر میں نہیں لکھی گئی تھی۔ اسے سب سے پہلے میر نذر علی درد کاکوروی نے دریافت کیا۔ یہ تحقیقی مقالہ بعنوان **"شمالی ہند اور اردو"** سالنامہ یادگار رضا 1934ء میں شائع ہوا۔

فصوص الحکم کی شرح: فصوص الحکم کی شرح بھی آپ نے روم کے زمانۂ قیام میں تصنیف کی اور حضرت شیخ نجم الدین قدس سرہٗ کے سامنے پیش

فرمائی اور عرض کیا: میں نے اس شرح کو بحکم روحانی حضرت شیخ اکبر لکھا ہے۔

قواعد العقائد عربی: آپ نے یہ اہم کتاب اہلِ عرب کی تعلیم و تربیت کے لیے مکہ شریف میں تصنیف فرمائی۔

اشرف الفوائد اور فوائد الاشرف: حضرت نے یہ دونوں کتابیں گجرات میں تصنیف فرمائیں۔

اشرف الانساب: حضرت نے یہ اہم کتاب "اشرف الانساب" بحر الانساب سے منتخب فرمائی۔ یہ گراں قدر تصنیف عراق، خراسان اور ماوراء النہر کے سفر کے دوران معرضِ وجود میں آئی۔

مناقب اصحابِ کاملین و مراتبِ خلفاے راشدین: آپ نے یہ گراں قدر کتاب صحابۂ کرام کے فضائل و مناقب میں تصنیف فرمائی۔

بشارۃ الاخوان: یہ کتاب حضرت نے سیف خان کے بپاس خاطر تصنیف فرمائی

رسالہ تجویزیہ در تجویز لعن بر یزید: آپ نے یہ رسالہ جون پور میں علما کے مباحثہ کے بعد تصنیف فرمایا۔

کنز الدقائق: حضرت نے فنِ تصوف میں موافق عقیدہ صاحب عقائد نسفی تصنیف فرمائی۔

تفسیر زیج سامانی۔ تفسیر نور بخشیہ: یہ دونوں کتابیں آپ نے علم تفسیر میں تحریر فرمائیں۔

فتاواے اشرفیہ: یہ فقہی کتاب اپنے فرزند روحانی مخدوم الآفاق حضرت سید عبد الرزاق نور العین قدس سرہٗ کے لیے تالیف فرمائی۔ یہ فقہی دستاویز فقہ حنفی میں مستند فقہی کتابوں سے انتخاب ہے۔

دیوان اشرف:

دیوان اشرف ایک مبسوط کتاب منظوم ہے۔ جس کو اہل زمانہ مثلِ دیوان حافظ لسان الغیب مانتے ہیں۔ مخدوم الآفاق، حضرت نور العین نے فرمایا کہ جس وقت امیر تیمور گورگانی، حضرت محبوب یزدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ تغتمش خاں پر فوج کشی کرنا چاہتا ہوں، حضور فال نیک دیکھ کر بتلائیے۔ حضرت کے سامنے آپ کا دیوان رکھا ہوا تھا اس میں فال دیکھی۔ یہ شعر بر آمد ہوا۔

از آیت و حدیث دو قرن اند بیقرانی
اے بادشاہ کوش کہ صاحبِ قرآن شوی

لقب صاحبقرانی امیر تیمور کو محبوب یزدانی نے دیوان کے فال سے عطا ہوا۔ فال دیکھنے کے بعد حضرت محبوب یزدانی امیر تیمور کی فتح اور نصرت کے لیے فاتحہ پڑھی اور بدست دعا ہوئے۔ آپ کی دعا کی برکت سے سلطان صاحبِ قراں نے دشمن پر فتح حاصل کی۔

لطائف اشرفی وغیرہ کتب میں آپ کے کثیر اشعار اور قطعات ملتے ہیں۔ ان سے آپ کی شعر گوئی کی گراں قدر صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ ایک ایک شعر علوم و معارف کا بحر ذخار معلوم ہوتا ہے۔

☆**تحقیقات عشق**
☆**رسالہ غوثیہ**
☆**بشارت الاخوان**
☆**ارشاد الاخوان**
☆**فوائد الاشرف**
☆**اشرف الفوائد**
☆**رسالہ بحث وحدت الوجود**
☆**مناقب السادات**
☆**شرح ہدایہ (فقہ) (مفقود)**
☆**نحو اشرفیہ**
☆**شرح عوارف المعارف (تصوف) (مفقود)**
☆**فوائد العقائد (مفقود)**
☆**اصول فصول**
☆**شرح تربیت و بیان (مفقود)**
☆**بشارۃ الذاکرین**
☆**تنبیہ الاخوان**
☆**کنز الاسرار (مفقود)**
☆**اوراد اشرفیہ**
☆**مرآۃ الحقائق (مفقود)**
☆**رسالہ فی جواز سماع الغنا**
☆**بحر الذاکرین (مفقود)**
☆**تعلیقات حاشیہ مبارک (مفقود)**
☆**شرح سکندر نامہ از حضرت نظامی گنجوی (مفقود)**
☆**مرقومات اشرفی (مفقود)**
☆**مصطلاحتِ تصوف (مفقود)**
☆**سر الاسرار**
☆**بحر الاذکار**
☆**تنبیہ الاخوان**

☆☆☆☆

ذکر جمیل

حضرت سری سقطی-احوال وآثار

محمد اعظم مصباحی مبارک پوری

تیسری صدی ہجری کے صوفیۂ کرام میں سے ایک اہم اور ممتاز نام حضرت ابوالحسن سری سقطی قدس سرہ العزیز کا ہے۔ آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ کے عظیم روحانی بزرگ ہیں۔ تقویٰ و طہارت اور زہد و ورع کے پیکر جمیل ہیں۔ حضرت معروف کرخی جیسے جلیل القدر بزرگ کے زیر سایہ تربیت پائی۔ حضرت جنید بغدادی جیسے عارف باللہ کے استاذ مکرم اور رشتہ میں ماموں جان ہیں۔ سلسلۂ قادریہ کے عظیم بزرگ محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

بہر معروف و سری معروف دے بے خود سری
جندِ حق میں گن جنید با صفا کے واسطے

اسم مبارک: آپ کا اسم گرامی سر الدین، کنیت ابوالحسن ہے اور مشہور نام سری سقطی ہے۔

ولادت باسعادت: آپ کی ولادت تقریباً 155ھ عراق کے دار الحکومت بغداد معلیٰ میں ہوئی۔

ابتدائی حالات: آپ سے لوگو ں نے دریافت کیا کہ ابتدائے حالِ طریقت سے کچھ آگاہ فرمائیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز حضرت حبیب راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا گزر میری دُکان سے ہوا۔ میں نے انہیں روٹی کے کچھ ٹکڑے پیش کیے تاکہ فقرا میں تقسیم فرمادیں اس وقت انھوں نے مجھے دعا دی: "خدا تجھے نیکی کی توفیق دے۔" اسی دن سے اپنی دنیا کو سنوارنے کا خیال میرے دل سے جاتا رہا۔

بیعت و خلافت: آپ حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید و خلیفہ تھے اور انہیں سے علوم ظاہر و باطن اکتساب فرمائے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حضرت مغلس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

فضائل: نفس کشتۂ مجاہدہ، دل زندۂ مشاہدہ، سالک حضرت ملکوت، مشاہد عزت وجبروت، نقطہ دائرہ لایقطی حضرت شیخ وقت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسلۂ عالیہ قادریہ کے دسویں امام اور شیخ طریقت ہیں، آپ اہل تصوف کے امام اور تمام اصنافِ علوم میں کمال رکھتے تھے۔ علم و ثبات کے پہاڑ اور مروت و شفقت میں یکتائے زمان تھے اور رموز و اشارات میں یگانۂ روز گار تھے۔ حضرت فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد رشید اور آپ تبع تابعین سے تھے۔

سب سے پہلے جس نے حقائق و معارف کو بغداد میں عام فرمایا وہ آپ ہی ہیں، اور عراق کے بہت سے مشائخ آپ کے سلسلۂ ارادت سے منسلک تھے۔ آپ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماموں اور شیخ طریقت ہیں۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ طریقت جیسا کامل کسی کو بھی نہیں دیکھا۔ اور حضرت بشر حافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کے سوا کسی سے سوال نہ کرتا تھا کیوں کہ میں آپ کے زہد و تقویٰ سے واقف تھا اور جانتا تھا کہ جب آپ کے دستِ مبارک سے کوئی چیز باہر جاتی ہے تو آپ خوش ہوتے ہیں۔

عبادت وریاضت: حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ روزانہ ایک ہزار رکعت نفل نماز پڑھتے تھے، چناں چہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ عابد و زاہد کامل کسی کو نہیں دیکھا اور آپ کے علاوہ اور کسی میں یہ بات نہ دیکھی کہ آپ کی عمر شریف 98 سال کی ہوئی مگر سوائے موت کے وقت کے کبھی آپ کو لیٹے ہوئے نہیں دیکھا۔

اشتیاق دیدار الٰہی: آپ اکثر یوں فرمایا کرتے اَللّٰهُمَّ مَهْمَا عَذَّبْتَنِیْ بِهٖ مِنْ شَیْءٍ فَلَا تُعَذِّبْنِیْ بِذُلِّ الْحِجَابِ یعنی اے خدا! اگر مجھے کسی چیز سے عذاب پہنچانا ہے تو تجھے اختیار ہے اور اس کے لیے میں حاضر ہوں لیکن وہ عذاب حجاب کی ذلت کا نہ ہو۔ کیوں کہ تجھ سے حجاب میں نہ ہونے کی صورت میں آنے والی بلائیں اور تیرا عذاب ترے ذکر اور مشاہدہ کی بدولت معلوم نہ ہوگا۔ لیکن اگر تجھ سے حجاب میں رہوں تو تیری ابدی نعمتیں بھی میری ہلاکت کا ذریعہ ہوں گی۔ حجاب وہ بلا ہے کہ خود دوزخ میں بھی اس سے زیادہ سخت کوئی عذاب نہیں ہے۔ اگر دوزخیوں کو دوزخ میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ حاصل ہوتا تو انہیں ایسا سرور حاصل ہوتا کہ بدن پر عذاب کی تکلیف اور جسمانی آزار کو

یکسر بھول جاتے اور عذاب وبلا کا احساس تک نہ ہوتا بہشت کی نعمتوں میں دیدار الٰہی سے بڑھ کر کوئی نعمت کامل تر نہیں ہے۔ اگر اہل بہشت کو وہ تمام نعمتیں بلکہ اس سے بھی سیکڑوں گنا مزید نعمتیں حاصل ہوں، لیکن دیدار الٰہی حاصل نہ ہو تو وہ دل وجان سے ہلاک وبرباد ہو کر رہ جائیں۔

منکسر المزاجی: حضرت سرّی سقطی بڑے منکسر المزاج تھے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیس سال ہوگئے کہ میں ایک ہی شکر پر استغفار کر رہا ہوں، لوگوں نے پوچھا کس طرح؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ایک روز بغداد کے بازار میں آگ لگ گئی جس کی وجہ سے بازار کی تمام دوکانیں جل گئیں مگر میری دوکان جلنے سے محفوظ رہی اور اس وقت میں اپنے گھر موجود تھا۔ ایک شخص نے آکر مجھ کو یہ خبر دی کہ آپ کی دوکان نہیں جلی؟ میں نے فوراً الحمدللہ کہا۔ تو صرف اس خیال سے کہ میں نے اپنے آپ کو دوسرے مسلمان بھائیوں سے بہتر خیال کیا اور دنیا کی سلامتی پر شکر کیا۔ اپنے اسی قصور پر مسلسل استغفار کر رہا ہوں

کاروبار کی سچائی: حضرت سرّی سقطی رضی اللہ عنہ ابتدا میں تجارت کرتے تھے اور پانچ فیصد سے زیادہ نفع لینا پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے بادام بغرض تجارت خریدا اور چند ہی دنوں کے بعد بادام کا بھاؤ بہت چڑھ گیا۔ ایک دلّال آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ آپ اپنے باداموں کو مجھ سے فروخت کر دیجیے تو آپ نے فرمایا کہ تم ترسٹھ دینار میں اس کو خریدو؟ اس دلّال نے کہا کہ اس وقت باداموں کی قیمت نوے دینار ہے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تو یہی قصد کر لیا ہے کہ پانچ فیصد سے زیادہ منافع نہیں لوں گا، اور میں اپنی رائے کو تبدیل کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ تو دلّال نے کہا کہ میں آپ کے مال کو موجود وقت کے بھاؤ سے کم پر بیچنا پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ وہ مال اسی طرح پڑا رہا اور نہ دلال کم بیچنے پر راضی ہوا اور نہ آپ زیادہ پر راضی ہوئے۔

حضرت سری سقطی اکابرین امت کی نگاہ میں:

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سری سقطی سے بڑا کوئی عابد نہیں۔ 92 سال وہ زندہ رہے، لیکن مرض الموت کے علاوہ میں نے انھیں لیٹا ہوا نہیں دیکھا۔ (سبع سنابل)

ابو عبیدہ کا قول ہے کہ سری سقطی کے انتقال کے بعد میں نے انھیں خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ فرمایا، انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری اور میرے جنازے میں شرکت کرنے والوں کی مغفرت فرمادی۔ حضرت ابو عبیدہ بن حریو یہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میں بھی آپ کے جنازہ میں شریک تھا، یہ سن کر انھوں نے ایک رجسٹر نکالا لیکن اس میں میرا نام موجود نہیں تھا۔ میں نے عرض کیا کہ واقعۃً میں آپ کے جنازے میں شریک تھا تو اس کے حاشیہ میں میرا نام نکل آیا۔ (تاریخ ابن کثیر)

اقوال زریں: ☆-آپ نے ارشاد فرمایا کہ عارف اپنی صفات و حسنات میں آفتاب کی طرح ہے جو سب پر روشنی ڈالتا ہے، وہ زمین کی مانند ہے جو تمام مخلوقات کا بار اٹھاتا ہے، پانی کی طرح ہے جس سے قلوب کو زندگی حاصل ہوتی ہے اور وہ آگ کی طرح ہے کہ اس سے تمام جہان روشن ہوجاتے ہیں۔ ☆-بڑھاپے سے پہلے کچھ کام کر لو کیوں کہ ضعیف ہو کر کچھ نہ کر سکو گے جیسے کہ میں نہیں کر سکتا اور آپ جس عمر میں یہ فرما رہے تھے، اس وقت آپ کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی جوان بھی آپ کی طرح عبادت نہیں کر سکتا تھا۔ ☆-امیر ہمسایوں، بازاری قاریوں اور دولت مند عالموں سے دور رہو۔ ☆-جو رب کا فرماں بردار ہوجاتا ہے سب اس کے فرماں بردار ہو جاتے ہیں۔ ☆-گناہ کا ترک تین قسم کا ہے، ایک دوزخ کے خوف سے، دوسرا ☆ جنت کی رغبت سے اور تیسرا خدائے تعالیٰ کی شرم سے۔ ☆ سب سے زیادہ عاقل وفہیم وہ لوگ ہیں جو قرآن کے اسرار کو سمجھتے ہیں اور ان اسرار میں غور وفکر کرتے ہیں۔

خلفا: حضرت سری سقطی کے خلفا کے اسمائے گرامی یہ ہیں:
٭ حضرت ابو القاسم جنید بغدادی ٭ حضرت شاہ ابو محمد ٭ حضرت شاہ عرف شیخ کبیر ٭ حضرت شاہ ابو العباس مظروف ٭ حضرت شاہ ابو حمزہ ٭ حضرت شاہ ابو الحسن نوری ٭ حضرت شاہ فتح موصلی ٭ حضرت شاہ عبداللہ ٭ حضرت شاہ سعید ابرار رحمہم اللہ عنہم اجمعین۔

واقعۂ وصال: حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ بیمار ہوگئے تو میں آپ کی عیادت کرنے گیا، آپ کے پاس ایک پنکھا رکھا ہوا تھا، میں اسے جھلنے لگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جنید! اسے رکھ دو، کیوں کہ آگ ہوا سے زیادہ تیز اور روشن ہوتی ہے۔ حضرت جنید بغدادی نے عرض کیا کہ کچھ وصیت فرمائیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: کہ خلق کی صحبت کی وجہ سے حق تعالیٰ سے غافل نہ ہونا اور اسی کلمہ پر 13 رمضان المبارک 253ھ بروز منگل صبح صادق کے وقت بغداد شریف میں وصال پر ملال ہوگیا اور یہی مشہور ہے جب کہ بعض تذکرہ نگاروں نے 2 رمضان 250ھ کا بھی قول کیا ہے۔

مزار مبارک: آپ کا مزار مبارک بغداد شریف میں مقام شونیز میں ہے۔ آپ کی زیارت گاہ مرجع خلائق ہے۔ ☆☆☆

دربار میرانیہ

تذکرۂ نبیرانِ غوثِ اعظم

سرکار شاہ میراں حضرت پیر میراں سید علی و حضرت پیر میراں سید ولی رضی اللہ تعالیٰ عنہما، کھمبات شریف، گجرات، انڈیا

مولانا مہدی حسن قادری میرانی

شاہ میراں ہے نسب برتر وبالا تیرا
قطب ربانی لقب ارفع واعلیٰ تیرا
فذکرونی پہ عمل تو نے کیا ہے ایسا
باعث اذکرکم آج ہے چرچا تیرا
ہے عمامہ تیرا انعمت علیھم والا
اور لاخوف علیھم کا ہے سہرا تیرا
اک نظامی ہی نہیں سارا جہاں کہتا ہے
شاہ میراں ہے نسب برتر وبالا تیرا

ولایت گجرات کے قدیم و تاریخی شہر کھمبات کی خوش بختی ہی ہے کہ اس سرزمین پر قطب ربانی، محبوب غوث جیلانی، محبوب الاولیاء، نبیران غوث اعظم، سرکار شاہ میراں حضرت پیر میراں سید علی وحضرت پیر میراں سید ولی جیسے آسمان ولایت کے آفتاب و ماہتاب پوری شان وشوکت اور جاہ وحشمت کے ساتھ جلوہ بار ہیں اور مسلسل آٹھ صدیوں سے اپنی نورانیت وروحانیت کے ذریعے باشندگان عالم کو بلاتفریق رنگ ونسل یکساں مستفید ومستنیر فرمارہے ہیں

سرکار شاہ میراں حضرت پیر میراں سید علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت 558ھ مطابق 1166ء کو ملک عراق کے قدیم ومشہور شہر بغداد میں ہوئی۔ آپ پیر پیراں، میر میراں، قطب الاقطاب، فرد الافراد، غوث الاغواث، محبوب سبحانی، شہباز لامکانی، قندیل نورانی، ہیکل الصمدانی، شہنشاہ بغداد، غوث اعظم، محی الدین، شیخ الاسلام، حضور پرنور، سیدنا ومولانا الشیخ ابومحمد سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے سگے، چہیتے اور لاڈلے حفید (پوتے) ہیں آپ کے والد ماجد حضرت سیدنا ابوالفضل محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی والدہ ماجدہ ولیہ کاملہ حضرت سیدہ بی بی سکینہ المعروف اماں صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

سرکار شاہ میراں کا معروف وممتاز **شجرہ نسب** اس طرح ہے

1۔ حضرت سیدنا مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم زوج سیدہ خاتون جنت فاطمۃ الزہرا بنت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

2۔ حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3۔ حضرت سیدنا امام حسن مثنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

4۔ حضرت سیدنا عبد اللہ المحض رضی اللہ تعالیٰ عنہ

5۔ حضرت سیدنا موسی الجون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

6۔ حضرت سیدنا عبد اللہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

7۔ حضرت سیدنا موسی ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

8۔ حضرت سیدنا ابوبکر داود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

9۔ حضرت سیدنا محمد شمس الدین زکریا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

10۔ حضرت سیدنا یحیی الزاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

11۔ حضرت سیدنا تاج الدین عبد اللہ جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

12۔ حضرت سیدنا ابوصالح موسی جنگی دوست رضی اللہ تعالیٰ عنہ

13۔ حضرت سیدنا الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

14۔ حضرت سیدنا ابوالفضل محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

15۔ سرکار شاہ میراں حضرت پیر میراں سید علی وسید ولی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

تاریخی حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کل انچاس (49) اولادیں تھیں

چنانچہ امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شہزادہ غوث اعظم حضرت سیدنا شیخ عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں "ولد لابی تسعة واربعون ولدا وسبعة وعشرون ذكرا والباق اناث" (سیر اعلام النبلاء 20/447 فوات الوفیات 2/374) یعنی میرے والد (حضور غوث اعظم) کے ذریعے کل انچاس (49) اولادیں ہوئیں جن میں ستائیس (27) صاحب زادے اور بائیس (22) صاحب زادیاں تھیں

انھیں انچاس (49) اولادوں میں سے ایک نام حضرت سیدنا ابوالفضل محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ چنانچہ آپ کے بارے میں ابن نجار نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: "محمد: تفقه علی والده وسمع منه ومن

استاذ جامعہ فیضان اشرف رئیس العلوم، کھمبات شریف، ضلع: آنند، گجرات

ابن البناء وابی الوقت و غیرھم حدث فی بغداد وتوفی فیھا فی ذی القعدۃ سنۃ ۶۰۰ھ ودفن بمقبرۃ الحلبۃ ولم یذکر لہ تاریخ مولد۔"

اور صاحب شریف التواریخ وغیرھم نے اس طرح قلم بند کیا ہے،، آپ حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں علوم ظاہری وباطنی کی تکمیل اپنے والد گرامی ہی کے زیر سایہ کی اور درجہ کمال کو پہنچے اس کے علاوہ سعید بن البناء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابوالوقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ شیوخ سے حدیث سنی اور بہت سے لوگ ان سے مستفیض ہوئے 25/ ذیقعدہ 600ھ میں وفات پائی اور مقبرہ حلبہ میں مدفون ہوئے۔

سید بو الفضل فضل اہل فضل
بر فردوس است سال وصل او
600ھ

شد چو از فضل خدا اندر جناں
ہم محب متقی کردم بیان
600ھ

(شریف التواریخ 1/716 خزینۃ الاصفیاء 1/181 حیات جاودانی 112 تذکرہ اولیاء ھند وپاک 339)

اولاد غوث اعظم کا تذکرہ کرتے ہوئے کاظم علی بن اصغر علی بخاری رقم طراز ہیں "امابوالفضل محمد بن سید عبدالقادر راسہ پسر بودند سید عبداللطیف و سید علی و سید ولی کہ مزار ایں ہر دو در بندر کھمبات گجرات است۔" (تبصرۃ المطالب قلمی نسخہ 25)

یعنی حضرت ابوالفضل محمد بن سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین صاحب زادے تھے 1۔ حضرت سید عبداللطیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ 2۔ حضرت پیر میراں سید علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ 3۔ حضرت پیر میراں سید ولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں سے دو (حضرت پیر میراں سید علی وحضرت پیر میراں سید ولی رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی مزار پر انوار گجرات کے شہر کھمبات میں بندر گاہ کے قریب واقع ہے۔

ویسے تو حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری اولادیں صاحب کمال وصاحب جاہ و جلال تھیں مگر آپ کی کنیت ابو محمد ہونے سے حضرت سیدنا ابوالفضل محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خصوصی لطف وعنایت اور شفقت پدری کی زیادت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے، چنانچہ سوانح نگاروں نے لکھا ہے:

"حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو محمد اور لقب محی الدین اور شیخ الاسلام ہے۔" (سیر اعلام النبلاء 20/439 البدایۃ والنھایۃ 12/252 فوات الوفیات 2/373 شذرات الذھب 4/198)

سرکار شاہ میراں حضرت پیر میراں سید علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت جب سلطان الاولیا حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں ہوئی تو اہل خانہ کے مابین مسرت وشادمانی کا ایسا ماحول بن گیا گویا کہ عید کا سماں بندھ گیا ہو۔ صغر سنی ہی میں آپ کی عمدہ پرورش اور بہترین تعلیم وتربیت کا انتظام وانصرام کیا گیا، چنانچہ جب آپ کی عمر شریف محض چار سال چار ماہ اور چار دن کی ہوئی تو آپ کے والد محترم حضرت سیدنا ابوالفضل محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بسم اللہ خوانی کی رسم ادا کی قرآن پاک اور ابتدائی کتابیں آپ کی والدہ ماجدہ ولیہ کاملہ حضرت سیدہ بی بی سکینہ المعروف اماں صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پڑھائیں اور فن تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف وغیرہ کی تعلیم اپنے وقت کے کبار ومشاہیر علما ومشائخ زمانہ سے حاصل کی اور صرف دس سال کی چھوٹی سی عمر ہی میں جامع علوم وفنون ہوگئے اور اپنے والد بزرگوار کے دست حق پرست پر بیعت کرکے راہ سلوک ومعرفت کی دشوار گزار تمام منزلوں کو عبور فرماکر طریقت کے بھی امام بن گئے۔

الغرض آپ مختصر سی حیات پاک میں مجمع البحرین ہوکر مسند رشد وہدایت پر جلوہ افروز ہوئے اور سیکڑوں تشنگان علم ومتلاشیان حق کو آسودہ وبامراد فرمایا اور مزید طالبان علوم وماشیان راہ سلوک کو منزل مقصود تک پہنچانے کے لیے شیخ الشیوخ حضرت سیدنا عبدالوہاب شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ (جنکی مزار فائز الانوار پانچ ہاٹڈی، محلہ کھمبات کی تاریخی مسجد سن اول کے قرب میں مرجع خلائق ہے)

568ھ میں ہندوستان کے قدیم وشہیر بندر گاہ "بندر کھمبات" میں وارد ہوئے اور وہیں پر مقیم ہوکر اپنی روحانی و نورانی کرنوں سے بیشمار لوگوں کے قلوب اذہان کو منور ومجلی فرمایا۔

رفتہ رفتہ آپ کی ضیا بار کرنیں اکناف عالم میں اس طور پر پھیلیں کہ گوشہائے عالم میں بکھرے سینکڑوں کاروان جستجو کو آپ کی سمت رہنمائی ملی اور جلد ہی آپ کی جانب کھنچے چلے آئے اور پھر آپ کی بافیض توجہ نے انھیں اتنی ہمت وقوت پہنچائی کہ ان کے قدم کہکشاں کی منزل سے بھی آگے تجاوز کر گئے یعنی عالم اسفل کے خاک زادے بام عروج کو پہنچ گئے۔

کم وبیش 83 سال تک آپ نے خدمت خلق وخدمت دین متین کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا اور اپنے جد کریم حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضان کو کائنات میں عام سے عام تر فرمایا بالآخر 3 جمادی الاول 641ھ کو آسمان ولایت کا یہ بدر منیر شریعت وطریقت کو بام عروج پر پہنچا کے بعد ہماری ظاہری نگاہوں سے اوجھل ہوکر واصل بحق ہوگیا۔

آج آپ کا آستانہ شریف مرجع خلائق بنا ہوا ہے جہاں پر ہر رنگ ونسل کے لوگ آکر جبیں سائی کرتے ہیں اور اپنے دامن کو گوہر مراد سے پر کرتے ہیں۔ سرکار شاہ میراں کا آستانہ جہاں پر واقع ہے وہ شہر کھمبات سے

دو کلو میٹر دور جانب مغرب معروف ومشہور مقام مرکز روحانیت،، اشرف نگر،، کا بابرکت، وبارونق خطہ ہے جسے قدیم زمانے میں سلمان پاک کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا تھا، انگنت لوگوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا اور دارین میں سرخروئی حاصل کی۔

سرکار شاہ میراں کے کئی خلفا ومریدین ایسے بھی ہوئے ہیں جن کے ذریعے آپ کا فیضان سارے عالم میں عام وتام ہوا اور ان شاءاللہ صبح قیامت تک یہ سلسلہ یوں ہی جاری وساری رہے گا۔

سرکار شاہ میراں کے اول خلیفہ وجانشین حضرت سیدنا علاءالدین علی رضی اللہ عنہ ہیں جو 633ھ میں بغداد سے آپ کے ہمراہ بموقع سفر ثانی کھمبات تشریف لائے پھر یہیں پر اقامت اختیار فرمائی اور تادم حیات منصب خلافت و سجادگی کو کما حقہ ادا کرتے رہے۔

آپ نے کل 95/سال کی عمر پائی اور اس دوران کثیر تعداد میں بندگان خدا کو سیراب وفیضیاب کیا حتی کہ 27/محرم الحرام 713ھ کو عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے اور عظیم سعادت مقدر ہونے کے سبب سرکار شاہ میراں کے قرب میں مدفون ہوئے۔

سرکار شاہ میراں کی والدہ ماجدہ ولیہ کاملہ حضرت سیدہ بی بی سکینہ المعروف اماں صاحبہ رضی اللہ تعالی عنہا، آپ کے بھائی حضرت پیر میراں سید ولی رضی اللہ عنہ اور آپ دونوں بھائیوں کی اہلیہ محترمہ حضرت سیدہ بی بی کوثر جہاں رضی اللہ تعالی عنہا وحضرت سیدہ بی بی ظہیر النساء رضی اللہ تعالی عنہا، اور دو سگی بہنیں حضرت سیدہ بی بی زینب فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا وحضرت سیدہ بی بی نصیب النساء رضی اللہ تعالی عنہا کے علاوہ کئی قرابت دار بغداد سے ہجرت کر کے سرکار شاہ میراں کی معیت میں کھمبات تشریف لائے اور اسی سرزمین کو دائمی مسکن بنایا، ان تمام نفوس قدسیہ کی مزارات احاطہ آستانہ شریف میں موجود ہیں۔

سرکار شاہ میراں کے موجودہ سجادہ نشین پیر طریقت، رہبر شریعت، بدر معرفت، متمکن سریر ولایت، مظہر کرامات غوث اعظم، ابو الایتام، رئیس ملت، حضرت علامہ الحاج الشاہ سید رئیس اشرف اشرفی الجیلانی میرانی دامت برکاتھم العالیہ ہیں۔

آپ عصر النهضه والحدیث کے ممتاز وعظیم علمی وروحانی پیشوا ہیں اور اس وقت پورے عالم میں اشرفی میرانی فیضان کو خوب خوب تقسیم فرما رہے ہیں۔ آپ بڑی ہی متحرک وفعال شخصیت ہیں، وقت کے بہت ہی پابند ہیں، طلبہ وعلماء کی قدردانی اور مہمان نوازی میں یکتائے زمانہ ہیں الغرض آپ کئی لائق ستائش وقابل تقلید خوبیوں کے مالک وجامع ہیں۔ آپ میں خدمت دین وخدمت خلق کا جذبہ اس قدر پنہاں ہے کہ قلیل مدت میں سینکڑوں مساجد، مدارس، مکاتب، خانقاہیں، اسکول، کالجز اور کئی رفاہی تنظیمیں قائم فرما دیں اور بحمدہ تعالی ہر جگہ آپ کے نمائندے پوری دیانتداری اخلاص وایثار کے ساتھ مصروف عمل ہیں۔

آپ نے دینی، دنیوی، علمی مراکز جو صرف شہر کھمبات میں قائم کئے ہیں ان میں سے چند قابل ذکر یہ ہیں:

-1- مسجد اولیاء -2- مسجد فاطمۃ الزہرا -3- خانقاہ قادریہ چشتیہ اشرفیہ میرانیہ -4- جامعہ فیضان اشرف رئیس العلوم -5- جامعہ بی بی زینب فاطمہ للبنات (عربک گرلس کالج) -6- مدرسہ سرکار شاہ میراں -7- مدرسہ اشرفیہ تحفیظ القرآن -8- شاہ میراں پبلک اسکول (انگلش میڈیم) -9- اردو اینڈ عربک ڈپلومہ سینٹر -10- رئیس ملت ڈیجیٹل لائبریری -11- شاہ میراں کمپیوٹر سینٹر -12- شاہ میراں پلے سینٹر۔

صاحب سجادہ حضور رئیس ملت دامت برکاتھم العالیہ کے ذریعے آستانہ عالیہ سرکار شاہ میراں کی تعمیر وتزئین اب تک دو مرتبہ عمل میں آئی۔ بار اول 1410ھ مطابق 1989ء بار دوم 1425ھ مطابق 2004ء۔

دیگر بزرگان دین کی طرح سرکار شاہ میراں کا عرس مقدس عالمی پیمانے پر ہر سال 4۔3 جمادی الاولی کو صاحب سجادہ کی سرپرستی میں نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے جس میں لاکھوں زائرین کے ساتھ دو درجن سے زائد ممالک (عرب وعجم) کے علما ومشائخ، دانشوران قوم وارباب سیاست شرکت کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور اشرفی میرانی فیضان سے خوب خوب مالامال ہوتے ہیں۔

واقعی سرکار شاہ میراں کا دربار ایسا بافیض ہے کہ کوئی بھی آنے والا وہاں سے کبھی بھی مایوس ونامراد ہو کر نہیں لوٹتا۔

حضور رئیس ملت دامت برکاتھم العالیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی نے سرکار شاہ میراں کو وہ مقام عالی عطا فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص آپ کے آستانے پر حاضری دینے کا قصد وارادہ کر لیتا ہے تو پروردگار عالم اسی وقت اس کی جائز تمناؤں کو پوری فرما دیتا ہے۔

آپ مزید فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ سرکار شاہ میراں کی بارگاہ ناز میں آنے والا بدحال ہو کر آتا ہے اور تھوڑی ہی دیر میں خوشحال ہو کر لوٹتا ہے۔

دربار میرانیہ کی یہ نمایاں خصوصیت ہے کہ وہاں پر کی گئی التجا بلا تاخیر مقبول ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ ورزلٹ فورا بر آمد ہوتا ہے کوئی بھی شخص آکر تجربہ کر سکتا ہے۔

مولی تعالی ہمیں دارین میں سرکار شاہ میراں کی سرپرستی نصیب فرمائے آمین بجاه النبی الامین صلی اللہ تعالی وسلم علیہ وعلی آلہ و صحبہ اجمعین. ☆☆☆

انوار حیات

ناموسِ رسالت کے تحفظ میں
مفتی ضیا احمد قادری رضوی کی قلم کاریاں

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

حضور غوث اعظم کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام:

یوں تو حضور الشیخ الامام عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت و کردار اور تعلیمات و کرامات پر مختلف زبانوں میں سیکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور شائع ہو چکی ہیں، لیکن فاضل محقق حضرت مفتی ضیاء احمد قادری رضوی زید مجدہ نے جب آپ کی مجاہدانہ زندگی پر قلم اٹھایا تو یہ موضوع چار بڑی جلدوں میں بائیس سو صفحات میں سمایا، آپ نے دلائل و براہین کی روشنی میں حضور الشیخ الامام عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت و عزمت، جرات و استقامت، ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے آپ کی جدوجہد کو صفحۂ قرطاس پر منتقل فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے کی جانے والی یہ کتاب تمام کتابوں میں ممتاز اور نمایاں رہی، یہ کتاب بھی ہر خانقاہ میں ضرور پہنچنی چاہیے۔ اس پر بھی ناچیز ہیچمداں کو تقدیم لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ پر کوڑا پھینکنے والی بڑھیا کی حقیقت:

ایک مشہور واقعہ ہے جو ہمارے تعلیمی نصاب میں شامل ہے کہ ایک بڑھیا حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ پر کوڑ ڈالا کرتی تھی، سب سے پہلے اس جھوٹی روایت کے خلاف امیر المجاہدین شیخ الاسلام و مسلمین مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمہ اللہ تعالی نے آواز بلند فرمائی کہ یہ روایت ہی جھوٹی ہے اور انگریز کی خانہ ساز ہے۔ جو سازش کے ساتھ ہمارے نصاب میں شامل کر دی گئی ہے۔ علامہ مفتی ضیاء احمد قادری رضوی زید مجدہ نے اس روایت کے جھوٹا ہونے پر مزید کام کیا اور رسول ﷺ پر کوڑا پھینکنے والی بڑھیا کی حقیقت کے عنوان سے ایک کتاب بھی لکھ دی، یہ کتاب 336 صفحات پر مشتمل ہے اور اس کی پہلی طباعت (1440ھ/2019ء) کو ہوئی۔ اس میں چار ابواب ہیں، پہلے باب میں چھ اور دوسرے میں چار، تیسرے میں تین اور چوتھے میں چار فصلیں ہیں اور آخر میں پاک و ہند، عرب و عجم علمائے دیوبند اور علمائے اہل حدیث کے فتاویٰ جات بھی شامل کیے گئے ہیں۔

تمام مکاتب فکر اور عرب و عجم کے علما اور محدثین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ بڑھیا والی روایت موضوع اور من گھڑت ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

کوڑا پھینکنے والی بڑھیا کا قصہ محققین کی نظر میں:

جب کوڑا پھینکنے والی بڑھیا کے قصے کو مفتی عبدالغفور الوری نے ثابت مانتے ہوئے اس پر ایک رسالہ ترتیب دیا تو آپ کا راہوار قلم پھر چلا تو نتیجۃً پھر ایک جامع کتاب "کوڑا پھینکنے والی بڑھیا کا قصہ محققین کی نظر میں" منظر عام پر آئی۔ آپ نے اس میں معترضین کا معقول جواب دیا، آپ کا یہ مستند جواب 384 صفحات میں سمایا۔ آپ نے اس کتاب میں اقوال علما و محدثین کی تصریحات، یہود و نصاریٰ کی سازشیں، لاتقولوا راعنا، وہ روایات جن کا بیان کرنا ہی منع ہے، کون سے مسائل بیان کرنے حرام ہیں، غلط قصے جو عوام و خواص میں مشہور ہیں، موضوع روایات وغیرہ جیسے عنوانات پر سیر حاصل بحث فرما کر ناموس رسالت کے تحفظ میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

چالیس دروس ناموس رسالت:

آپ کے قلم فیض اثر سے چالیس دروس ناموس رسالت نامی کتاب (1442ھ/2020ء) میں منظر عام پر آئی، اس کا دوسرا نام "وفاء الوفاء فی دفاع مصطفی ﷺ" بھی ہے، یہ کتاب بھی آپ نے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے عشق میں ڈوب کر لکھی، جس پر کتاب کی سطر سطر شاہد و ناطق ہے، یہ ایسی کتاب ہے جس میں آپ نے قرآن کریم سے ناموس رسالت کے حوالے سے آیات کا ترجمہ و تفسیر نہایت آسان اور عام فہم انداز میں یکجا فرما دی، گویا آپ نے ناموس رسالت کے حوالے سے

دریا کو کوزے میں بند کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ خطبا اور ائمہ اس کتاب کو حرز جان بنائیں اور اس سے درس ناموس رسالت دیں۔

یہ امت بزدل نہیں ہے:

512 صفحات پر مشتمل یہ کتاب (1442ھ/2021ء) میں طباعت کے مراحل سے گزر کر سامنے آئی، یہ پینتیس ابواب پر مشتمل ہے، آپ نے احادیث مقدسہ میں دستیاب سارا ذخیرہ کھنگالا اور پھر احادیث شریفہ کی روشنی میں اس حقیقت کو واضح فرمادیا کہ واللہ یہ امت بزدل نہیں ہے۔ امت کے بچوں اور جوانوں میں جذبۂ جہاد، ذوق عبادت، تحفظ ناموس رسالت اور علم وعلما کی اہمیت پیدا کرنے والی یہ گراں قدر کتاب ہے، اسے ہر مسلم گھرانے میں پہنچانا چاہیے، والدین کو معمول کے مطابق اس کتاب کو اپنی اولاد کو سنانا چاہئے تاکہ ہماری اولاد میں دینی غیرت وحمیت ہمیشہ جاگزیں رہے۔

اذان یمامہ:

534 صفحات پر مشتمل یہ کتاب بھی (1442ھ/2021ء) میں طبع ہو کر سامنے آئی، اس میں فاضل مصنف حضرت مفتی ضیاء احمد قادری رضوی زید مجدہ نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، الاربعین فی معنی خاتم النبیین (ان چالیس احادیث کو الگ کتابی صورت میں بھی شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ از صابر) منکر ختم نبوت کے کفر کے متعلق ائمۂ اسلام کے نظریہ کو زیر بحث لایا گیا ہے اور امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امیر المجاہدین شیخ الاسلام والمسلمین حافظ خادم حسین رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور جنگ یمامہ سے معرکۂ فیض آباد تک مجاہدین ختم نبوت کا نہایت ہی حسین وجمیل تذکرہ پیش کیا۔

تفسیر ناموس رسالت:

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، جو حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان فیض ترجمان سے قرآنی آیات کریمہ کی تفسیر وتفہیم اور تشریحات توضیحات فرمائیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد آپ کے اہل بیت اطہار اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ان کے بعد تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین نے قرآن کریم کی تفسیر وتشریح فرمائی، دنیا کی ہر زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر کی گئی ہے۔ اس آفاقی اور لافانی پیغام کی نشر واشاعت ہر دور میں کی گئی ہے، خطۂ برصغیر نے بھی قرآن فہمی میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا، یہاں مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اور تفاسیر لکھی گئی ہیں، جن کی تعداد بیسیوں میں ہے، دیگر زبانوں کی طرح اردو زبان میں بھی قرآن کریم کے تراجم اور تفاسیر کی تعداد بے شمار ہے۔ اردو قرآنی تراجم میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے ترجمہ کنز الایمان کو شہرت عام اور بقائے دوام حاصل ہے۔ اردو زبان میں ہمارے اکثر علمائے کرام نے اسی ترجمۂ قرآن کو مد نظر رکھتے ہوئے تفاسیر لکھیں۔

حضرت مفتی ضیاء احمد قادری رضوی زید مجدہ ناموس رسالت کے حوالے سے قرآن کریم میں غوطہ زن ہوئے تو سب سے پہلے آپ کے پیش نظر بھی کنز الایمان ہی رہا اور پھر اپنا ترجمہ "ضیاء الایمان" حضور قطب مدینہ الشیخ ضیاء الدین احمد قادری علیہ کی نسبت سے کیا تفسیر لکھنا شروع کی تو لکھتے چلے گئے کہ پانچ ضخیم جلدوں میں اور تقریباً 4000 صفحات میں سمائی اور (1442ھ/2020ء) میں طبع ہو کر سامنے آئی تفسیر کا عربی نام تفسیری محی الدین فی دفاع خاتم النبیین المعروف "تفسیر ناموس رسالت" ہے۔ تفسیری محی الدین حضرت سید الشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے ہے۔ قرآن کے مترجم اور مفسر کے لیے ضروری ہے کہ جس زبان میں ترجمہ وتفسیر کر رہا ہے وہ اس زبان اور عربی کے معانی پر کامل دسترس رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت اور انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت ورسالت کے تقدس کو ملحوظ خاطر رکھتا ہو، الحمد للہ ہمارے ممدوح حضرت مفتی ضیاء احمد قادری رضوی زید مجدہ ایک سچے عاشق رسول ہیں، آپ نے کنز الایمان کی اتباع میں "ترجمہ ضیاء الایمان" اور اکابر مفسرین کرام کی تفاسیر کی روشنی میں "تفسیر ناموکی رسالت" لکھنے کی سعادت حاصل کی۔

ماشاءاللہ آپ کی زبان عام فہم، شستہ ہے، آپ نے تقدس الوہیت اور انبیائے کرام علیہم السلام کی عظمت ورفعت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے، اس پر آپ کی تفسیر شریف کا نام بھی شاہد وناطق ہے، پھر آپ نے تفسیر ایک عظیم عاشق رسول بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مقبول حضرت شیخ الحدیث مولانا حافظ خادم حسین رضوی علیہ الرحمۃ کے حکم پر لکھنے کی سعادت حاصل کی۔ جب امیر المجاہدین علیہ الرحمۃ کو اس کی اشاعت سے قبل اس کی خوش خبری سنائی گئی تو آپ نے فرحت جذبات میں آکر فرمایا کہ... "قرآنی نکتہ نظر سے ناموس رسالت کے موضوع پر تاریخ اسلام میں اتنا بڑا کام اس سے پہلے کبھی بھی دیکھنے میں نہیں آیا۔"

آپ علیہ الرحمۃ نے جوبات کی لاجواب کی، واقعی تفاسیر کی دنیا میں ناموس رسالت کے حوالے سے ایسی جامع تفسیر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔

تم پہ کتنا ہے کرم اس مالک تقدیر کا
کام تم سے لے لیا قرآن کی تفسیر کا

ہر جلد کے آخر میں ماخذ ومراجع کی ایک طویل فہرست موجود ہے، جس سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ فاضل مفسر نے یہ لکھنے کے لیے سیکڑوں قرآنی تراجم اور تفاسیر کا بنظر عمیق مطالعہ فرمایا، آپ کی یہ منفرد تفسیر قرآنی آیات، احادیث مقدسہ، صحابۂ کرام، تابعین و تبع تابعین اور سلف صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات سے مزین ہے، آپ نے ہر جلد کے آغاز میں ضمنی فہرست اور آخر میں تفصیلی فہرست دے کر قاری کے لیے مطلوبہ مضامین میں پہنچنے کے لیے آسانی پیدا کردی ہے۔

تفسیر ناموس صحاب:

اسی ایک تفسیر پر مفسر قرآن حضرت مفتی ضیاء احمد قادری رضوی زید مجدہ کا راہوار قلم رکا نہیں بلکہ مزید آگے بڑھ رہا ہے اور ابھی چار ضخیم جلدوں میں تفسیر ناموس صحابہ منصۂ شہود پر لا رہے ہیں، ماشاء اللہ یہ تفسیر اپنے موضوع پر بے مثال اور لاجواب ہے، اس میں بھی آپ نے تفسیر ناموس رسالت کی طرح نہایت تحقیق سے کام لیا ہے، آپ نے صحابۂ کرام اور اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت و رفعت کو اس تفسیر میں نہایت مفسرانہ اور عالمانہ انداز میں صفحۂ قرطاس پر لے آئے ہیں، اس دور میں یہ تفسیر بھی منفرد اور بے مثال ہے، اس تفسیر میں آپ نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف ناصبیت، خارجیت، رافضیت اور تفضیلیت کی پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا ازالہ نہایت احسن انداز میں فرمایا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دفاع میں لکھی گئی اس بے مثال تفسیر کو پڑھنے والے کے دل میں اگر ایمان کی ذرا سی بھی رمق ہوئی تو وہ حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ و اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں کبھی بھی ہتک آمیز رویہ اختیار نہیں کرے گا، یہ تفسیر ان علما و مشائخ کے لیے انمول خزانہ ہے جو اپنے آباو اجداد کے آستانوں پر بیٹھ کر ان کے عقائد و نظریات سے منہ موڑ کر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آپس کے مشاجرات اور معاملات کو نہایت ہی بھونڈے انداز میں زیر بحث لانے میں اپنے علم پر اتراتے ہیں اور سرعام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں عدالتیں لگا کر باقاعدہ فیصلہ سناتے ہیں، استغفر اللہ استغفر اللہ، نعوذ باللہ من ذلک۔

اس تفسیر کا پورا نام "تفسیر ضیاء الدین فی دفاع اصحاب خاتم النبیین" المعروف "تفسیر ناموس صحابہ" ہے۔ ماشاء اللہ کیا ہی عمدہ نام ہے۔ عصر حاضر میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پاک طینت ہستیوں پر مختلف فتنوں نے طوفان بدتمیزی برپا کیا ہوا ہے، یہ تفسیر اس طوفان کے آگے ایک مضبوط بند باندھنے کے مترادف ہے، اللہ کرے یہ طوفان تھم جائے۔

حضرت مفتی ضیاء احمد قادری رضوی زید مجدہ کی تفسیر کے باب میں ناموس رسالت اور ناموس صحابہ کے تحفظ میں قلم کاریاں اپنے عروج پر نہایت برق رفتاری سے جاری وساری ہیں، الحمد للہ علی ذالک۔

تفسیر ختم نبوت:

یمامہ سے لے کر فیض آباد تک عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف اٹھنے والے تمام طوفانوں کا محافظین ختم نبوت نے نہایت جواں مردی اور دلیری سے ہر محاذ پر مقابلہ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، شومیِ قسمت کہ عقیدہ ختم نبوت کے خلاف فتنۂ قادیانیت اپنی تمام تر فتنہ سامانیوں کے ساتھ موجود ہے، لہٰذا محافظینِ ختم نبوت بھی نہایت جرأت واستقامت کے ساتھ میدان عمل میں رہیں اور آخری دم تک اس فتنۂ خبیثہ کا مقابلہ کرتے رہیں۔

حضرت مفتی ضیاء احمد قادری رضوی زید مجدہ کی ایک تیسری تفسیر بعنوان "تفسیر منۃ رب العالمین فی معنی خاتم النبیین المعروف تفسیر ختم نبوت" بھی بہت جلد نہایت آب و تاب سے منصۂ شہود پر آنے والی ہے۔ ماشاء اللہ تفسیری دنیا میں یہ تفسیر بھی اپنی مثال آپ ہے، اس میں آپ نے نہایت محنت وتحقیق سے قرآنی آیات کریمہ سے خاتم النبیین کے معنی ومفہوم پیش فرمائے ہیں، نیز ختم نبوت کی عظمت و رفعت، اہمیت و افادیت کو ظاہر و باہر فرمایا۔ عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں فتنۂ قادیانیت کی جانب سے تمام شکوک وشبہات کا نہایت احسن انداز میں ازالہ بھی فرمایا گیا ہے، یقیناً عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے یہ تفسیر ایک مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

بشارات ونوازشات:

نہایت ہی قلیل عرصہ میں ناموس رسالت کے تحفظ میں آپ کے قلم کی روانی اور جوانی دیکھ کر ہمارے ارباب علم و دانش محو حیرت ہیں کہ حضرت مفتی ضیاء احمد قادری رضوی زید مجدہ کوئی مشین ہیں یا کیا ہیں؟ جولانی، برق رفتاری سے جہاد بالقلم کے محاذ پر فتوحات کے

جھنڈے گاڑتے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتے جارہے ہیں۔

یادگار اسلاف حضرت علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ (جنہوں نے حضور امیر المجاہدین علیہ الرحمۃ کو امیر المجاہدین کا لقب دیا تھا) نے ایک بار اپنی حیرت کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا تھا کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ مفتی ضیاء احمد قادری رضوی زید مجدہ انسان نہیں بلکہ کوئی جن ہیں جو اتنی تیزی سے کتابیں سامنے لارہے ہیں۔

محبی ومخلص حضرت مفتی ضیاء احمد قادری رضوی زید مجدہ جن ہیں اور نہ ہی کوئی مشین ہیں بلکہ وہ صرف ایک انسان ہیں لیکن حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے ایک سچے غلام ہیں، نہایت ہی درویش صفت نوجوان عالم دین ہیں، ریاکاری اور تصنع اور بناوٹ سے کوسوں دور ہیں۔ دن رات لکھنے پڑھنے کا کام کرتے ہیں حضور الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے خوشہ چین ہیں اور فکر رضا کے امین ہیں، آپ کے جہاد بالقلم کے پیچھے روحانی تصرفات ہیں اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی نوازشات ہیں، اس پر شاہد کئی بشارات ہیں، الحمد للہ علی ذلک۔

☆تفسیر ناموس رسالت کے آغاز میں "عرض فقیر" کے تحت تحدیث نعمت کے طور پر آپ خود فرماتے ہیں: جب فقیر پر تقصیر کتاب "رسول اللہ ﷺ پر کوڑا پھینکنے والی بڑھیا کی حقیقت" لکھ رہا تھا تو بہت سے مولویوں نے کہا کہ اس کو طبع نہ کروائیں کیوں کہ یہ قصہ حکومتی کتابوں میں موجود ہے، اس طرح حکومتی اوباش آپ کو تنگ کریں گے اور جس دن یہ کتاب پوری ہوئی اسی دن نماز فجر میں درس دینے کے بعد میں اپنے حجرے میں لیٹ گیا، اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف جو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے زمانہ اقدس میں تھی، بالکل چھوٹی چھوٹی دیواریں ہیں، میں دروازہ شریف سے داخل ہونے لگا تو آپ ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہیں اور فرمارہے ہیں کہ "ضیاء احمد نہیں آیا؟" بس اتنا سنتے ہی میں مسجد شریف میں داخل ہو گیا، جب بیدار ہوا تو پختہ ارادہ کر لیا کہ اب جو کچھ بھی ہو جائے یہ کتاب ضرور طبع کروانی ہے۔ بحمد اللہ ارادہ پہلے بھی پختہ تھا مگر مزید قوت پیدا ہو گئی اور یہ معلوم ہو گیا کہ یہ کتاب حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی بارگاہ ختم نبوت میں مقبول ہو گئی ہے۔ (تفسیر ناموس رسالت، ۱:۵)

☆ایک سید صاحب نے بیان کیا کہ فقیر کو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی زیارت عالی شان کا شرف اور اعزاز حاصل ہوا ہے، آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حضور امیر المجاہدین ولی کامل حافظ خادم حسین رضوی علیہ الرحمۃ کو موجود پایا ہے، پھر ناچیز نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے دست مبارک میں ایک کتاب موجود تھی، جس پر واضح حروف میں "تفسیر ناموس رسالت" تحریر تھا، نیچے اس کے مصنف کا اسم "مفتی ضیاء احمد قادری رضوی" تحریر تھا، میرے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے اس کتاب کی کچھ ورق گردانی کے بعد اس کتاب کو قبلہ امیر المجاہدین علیہ الرحمۃ کو عطا فرمایا اور امیر المجاہدین علیہ الرحمۃ نے بھی حضور تاجدارت نبوت ﷺ کے حکم پر اس کتاب کی ورق گردانی کی اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ تم ضیاء احمد کو ہمارا اسلام پہنچادو اور اس کو کہو کہ ہم نے تیری خدمت قبول کر لی ہے۔ (چالیس دروس ناموس رسالت: ۵)

☆محبی ومخلصی مفتی ضیاء احمد قادری رضوی زید مجدہ نے تحدیث کے طور پر ناچیز ہیچمداں احقر سید صابر حسین شاہ غفرلہ کو یہ بشارت خود سنائی۔

تفسیر ناموس رسالت لکھنے سے قبل فقیر نے خواب دیکھا کہ امیر المجاہدین شیخ الاسلام والمسلمین حافظ خادم حسین رضوی علیہ الرحمۃ کو ملنے کے لیے حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا کہ ناموس رسالت کے موضوع تفسیر لکھنا چاہتا ہوں، اجازت عطا فرمادیں، فرمانے لگے کہ تم مجھ سے پوچھنے کے لیے آگئے ہو تم حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے اجازت طلب کرو، چنانچہ بندہ نے عرض کیا کہ جناب نے درست فرمایا، میں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا ہوں اور ان سے اجازت طلب کرتا ہوں، مجھے بڑی مشکل سے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مسجد شریف ملی، خدمت میں حاضر ہوا اور تفسیر ناموس رسالت لکھنے کی اجازت طلب کی تو فی الفور اجازت عطا ہوئی اور بعد ازاں حضرت امیر المجاہدین علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ فرمانے لگے کہ اب تم کو بڑی بارگاہ سے اجازت مل گئی ہے، پھر میرے پاس کیوں آگئے ہو۔ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر تفسیر ناموس رسالت لکھنا شروع کرو، اللہ تعالیٰ خیر فرمائے گا۔ الحمد للہ ایسا ہی ہوا، تفسیر لکھنے بیٹھا، غائبانہ امداد شامل حال رہی اور انتہائی قلیل عرصہ میں تفسیر پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی۔

اللہ تعالیٰ مفتی ضیاء احمد قادری کے علم وعمل اور قرطاس قلم میں مزید جولانیاں، روانیاں، فراوانیاں، تابانیاں اور آسانیاں عطا فرمائے، انہیں ہمیشہ شاد وآباد اور بامراد فرمائے، دنیا وآخرت میں کامیابیاں اور کامرانیاں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالانبیاء المسلمین خاتم النبین صلی اللہ تعالی علیه وآله واصحابه اجمعین.☆

اسمبلی انتخابات میں مسلمان کیا کریں

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر و بصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم اربابِ قلم اور علماے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ از: مبارک حسین مصباحی

دسمبر 2021 کا عنوان	سلسلہ قادریہ کے چند اکابر
جنوری 2022 کا عنوان	عہدِ حاضر میں نعت کے غیر مسلم شعرا

یوپی اسمبلی انتخابات اور مسلمان

شاہد زبیری

یوپی اسمبلی انتخابات میں اب سال نہیں چند ماہ باقی ہیں اور انتخابی ہلچل تیز ہوگئی ہے، حکمراں جماعت بی جے پی اپنے تمام تر داخلی اختلافات، انتشار اور کورونا کے بحران کے دوران اقتدار کی بقا کے لیے سب سے زیادہ سرگرم اور فعال دکھائی دے رہی ہے، مختلف چیلنجز کے باوجود 300 سے زائد سیٹوں پر کامیابی کا دعویٰ کر رہی ہے اور اس دعوے کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے ہندوتو اور سماجی انصاف کے ایجنڈے کے ساتھ مودی کے بعد سب سے بڑے ہندوتو کے چہرہ اور یوپی کے وزیر اعلیٰ آدتیہ ناتھ یوگی کی قیادت میں انتخابی میدان میں اترنے کی اس نے پوری تیاری کرلی ہے۔ وزیر اعلیٰ یوگی خود بی جے پی میں اپنے سیاسی حریفوں کو شانت کرنے میں مصروف ہیں، ان میں سے ایک سابق آئی اے ایس افسر اروند کمار شرما جو یوپی کے وزیر اعلیٰ کا خواب دے کر یوپی میں بھیجے گئے تھے، کو بی جے پی کا ریاستی صدر بنا کر یوگی کی ایما پر برف میں لگا دیا گیا ہے تو وزیر اعلیٰ کی شدید خواہش رکھنے والے اپنے سب سے مضبوط سیاسی حریف اور نائب وزیر اعلیٰ کیشو موریہ کو شیشہ میں اتارنے کے لیے اپنے چار سالہ اقتدار میں پہلی مرتبہ وزیر اعلیٰ ان کے گھر جا پہنچے، بہانہ تھا کیشو موریہ کے بیٹے کی شادی کا۔ وزیر اعلیٰ یوگی اب اپنے اس مقصد میں کتنے کامیاب ہوتے ہیں اور بی جے پی اپنی کامیابی کے دعوے میں کتنی کھری اترتی ہے یہ تو وقت ہی بتائے گا۔ تاہم بی جے پی اپنی کامیابی کو یقینی بنانے کے لیے ہر حربہ استعمال کر سکتی ہے، اس لیے کہ 2022 کی کامیابی پر ہی 2024 کے پارلیمانی انتخابات میں بی جے پی کی کامیابی کا انحصار ہے۔ اس کے لیے سنگھ پریوار بھی جی جان سے بی جے پی کی مدد کرنے میں لگا ہوا ہے۔ ہمیں نہیں بھولنا چاہیے کہ بی جے پی بنگال میں شکست کھانے کے بعد اپنی ساکھ اور دلّی کے اقتدار کو بچانے کے لیے بہت زیادہ فکر مند ہے۔ بی جے پی کی بڑی پریشانی جہاں کورونا کی وبا جھیلنے والے عوام کی ناراضگی اور غصہ ہے تو غیر جاٹو ہندو پس ماندہ اور انتہائی پسماندہ طبقات کو اپنے پالے میں رکھنا بھی اس کے لیے سخت آزمائش ہے۔ ادنیٰ اور اعلیٰ کی تفریق کے بغیر 19 فیصد مسلم ووٹ نے بھی اس کی نیند حرام کر رکھی ہے۔

بی جے پی کو یہ احساس ہو گیا ہے کہ بنگال میں اگر 30 فیصد مسلم ووٹ ترنمول کی جھولی میں نہیں جاتے تو بی جے پی کی جیت یقینی تھی۔ بی جے پی نے اس ووٹ کو منتشر کرنے کیلئے پہلی مرتبہ 9 مسلم امیدوار میدان میں اتارے تھے، اس کو امید تھی کہ کچھ مسلم ووٹ مسلم امیدواروں کے کھاتے میں چلے جائیں گے اور کچھ کانگریس اور کمیونسٹوں کے علاوہ مسلم تنظیموں میں تقسیم ہو جائیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ پوری طاقت جھونکنے اور انتخابات کو فرقہ وارانہ رنگ دینے کی تمام تر کوششوں کے بعد بھی بی جے پی بنگال میں کامیاب نہیں ہوپائی۔ یوپی میں بی جے پی کے لیے اگر کچھ راحت کی بات ہے تو وہ اپوزیشن جماعتوں کا کمزور ہونا اور ان کا منتشر ہونا ہے۔ ہندوتو کا ترپ کا پتہ بھی اس کے پاس ہے جس سے وہ اب تک کامیابی حاصل کرتی آرہی ہے۔ اگر ایسا ہوا تو بی جے پی آسانی سے 300 سے

zuberi019@gmail.com

زائد سیٹوں پر کامیابی حاصل کر سکتی ہے۔

اس سیاسی منظر نامہ میں مسلمان کہاں کھڑے ہیں اور کیا حسب سابق وہ بی جے پی کو اقتدار سے دور رکھنے کے نام پر پھر جھانسہ میں آجائیں گے یا کسی سیاسی ہوشمندی اور سیاسی حکمت عملی کا مظاہرہ کریں گے، ابھی اس کے آثار نظر نہیں آرہے ہیں اور مسلمانوں میں سیاسی ہلچل کے بجا ے مکمل سکوت اور خاموشی ہے اور ماضی کی طرح مسلم تنظیموں کے کسی محاذ کے تشکیل دیے جانے کے آثار دور دور تک نظر نہیں آرہے ہیں۔ یو ڈی ایف کے قائد مولانا بدرالدین اجمل کی آواز سنائی پڑی ہے، اس آواز سے کوئی ہلچل یا کچھ ارتعاش ہوگا، ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ مولانا بدرالدین اجمل نے یہاں دیوبند میں 22 جون کو میڈیا کے روبرو ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ بنگال میں وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی نے ایک راستہ دکھایا ہے، یوپی میں ون پوائنٹ پروگرام کے تحت سیکولر پارٹیوں کو متحد ہوکر بی جے پی کا صفایا کرنا چاہیے۔ انہوں نے پیشکش کی کہ اگر ہماری ضرورت پڑے گی تو اس کام میں ہماری پارٹی مدد کرے گی۔ انہوں نے یہ واضح نہیں کیا کہ یو ڈی ایف یوپی کے انتخابات میں حصہ لے گی یا نہیں، تاہم انہوں نے کہا کہ تمام سیکولر پارٹیاں متحد ہوکر انتخابات لڑیں اور بی جے پی کا صفایا کیا جائے، ہر چند کہ آسام میں ان کی یہ خواہش پوری نہیں ہوسکی، جہاں ان کی پارٹی نے کانگریس کے ساتھ مل کر انتخاب لڑا اور 16 سیٹوں پر کامیابی درج کرائی ہے۔ پریس کانفرنس میں انہوں نے شکوہ کیا کہ آسام میں ان کو جو حمایت ملنی چاہیے تھی وہ نہیں مل پائی، وقت رہتے ٹکٹوں کی تقسیم نہیں ہوپائی اور ان کی پارٹی کو اتنی سیٹیں کانگریس نے نہیں دیں جتنی حق دار تھی۔ اگر 25-26 سیٹوں پر ان کی پارٹی لڑتی تو زیادہ سیٹیں مل سکتی تھیں۔ ان کے اس شکوہ سے ظاہر ہے کہ اگر ان کی پارٹی یو ڈی ایف یوپی میں الیکشن لڑے گی تو کانگریس کے ساتھ وہ اتحاد نہیں کریں گے؟

آزادی کے بعد یوپی میں ابھی تک کسی مسلم سیاسی جماعت نے اپنی سیاسی دھاک جمائی ہے تو وہ صرف ڈاکٹر عبدالجلیل فریدی مرحوم کی مسلم مجلس تھی جس نے اپنی حلیف جماعت ریپبلکن پارٹی کے ساتھ 1968 کے انتخابات میں یوپی میں 8 سیٹیں حاصل کی تھیں اور 1977 کی جنتا لہر میں اس کے دو ممبران پارلیمنٹ جیتے تھے جن میں سے ایک مرحوم ذوالفقار مرکزی وزارت میں شامل کیے گئے تھے، اس لہر میں مسلم مجلس نے یوپی اسمبلی انتخابات میں 14 سیٹوں پر کامیابی حاصل کی تھی۔ مسلم مجلس 1967 میں قائم ہونے والی مجلس مشاورت کے بطن سے پیدا ہوئی تھی جس نے آزادی کے بعد سب سے پہلے مسلمانوں کی طرف سے ایک 9 نکاتی منشور دیا تھا اور مسلمانوں سے اپیل کی تھی کہ جو اس منشور کو تسلیم کریں اور مسلمان اس کو ووٹ دیں۔ جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی حمایت سے بڑی تعداد میں امیدوار کامیاب ہوئے تھے، اسی سے حوصلہ پاکر ڈاکٹر عبدالجلیل فریدی مرحوم نے مسلم مجلس قائم کی اور کامیابی کے جھنڈے گاڑے لیکن 1974 میں ڈاکٹر فریدی جیسے بالغ نظر مسلم قائد کے انتقال کے بعد کوئی مخلص اور سیاسی طور پر ہوش مند مسلم لیڈر یوپی کے مسلمانوں کو میسر نہیں ہوا اور مسلم مجلس بھی تاریخ کا حصہ بن گئی۔ ہر چند کہ مسلم مجلس سے ناطہ توڑ کر یوپی میں مسلم لیگ قائم کرنے والے ڈاکٹر بصیر احمد خان، بی ایس پی سے نکالے گئے نیشنل لوک تانترک پارٹی کے ڈاکٹر مسعود، پیس پارٹی کے ڈاکٹر ایوب، بٹلہ ہاؤس کے واقعہ کے نتیجہ میں راشٹریہ علما کونسل قائم کرنے والے مرحوم مولانا عامر رشیدی اپنا جھنڈا لے کر یوپی کی سیاست میں اترے۔ اسدالدین اویسی نے بھی حیدرآباد سے آکر یوپی میں سیاسی قسمت آزمائی لیکن کسی کو بھی وہ کامیابی آج تک نہیں ملی جو مسلم مجلس کو حاصل ہوئی تھی۔ یوپی کے 19 فیصد مسلمان ملک کے دوسرے صوبوں کی طرح آج بھی سیاسی لحاظ سے حاشیہ پر ہیں اور سیاسی طور پر بے وقعتی کے شکار ہیں۔ آزادی کے بعد سے ہر سیاسی پارٹی مسلمانوں کو اپنا ووٹ بینک سمجھتی ہے، ووٹ کے بدلے میں ان کو دیتی کچھ نہیں۔ پہلے یہ رویہ کانگریس کا رہا، بعد میں سماجوادی پارٹی، بی ایس پی اور لوک دل نے بھی یہی وطیرہ اختیار کیا۔ مسلمانوں کے کندھوں پر سوار ہوکر ایوان اقتدار میں پہنچنے والی جماعتیں ملائی چاٹتی رہی ہیں لیکن سیاسی، سماجی، تعلیمی اور معاشی طور پر مسلمانوں کی شب تاریک کی سحر کبھی نہ ہوئی، بدلے میں بی جے پی اور سنگھ پریوار کی دشمنی ملی۔ نہ مسلمان بی جے پی کے قریب پھٹکے نہ بی جے پی نے مسلمانوں کو بھاؤ دیا۔

بی جے پی مسلمانوں کو ٹکٹ بہت کم دیتی ہے، پہلی مرتبہ بنگال کے حالیہ انتخابات میں 9 امیدواروں کو ٹکٹ دیا، وہ اپنے کنبہ کے ووٹ بھی حاصل نہیں کرپائے۔ یوپی اسمبلی کے انتخابات سر پر ہیں۔ سماجوادی پارٹی مغربی یوپی میں لوک دل سے ہاتھ ملاکر جاٹ ووٹ اور چندر شیکھر آزاد کی آزاد سماج پارٹی (کانشی رام) سے ہاتھ ملاکر دلت ووٹ لینا چاہتی ہے۔ اے آئی ایم آئی ایم کے اسدالدین اویسی چھوٹی چھوٹی سیاسی جماعتوں کے گٹھ جوڑ سے اپنی سیاسی زمین کے لیے راہ ہموار کرنے کے لیے کوشاں ہیں اور مشرقی یوپی کے مسلم ووٹوں پر ان کی نظریں ہیں۔ حالانکہ ان کی یہ حسرت گزشتہ انتخابات میں بھی پوری نہیں ہوئی تھی، ان کا تنظیمی ڈھانچہ بھی یہاں ایسا نہیں کہ جس کے بل

بوتے وہ مضبوط مسلم امیدوار ڈھونڈ پائیں۔ مسلمانوں کے بارے میں عام تاثر یہ دیا جارہا ہے کہ بی جے پی کو روکنے اور سیکولرزم کا جھنڈا بلند رکھنے کا فرض ہمیشہ مسلمان نبھاتے آرہے ہیں، اس لیے اس مرتبہ بھی مسلمان غیر مشروط طور پر سماجوادی کے پلڑے میں ہی اپنا وزن ڈالیں گے، یہی سوچ سماجوادی پارٹی کے لیڈر اکھلیش سنگھ یادو کی بھی ہے۔

یوپی میں داڑھی کاٹنے جیسی اشتعال انگیز حرکتوں سے لے کر طور پر جبراً اور لالچ دے کر مذہب تبدیل کرانے والی تنظیموں کے ذریعہ آئی ایس آئی کے نیٹ ورک کا پردہ فاش ہونے تک کی ہنگامہ خیزی اور شور میں حالات جس سمت میں جارہے ہیں، اس سے تو اسی بات کا امکان ہے کہ اس مرتبہ بھی مسلمان اسی پارٹی کو ووٹ دیں گے جو بی جے پی کو دوبارہ اقتدار میں آنے سے روک سکے۔ ☆☆☆

یوپی الیکشن اور مسلمانوں کی صورت حال

محمد شہادت حسین فیضی

کچھ ہی دنوں بعد پانچ صوبوں کے ساتھ یوپی میں بھی الیکشن ہونے والا ہے. اور میں یہاں ابھی صرف یوپی کے تعلق سے ہی چند جملے پیش کرتا ہوں۔

زیادہ دن نہیں صرف 2017 سے پہلے بیس سال تک مسلمانوں کے تعلیمی ادارے اور ان کی معیشت پر غور کریں کہ اس درمیان مسلمانوں میں تعلیمی و معاشی ترقی کیسی رہی ہے؟ یونیورسٹی، مدارس اور اور اقلیتی اسکول وغیرہ کس مقدار میں قائم ہوئے؟ کتنے مدارس ایڈڈ ہوئے؟ کتنے مسلمانوں کو ایڈڈ مدارس میں، اسکولوں میں اور یونیورسٹیز میں ملازمت ملی؟۔ اس درمیان صنعت و حرفت اور دستکاری وغیرہ میں مسلمانوں نے کتنی ترقی کی؟

پھر اس کے بعد بی جے پی کی ساڑھے چار سالہ یوگی حکومت پر غور کریں کہ اس نے اعظم خاں اور انصاری برادران، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، جوہر یونیورسٹی، دینی مدارس و مکاتیب، اور اقلیتی اسکولوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ سرکاری اور نیم سرکاری تعلیمی اداروں میں مسلمان بچے اور بچیوں کے لیے کیا کیا مصیبتیں کھڑی کیں؟ کہیں اسکرٹ پہننے کی شرط لگا دی، تو کہیں نقاب پر پابندی۔ تو کہیں سوریہ نمسکار اور سرسوتی وندنا وغیرہ کی لزومیت۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ ان امور پر غور و محاسبہ کریں پھر بتائیں کہ یہ بی جے پی کی حکومت اچھی ہے یا پہلے کی نام نہاد ہی سہی سیکولر حکومت اچھی تھی؟

مسلمانوں کے لیے یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ جس حکومت میں اعظم خان نے منتری رہ کر جوہر یونیورسٹی بنائی اس حکومت کو غلط بتایا جارہا ہے! اور جس نے ان پر ظلم کیا، جوہر یونیورسٹی توڑی، درپردہ اس کی حمایت کی جارہی ہے؟ اور پھر شہاب الدین مرحوم، اعظم خاں اور انصاری برادران، اور دوسرے زیر تعلیم نوجوانوں پر ہورہے ظلم و ستم کو دکھا کر سابقہ سیکولر حکومتوں کو موردِ الزام ٹھہرایا جارہا ہے۔ تعجب ہے!

پچھلے دنوں مغربی بنگال میں الیکشن ہوا وہاں کے مسلمانوں نے یک طرفہ طور پر ٹی ایم سی کی حمایت کی نتیجتاً بی جے پی ہار گئی۔ جب کہ وہاں بھی نام نہاد مسلم قائدین اور مسلم پارٹیوں نے ٹی ایم سی کی ہزارہا خرابیاں بیان کر کے مسلم پارٹیوں کو ووٹ دینے کی اپیل کی تھی۔ اگر مغربی بنگال کے مسلمان ان مسلم نیتاؤں کے بہکاوے میں آجاتے تو آج مغربی بنگال کے ساتھ ساتھ پورے ملک میں ایک ایسی زہریلی فضا ہوتی، جس میں مسلمان دم گھٹ گھٹ کر مر رہے ہوتے اور کوئی مرہم رکھنے والا بھی نہیں ہوتا۔

بہرحال آنے والے دنوں میں فیصلہ تو یوپی کے مسلمانوں کو ہی کرنا ہے۔ کہ وہ بی جے پی کی حکومت چاہتے ہیں یا نام نہاد ہی سہی سابقہ مخلوط سیکولر حکومت چاہتے ہیں؟ فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ جیسا فیصلہ کریں گے ویسا ہی ان کو اس کا نتیجہ ملے گا۔

ایک بات بہت ہی اصرار کے ساتھ کہی جاتی ہے کہ سیکولر پارٹیوں نے ہمیشہ مسلمانوں کو بی جے پی کا خوف دلا کر ووٹ بینک کی طرح استعمال کیا ہے۔ کہ اگر بی جے پی کی حکومت آگئی تو مسلمانوں کا استحصال ہوگا۔ اس تعلق سے میری سمجھ یہ ہے کہ اب یہ خوف نہیں رہا بلکہ بی جے پی کی حکومت آئی اور اس نے مسلمانوں کا بڑے پیمانے پر استحصال کیا۔ اب تو یہ ایک حقیقت ہے۔

ان حالات میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے ارباب فکر و نظر کو اس کی رہنمائی کرنی چاہیے۔ اور مسلمانوں کو چاہیے کہ جذبات سے اوپر اٹھ کر حقائق پر مبنی فیصلہ کریں تاکہ ماضی بعید کی طرح مستقبل میں بھی ترقی کے کچھ مواقع دستیاب رہیں۔ ☆☆☆

گوشۂ ادب

نور کے ساغر میں حمد و مناجات کی تابشیں

مبارک حسین مصباحی

حمد کہنے کا یہ انداز ہے سب سے اچھا
نعت کہتے ہیں مگر حمدِ خدا کرتے ہیں
(نوؔر)

حمد نگاری ہو یا نعت گوئی، مذہبی شاعری میں دونوں کی بڑی اہمیت ہے۔ علمِ عروض ایک مستقل فن ہے۔ ایک فنکار مختلف ذرائع سے اس میں کمال حاصل کر لیتا ہے۔ اس فن کے بڑے بڑے کج کلاہان پیدا ہوئے اور آج بھی ہیں۔ مگر حمد و نعت ہر ایک کے مقدر میں نہیں، فکر و فن اور شعر و ادب کے تمام تر امتیازات اپنی جگہ مگر یہ دونوں صنفیں توفیقِ الٰہی کے بغیر ممکن نہیں "با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار" مشہور تو بہت ہے، مگر ذرا گہرائی میں اتر کر دیکھیں تو اندازہ ہوگا کہ دونوں ہی مقامات پر عشق و اطاعت کے انتہائی نازک ترین مراحل ہیں۔

پوری دنیا کا منظم نظام، وقت کی پابندی اور خوشگواری سے چل رہا ہے۔ یہ سارے امور خالق کے بے عیب اور بلند ترین ہونے کی گواہی دے رہے ہیں۔ یہ زمین کا فرش، یہ پہاڑوں کی میخیں، یہ دریاؤں کی روانیاں، یہ سمندروں کی موجیں، یہ خوشگوار ہوائیں، یہ دلکش فضائیں، یہ اشجار کا دل آویز لہلہانا، یہ پھولوں کی خوشبوئیں، یہ آسمان کی بلندیاں، یہ چاند اور سورج کا وقت پر نکلنا اور ڈوبنا، یہ ستاروں کی قندیلیں، یہ لیل و نہار کی گردشیں، یہ حیات اور موت کے رواں قافلے، یہ بحر و بر کے حیرت انگیز نظام، سب کچھ ایک اہتمام کے تحت چل رہا ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی خلاقیت اور رزاقیت کا اعلان ہے، یہ اس کے بے عیب اور سبوح و قدوس ہونے کی واضح گواہی ہے۔ اسی لیے پوری کائنات کسی نہ کسی شکل میں اپنے رب کریم کی مدح و ثنا کرتی ہے۔

خانقاہ عالیہ نوابیہ عزیزیہ قاضی پور شریف:

اس وقت ہمارے روبرو قاضی پور شریف ضلع فتح پور کی معروف خانقاہ عالیہ نوابیہ ہے۔ اس نورانی خانقاہ سے روحانی فیضان کے چشمے ابل رہے ہیں۔ نوابی اور عزیزی خانقاہ میں "دبستان نوابیہ عزیزیہ" ہے۔ بفضلہ تعالیٰ اس کے اشاعتی شعبے سے تصوف و روحانیت، حمد و مناجات اور نعت و مناقب وغیرہ موضوعات پر چالیس کے قریب کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس دبستان کے بانی و صدر دبستان حمد و نعت کے شہ نشیں گلِ گلزار اہل بیت حضرت سید محمد نور الحسن نوؔر نوابی عزیزی ہیں۔

ہماری معلومات کے مطابق آپ کی مختلف جہتوں سے سولہ منظوم کتابیں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو چکی ہیں، ان میں 14 اسی دبستان سے اور تین پاک نشریاتی اداروں سے، جب کہ چار اہم کتابوں کی دوسری اشاعت بھی پاکستان سے ہو چکی ہے۔

آپ علم روحانیت پر گہری اور آفاقی نگاہ رکھتے ہیں بلکہ نور کا وجودِ نوؔر اس چشتی خانقاہ کے موجزن نوابی اور عزیزی سمندر میں شرابور رہتا ہے، اشاریہ میں مشاغل کے تحت درج ہے: "نعت و منقبت گوئی، غزل و رباعی، ذاتی کاروبار" احقر پہلے آپ سے آشنا ہوا اور پھر آپ کی خانقاہ سے۔ سجادہ نشینی کے منصب پر آپ کے برادر کبیر شیخ طریقت حضرت صوفی باصفا سید محمد عزیز الحسن شاہ نوابی دامت برکاتہم القدسیہ ہیں جو بذاتِ خود اچھے شاعر اور نوابی فکر و فن کے امین اور ناشر ہیں، برادر خورد کامیاب شاعر حضرت سید محمد مجیب الحسن نوابی عزیزی ہیں۔ ماشاء اللہ تعالیٰ خوش خصال ہیں اور بلند شعری اور ادبی ذوق رکھتے ہیں۔

ابتدا ہوتی ہے تیرے نام سے:

تیرے اک "کُن" سے ترے دہر نے پایا ہے وجود

اللہ تعالیٰ نے لفظ "کن" سے دونوں جہان کو وجود بخشا ہے، یہ سچ اور حق ہے مگر یہ بھی سب سے بڑی سچائی ہے، ارشاد رسالت مآب ﷺ ہے "اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ" آقا ﷺ فرماتے ہیں: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ یہ ایک طویل حدیث کا مختصر جز ہے۔ آپ کے نور سے باقی کائنات کو وجود بخشا۔ عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام کی ارواح جمع فرمائیں اور اپنے آخری نبی ﷺ کی حمایت اور ان پر ایمان لانے کا عہد و میثاق لیا۔

mubarakmisbahi@gmail.com

کائنات کی ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل کرتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ○﴾

ترجمہ: اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے، ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔

حضرت سید نور نے اس کی ترجمانی اپنے اس شعر میں کی ہے۔

کون سی شے نہ ترے نام کی تسبیح پڑھے
کون عالم ہے وہ جس میں نہیں چرچا تیرا

حضرت سید نور نے حمدیں اور نعتیں بھی بڑے ادب سے لکھی ہیں، اہل بیت اور اولیا کے مناقب بھی، غزلیں اور رباعیاں بھی، مگر آپ کی شاعری میں فن شاعری کا بانکپن، فصیح لفظوں کا انتخاب، شیریں جملوں کا برتاؤ، منفرد لہجوں کی جاذبیت اور محاورات کا برمحل استعمال وغیرہ بہت کچھ ہے۔ سوز دروں، ارتعاش دل اور روحانیت کی تنویر ہے۔ آپ کے اشعار دلوں پر دستک دیتے ہیں۔ زہد و پارسائی شعروں کی تاثیر میں حیرت انگیز اثر پیدا فرما دیتی ہے۔

آپ کے کلام بلاغت نظام کی معنویت ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔ شہرت و مقبولیت ہند و پاک ہی نہیں بلکہ اردو دنیا کے تمام طبقات میں خوشبو کی طرح پھیل چکی ہے، جو پڑھتا ہے شیدائی اور فدائی ہو جاتا ہے۔ عمر بھی ابھی لگ بھگ چالیس برس ہے۔ مگر فکروں کی بلندی اور آفاقی سوچ نے آپ کو ہمہ گیر مقبولیت سے سرفراز کر دیا ہے۔ نت نئے قوافی، انوکھی ردیفیں ہیں۔ چھوٹی اور بڑی بحروں میں حیرت انگیز تاثیر ہے۔ اس میں صرف فکری بلندی اور الفاظ و معانی کی کشش ہی نہیں بلکہ آپ کی بلند اخلاقی، سیرت و صورت کے سوز و ساز کا بھی بہت بڑا دخل ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ آپ میں اخلاص نیت کا چمن آباد ہے۔ یہ کشش دنیا کی ہر کشش سے زیادہ اثر انگیزی رکھتی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو مزید روحانی سرفرازیاں عطا فرمائے۔

"لا الہ الا اللہ" سب سے بڑی حمد ہے اور "محمد رسول اللہ" سب سے بڑی نعت ہے۔ حمد دراصل خدا کے اوصاف حمیدہ اور اسمائے حسنہ کے تذکار کو کہتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ معاندین خدا کی مذمت کرنا بھی حمدیہ شاعری میں داخل ہے یا نہیں؟ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کلمہ طیبہ میں الا اللہ سے پہلے لا الہ یعنی تمام معبودان باطل کی سخت نفی کے بعد ایک خالق و قہار اور ارحم الراحمین کا ذکر خیر ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حمدیہ اور تمجیدیہ شاعری میں منکرین خدا کی مذمت کرنا بھی داخل ہے۔

ایاک نعبد و ایاک نستعین:

ہماری نگاہوں کے سامنے آپ کی کثیر نعتیں ہیں، آپ نے میر، غالب اور خواجہ میر درد کی زمینوں میں مستقل مجموعے مرتب فرمائے ہیں۔ ہم اس منفرد شاعری پر دل سے ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ دیگر شعرا کی طرح آپ نے بھی نعتیہ مجموعوں کے آغاز میں ایک یا دو حمدیں اور مناجاتیں شامل فرمائی ہیں مگر باضابطہ ایک کتاب "ایاک نعبد و ایاک نستعین" حمدیہ اور مناجاتیہ ہے۔ ہم سرِ دست آپ کی حمدوں اور مناجاتوں پر کچھ لکھنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

168 صفحات پر مشتمل یہ گراں قدر مجموعہ "مجموعۂ حمد و مناجات" محترمہ شمائلہ صدف عزیزی نے بڑے سلیقے سے مرتب کیا ہے۔ آپ فیصل آباد، پاکستان کی باشندہ ہیں۔ کامیاب شاعرہ اور ادیبہ ہیں۔ روحانی طور پر عزیزی ہیں اور شعر و سخن میں حضرت سید نور کی شاگردہ ہیں۔

"حمد" اور "مناجات" دو حصوں پر یہ "مجموعہ حمد و مناجات" مشتمل ہے۔ ص:۲۸ سے حمدیں ہیں اور ۸۵ سے مناجاتیں ہیں۔ ڈاکٹر معین نظامی، ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر اور عروس فاروقی کی علمی اور ادبی مختصر نقوش قلم بھی شامل ہیں، اس مرقع جمیل کو مرتب فرمانے والی شمائلہ صدف عزیزی کی "منظر منظر حمد و ثنا" علمی، فکری اور کسی قدر طویل دل کشا تحریر ہے۔

حضرت سید نور تحریر فرماتے ہیں:

"میں نے اس مجموعۂ حمد و مناجات کا نام سورۂ فاتحہ کی مناسبت سے "ایاک نعبد و ایاک نستعین" رکھا ہے۔ یہ کتاب ترتیبِ قرآنی کے مطابق دو ابواب پر مشتمل ہے، پہلے باب کا نام "ایاک نعبد"، اور یہ حصہ حمدیہ کلام پر مشتمل ہے۔ دوسرا باب "ایاک نستعین" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جو مناجات اور دعائیہ کلام پر مشتمل ہے۔" (ص:۹)

حضرت مصنف کا نورانی قلم متذکرہ بالا اقتباس سے قبل کچھ اس طرح حمد و ثنا کرتا ہے:

"ساعتِ کن سے ہی بساطِ کائنات کا ذرہ ذرہ ہمہ تن تسبیح و تحمید

میں مشغول و مصروف ہے، درختوں کا قیام، حیوانات کا رکوع، پانیوں کی سجدہ ریزی، پہاڑوں کا قعدہ، اجرامِ فلکیہ کی اطاعت گزاری بصورت حال و قال اظہارِ حمد و شکر ہے، تو وہ جسے اشرف المخلوقات کا تاج افتخار عطا کیا گیا، حمد و ثنائے رب سے کیوں کر غافل رہے، جب کہ اس کی تو غایتِ تخلیق ہی عبادت و بندگی ہے۔"

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾

(الذٰریٰت، آیت:54)

اور میں نے جن اور آدمی اسی لیے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

نور کے جاموں میں مدحت نگاری کی چھلکتی شراب:

اب ہم حضرت نور کی حمدیہ شاعری کا آغاز کرتے ہیں۔

پھولوں میں دل کشی اسی کی، تاروں میں روشنی اسی کی
اس کی ہی عطا طلسم معنیٰ، الفاظ کی شعلگی اسی کی

پہلے شعر میں پھولوں کی دل کشی اور تاروں کی روشنی اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کے جلوے ہیں، اگر گہرائی میں اتر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس میں زمین سے آسمان تک کی تمام حیرت انگیز تخلیق کی حمد و ثنا کی گئی ہے، پھولوں میں جو دل کشی اور چمن میں پھیلی ہر طرف خوشبوؤں کی فرحت بخش فضا ہوتی ہے، یہ ارضیات کا انتہائی اہم مسئلہ ہے۔

دوسرے مصرع میں سماوات کو تاروں کی روشنی سے منور کرنے والے خالق کی مدح و ثنا کی گئی ہے، تارے کتنے ہیں، کون کون سے آسمان میں ہیں، کون سا تارا کب نکلتا ہے اور کب تک رہتا ہے، ان مسائل میں عصری سائنس کے افکار اور قرآنی معارف کیا ہیں، یہ علم ہیئت و نجوم کے دقیق مسائل ہیں۔ حضرت سید نور نے ان تمام گوشوں کی طرف اپنے قارئین کی توجہ مبذول کراتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی مدح و سرائی میں حمد نگاری کی روشنی پھیلائی ہے۔

دوسرے شعر میں "طلسم معنیٰ" پر غور کیجیے، کیسی شعری دلکشی بھر دی ہے، طلسم معنیٰ، معنیٰ آفرینی کی انتہائی تعریف ہے، مرزا غالب کے اشعار میں گنجینۂ معنیٰ کا طلسم ہوتا ہے۔

گنجینۂ معنی کا طلسم اس کو سمجھیے
جو لفظ کہ غالب کے اشعار میں آوے

حقیقی عطا فرمانے والی اللہ تعالیٰ ہی کی ذات اقدس ہے۔ اس کی عطا سے بانٹنے والے مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ ہیں۔ ارشادِ رسولِ کریم ہے۔ "إنما أنا قاسم و الله یعطی" "میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمانے والا ہے۔ اسی طرح دوسرے مصرع میں دیکھیں، عام طور پر بولا جاتا ہے شعلہ بار خطیب وغیرہ مگر جو الفاظ میں "شعلگی" بھرتا ہے وہ اللہ کی ذات کریم ہے۔ وہ نہ چاہے تو الفاظ اپنی تاثیر کھو دیتے ہیں، سرکار غوثِ اعظم جب وعظ فرماتے تھے تو دنیا کی تمام مخلوق بے حال ہو جاتی تھی۔ زبان میں تاثیر تقویٰ، پرہیزگاری اور صداقت شعاری سے پیدا ہوتی ہے، خیر یہ ایک تفصیل طلب موضوع ہے۔

ایک دن خطیب الہند مولانا عبید اللہ خان اعظمی نے اپنے استاذ گرامی حضور حافظِ ملت سے پوچھا: حضور! الفاظ میں تاثیر کیسے پیدا ہوتی ہے؟ تو حضور حافظِ ملت نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا کہ پابندی سے نماز پڑھنا چاہیے۔ اب آپ غور فرمائیں کہ سوال کیا جا رہا ہے تقریر میں تاثیر کیسے پیدا ہوتی ہے، جواب دیا جا رہا ہے کہ پابندی سے نماز پڑھنا چاہیے۔ یہ اہلِ دل کی باتیں ہیں کہ تاثیر الفاظ سے نہیں بلکہ دل کی نیکی سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ اس پر غور فرمائیں کہ یہ نہیں فرمایا کہ آپ نماز پڑھا کریں، بلکہ عام سوال کا عام جواب عنایت فرمایا۔

اس کا ہی خرامِ نکہتِ گل
امواج کی نغمگی اسی کی

"خرامِ نکہتِ گل" کی بندش کو شعر میں پرونے کا انداز ملاحظہ فرمائیے۔ کس کمالِ فن کے ساتھ ادبی و فکری جملے کا استعمال کیا گیا ہے۔ جی میں آتا ہے کہ نوکِ قلم چوم لوں۔ "امواج کی نغمگی" فصیح ترکیب کو بھی شعری پیرایۂ بیان میں مسلسل داد دیجیے اور سر دھنتے جائیے۔

اس کا ہی نظامِ آب و گل ہے
قائم ہے شہنشہی اسی کی

"نظامِ آب و گل" کی حسنِ تعبیر میں تو حضرت سید نور نے اپنے نور ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ "قائم ہے شہنشہی اسی کی" لفظوں کے دریچے سے معنیٰ آفرینی کا فن کوئی آپ سے سیکھے۔ حمد نگاری آسان بھی ہے اور مشکل ترین بھی، بات سادے انداز میں بھی کہی جا سکتی تھی مگر آپ نے اپنی فنکاری کے ساتھ جس بلیغ لہجے، ندرتِ انداز اور لفظوں کے حسنِ انتخاب سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی ہے کہ قاری کا سراپا عجز و نیاز کا پیکر بن جاتا ہے۔

ہے نور اسی کا نام لیوا
ہے نور کی شاعری اسی کی

کس سادہ سے لب و لہجہ میں سب کچھ کہہ دیا ہے۔ حضرت سید

نوؔر نے اب تک حمد و ثنا، نعت و منقبت یا دیگر اصنافِ سخن میں جو کچھ کہا ہے، وہ آپ کی تقدیسی شاعری ہے اور حضرت نوؔر کی حد درجہ خوش بختی ہے کہ انھیں اعلیٰ انداز میں عقیدت و محبت سے لبریز ہو کر یہ پاکیزہ شاعری کرنے کی توفیق ارزانی ہوئی ہے، اسی کے ساتھ آپ کو یہ مکمل احساس ہے، نہیں بلکہ یقین ہے کہ یہ شاعر کا اپنا کمال نہیں۔ یہ جو کچھ شعری اثاثہ ہے۔ یہ اسی کی عطا اور توفیق سے ہے، اس لیے عرض کرتے ہیں "ہے نور کی شاعری اسی کی"۔ چھوٹی بحر میں چند لفظوں کی کشتی میں کثیر معانی کا سمندر بھر دیا ہے اور فنِ شاعری کا کمال یہ کہ عبدیت کے سارے اثاثے کو معبود و رزاق کی دہلیز تک پہنچا دیا ہے۔

حمد یہ مثلث کا ایک بند دیکھیے:

سب پر تری عطائیں، سب پر ترا کرم
دیتا ہے سب کو رزق تو ہی مالکِ نعم
شاہد ہیں اس پہ خود تری آیاتِ بینات

اب ذرا دوسری حمد کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیے:

کریم ایسا کہ ہے دشمنوں کا رزق رساں
بہت وسیع در لطفِ عام اس کا ہے

اللہ تعالیٰ بلا شبہہ معطیِ حقیقی ہے، اس کی نگاہِ کرم سب پر عام ہے، اس کی عطا کے دستر خوان سے سب کھاتے اور پیتے ہیں، اخیار بھی فیض پاتے ہیں اور اغیار بھی فائدہ حاصل کرتے ہیں، کبھی کبھی نیک اور صالح حضرات امتحان و آزمائش کے مراحل سے گزرتے ہیں، مگر صالحین ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے شکر گزار رہتے ہیں، جب ان پر عطاؤں کے بادل برسیں گے تو خدا کے دشمن شدید ترین الجھنوں میں نشانِ عبرت بنے ہوں گے۔ تباہی اور بربادی ان دشمنوں پر دائمی اور ابدی ہوگی۔ جب کہ نیک اور صالح بندے انعاماتِ خداوندی کی بہاروں میں ڈوبے ہوں گے۔ وہ رسول کریم ﷺ کی شفاعتوں کے سزاوار ہوں گے اور دیدارِ الٰہی کے جلوؤں میں نہا رہے ہوں گے۔

فصاحتوں کے سمندر نہ کس لیے امڈیں
زباں رسول کی ہے اور کلام اس کا ہے

یہ ایک سچائی ہے کہ ہمارے آقا و مولا حضور ﷺ آخری رسول ہیں۔ اب آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ ظلی، نہ بروزی اور نہ حقیقی۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب نازل ہوئی، جب آپ قرآن عظیم کی تلاوت فرماتے تو عرب کے فصحا اور بلغا حیرتوں کی دنیا میں ڈوب جاتے تھے کہ وہ شخصیت جس نے کسی انسان سے علم حاصل نہیں فرمایا، جب قرآن عظیم تلاوت فرماتا ہے تو اہلِ زبان گنگ ہو جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى﴾ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ [النجم، آیت: 3]

مزید عرض کرتے ہیں۔

طواف گاہ ملائک کہوں تو کیا ہے غلط
کہ میرا دل بھی تو بیت الحرام اس کا ہے

"کعبۂ مقدسہ" اور "بیت الحرام" خانۂ خدا کو کہتے ہیں۔ اور خانۂ خدا وہی ہے جہاں ذکرِ الٰہی ہوتا ہے اور بندگانِ خدا دنیا سے کنارہ کش ہو کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی یادوں میں سراپا نیاز بنے رہتے ہیں۔ یہ ایک سچائی ہے کہ آپ معرفت کی بلندیوں پر فائز وہ نورانی قندیل ہیں جن کی خانقاہ سے کثیر دیوانے راہ یاب ہوتے ہیں اور ذکر و فکر کی کیف آور منزلوں کے حصول میں کوشاں رہتے ہیں۔ آپ کا دل واقعی ذکرِ الٰہی کا مرکز ہے۔ ہاں ہاں بلا شبہہ مرکز ہے۔ آپ کے دل میں حبِ الٰہی اور عشقِ رسول ﷺ نقش ہے۔ کوئی روحانی کشش ہی تو ہے کہ قاضی پور شریف کی اس خانقاہ میں ہر عقیدت مند دل کی اتھاہ گہرائیوں سے حاضری کی سعادت حاصل کرتا ہے، ان سادات کی مدح سرائی میں رطب اللسان رہتا ہے اور جہاں حقیقی طور پر ذکر و فکر ہوتے ہوں، جہاں ذکرِ جلی اور ذکرِ خفی کی ضربیں لگائی جاتی ہوں، بلا شبہہ وہ "بیت الحرام" ہے اور بیت الحرام کا طواف فرشتے کرتے ہیں۔

ایک دوسری حمد میں بھی آپ نے اسی مضمون کو قدرے وسعت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

کعبۂ دل کا کریں اس کے فرشتے بھی طواف
جس کا دل تیری تجلی سے ہو کعبہ تیرا

اس شعر میں حضرت نے دیگر اہم شخصیات کے بارے میں عرض کیا ہے، یعنی "جس کا دل تیری تجلی سے ہو کعبہ تیرا" بلا شبہہ تجلیِ ربانی ہر دل کا مقدر کہاں؟ ہاں مگر یہ ایک سچائی ہے کہ جس کا دل تجلیِ ربانی سے کعبۂ خدا ہو جائے، فرشتے اس دل کا طواف کرتے ہی ہیں اور فرشتے ہی کیا محسوس دنیا کا ہر شناسا اس کے گرد چکر لگانا اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہے۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہیں، مولا تو اپنے حبیب ﷺ کے طفیل ہمارے قلوب کو بھی اپنی تجلی سے متجلی فرما دے۔ آمین، ثم آمین۔

نؔور کا دل بھی ہو گیا کعبہ
یاد آتی ہے باوضو تیری

اس شعر میں آپ نے پہلے مصرع میں "نؔور کا دل بھی ہو گیا کعبہ" باوضو یاد آنا، یہاں یادِ الٰہی کی بات فرمائی ہے، ایک ہوتا ہے ذکر جلی اور دوسرا ذکر خفی، یعنی آپ کو یاد آنے کے لیے بھی باوضو ہونا ضروری ہے، معرفت ربانی کا یہ بہت بلند مقام ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو مزید بلندیاں عطا فرمائے۔ آمین۔

اس کے بعد کی حمد کا رخ دیکھیے۔

علم و عمل کی جوت جگا کر سینوں میں
اہلِ ذکر کے پاس بلانے والا وہ

اس شعر میں عظیم صوفیانہ راز منکشف فرمادیا ہے۔ علم یقیناً اہم ہوتا ہے، علم کے بغیر عمل ممکن نہیں اور اگر عمل نہ ہو تو یہی علم انسان کو گمراہ اور گمراہ گر کردیتا ہے۔ علم چاہے درس گاہی ہو یا علم لدنی۔

اگر علم کے ساتھ عملِ خالص کی بھی تنویر ہو تو بندۂ مومن اہلِ ذکر اولیاء اللہ کی بارگاہوں میں پہنچ ہی جاتا ہے۔ اور پھر بزرگوں کی صحبت کی تاثیر، نگاہِ کرم اور فیض رسانی سے بندہ زمین سے آسمان کی روحانی بلندیوں کو چھو لیتا ہے۔ اس کے بعد فیوض ربانی کا محور اور مرکز بن جاتا ہے، مگر یہ ساری روحانی ترقیاں اور عظمتیں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایک بندۂ مومن کو حاصل ہوتی ہیں، تاریخ اسلام میں اس کی لاکھوں زندہ جاوید مثالیں ہیں۔ سرِ دست ہم رسولِ کریم ﷺ کی سب سے اعلیٰ مثال پیش کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝﴾

(آل عمران، آیت: 31)

ترجمہ: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کی اعلیٰ منزل رسول کریم ﷺ کی اطاعت کے بغیر ممکن نہیں۔ یہی فلسفہ حضرت شاعر نے اپنے اس شعر کے قلب میں اتار دیا ہے کہ۔

نفس کے ظالم دام میں آنے والے ہم
کر کے اشارا ہم کو چھڑانے والا وہ
دشمن کی ہر سازش کو ناکام کرے
کفر کے چنگل سے بھی چھڑانے والا وہ
دریا میں وہ رستہ بنانے والا ہے
آگ کو ہے گلزار بنانے والا وہ

ان اشعار میں مذہبی اور تاریخی سچائیوں کو بڑے سلیقے سے اشعار کے قالب میں سمیٹا گیا ہے۔ انتہائی سادہ مگر فصیح و بلیغ انداز میں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے حقیقی اختیارات کو بڑے دل کش لب و لہجے میں بیان کیا گیا ہے۔

آپ مزید فرماتے ہیں:

عفو کی آئیں تازہ ہوائیں
نام جو میں نے سوچے اس کے

اللہ تعالیٰ کے اسماے حسنہ میں ہماری فکروں سے بلند فیوض و برکات ہیں، اکابر اہلِ سنت کے معمولات میں یہ اسماے حسنہ شامل رہتے ہیں۔ یہاں مسئلہ ان اسماے حسنہ کے ورد کا نہیں، حضرت سید نؔور کہتے ہیں کہ ان ناموں کو سوچنے ہی سے عفو و درگزر کی تازہ ہوائیں آنے لگتی ہیں۔

ایک دوسرا شعر ملاحظہ فرمائیں۔

آئے جائے پیمبر اس کا
عرش و سدرہ کوچے اس کے

بارگاہِ الٰہی میں حاضری کا شرف انسانی دنیا میں صرف اور صرف عرش کے دولہا، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کو حاصل ہوا۔ جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلاۃ والتسلیم نے دیدارِ الٰہی کی خواہش کا اظہار کیا تھا، جیسا کہ قرآن کریم کی درج ذیل آیتِ کریمہ میں وارد ہوا ہے:

﴿وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِیْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ۝﴾ (اعراف، آیت: 143)

ترجمہ: اور جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا، عرض کی اے رب میرے! مجھے اپنا

دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں، فرمایا: تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا، ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کردیا اور موسیٰ گرا بے ہوش پھر جب ہوش ہوا بولا پاکی ہے تجھے میں تیری طرف رجوع لایا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ (کنزالایمان)

حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے اللہ تعالیٰ سے اس کے دیدار کی آرزو کی تو، اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کی ایک تجلی کوہِ طور پر ڈالی اور پہاڑ پاش پاش ہوگیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام غش کھا کر گر گئے

ہمارے پیغمبر ﷺ کو حضرت جبرئیل کے ذریعہ بڑے اہتمام سے بلوایا جاتا ہے۔ حضرت سید نورؔ نے اپنے شعر میں یہ واضح کیا ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے، اور قربِ الٰہی میں دنیٰ فتدلیٰ کی منزلوں سے گزرے کیوں کہ لے جانے والی ذات اس کی ہے، جس نے عرش، سدرہ، مکاں اور لامکاں کو پیدا فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَاؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۝﴾ (بنی اسرائیل، آیت:1)

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصا تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

سفر معراج کی باقی تفصیلات قرآن عظیم کی دیگر آیات اور مستند احادیث مشہورہ سے ثابت ہیں۔ سرِ دست ہم یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں، ہمارے رسول ﷺ ذات الٰہی کے پرتو جمیل ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے شبِ معراج اپنی ذات کا دیدار کرایا، باقی تمام انبیا و رسل صفاتِ الٰہی کے پرتوِ جمیل ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور پر اپنی صفت کی تجلی فرمائی۔

اس حمد پاک کے یہ دو شعر بھی دیکھیے۔

اکرام کر، انعام کر، بہرِ نبی امداد کر
ہے سامنے کوہِ ندا ربّ العلیٰ ربّ العلیٰ
بڑھتا ہی آئے اس طرف سیلِ خطا، سیلِ گنہ
کر رحم اے میرے خدا، ربّ العلیٰ ربّ العلیٰ

محترم نورؔ نے ان دونوں شعروں میں بارگاہ ربّ العلیٰ سے امداد اور عفو و درگزر کی بھیک مانگی ہے اور امداد بہرِ نبی طلب کی ہے۔ کوئی بھی استغاثہ قبول ہو نہ ہو، مگر جو دعا اس کے حبیب ﷺ کے وسیلے سے کی جاتی ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا بھی ہمارے آقا ﷺ کے وسیلے سے قبول ہوئی اور کثیر مثالیں قرآن عظیم میں ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۝﴾

(سورۃ النساء، آیت:64)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمھارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں ا ور رسول ان کی شِفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ (کنزالایمان)

دعاؤں کی قبولیت کے لیے رسولِ کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری بڑی اہمیت رکھتی ہے، یہ صرف حیاتِ ظاہری کے لیے نہیں بلکہ آج بھی ان کا فیضان جاری ہے، وصال کے بعد کے بھی کثیر واقعات اور شواہد ہیں۔

دنیاے اردو میں اب نور الشعرا کے نورانی جام چھلک رہے ہیں، شاعری ایک مستقل شیریں فن ہے، عام طور پر جن خیالوں کی تفصیلات کے لیے دفتر کے دفتر درکار ہوتے ہیں، باکمال شاعر ایک شعر میں کہہ جاتا ہے، بلکہ بعض مواقع پر تو ایک مصرع ہی زبان زد خاص و عام ہو جاتا ہے، ہمارے سید نور کو یہ فن بڑی فیاضی سے عطا فرمایا گیا ہے۔

دل مرا پڑھتا ہے سرکارِ دوعالم پہ درود
اور یہ دیدۂ تر حمدِ خدا کرتے ہیں

یہ شعر حمد اور نعت کے جذبات کا تراشا ہوا خوب صورت پیکر ہے، اس شعر کا وجود ناز نعت اور حمد کے خمیر سے اٹھایا گیا ہے۔ شاعرانہ پیکر تراشی کو عشق و عقیدت کی خوشبوؤں میں بسایا گیا ہے۔ اس میں اطاعت شعاری کی نورانی کرنیں نظاروں کی دعوت دے رہی ہیں، حمد کے جلو میں نعت کہنا اور مناجات میں اسی کے محبوب کو مانگ لینا، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حمد و مناجات کا بہت بڑا امتیاز ہے۔ (جاری)☆☆☆

نقد و نظر

سہ ماہی دیوان کا شخصیات نمبر

تبصرہ نگار: مہتاب پیامی

کتاب : سہ ماہی دیوان کا شخصیات نمبر
جلد:14، شمارہ17-تا-20

ایڈیٹر : سید شاہ تنویر احمد

صفحات : 142 اشاعت :جون2020

ناشر : خانقاہ حضرت دیوان شاہ ارزانی پٹنہ

اٹھ گئی ہیں سامنے سے کیسی کیسی صورتیں
روئیے کس کے لیے کس کس کا ماتم کیجیے

خانقاہ حضرت دیوان شاہ ارزانی علیہ الرحمۃ پٹنہ کا علمی و تحقیقی جریدہ سہ ماہی دیوان کی چودھویں جلد کا شمارہ 17 تا 20 اس وقت ہمارے مطالعہ میں ہے۔ یہ خصوصی شمارہ 2020ء میں رخصت ہونے والی، دینی روحانی، علمی اور ادبی شخصیات کے تذکار جمیل کا مرقع ہے۔ جریدہ کا نام "دیوان" حضرت دیوان شاہ ارزانی علیہ الرحمۃ کے اسم گرامی سے اخذ ہے۔ اس علمی و ادبی رسالے کے سرپرست امینِ طریقت ڈاکٹر سید شاہ حسین احمد زیبِ سجادہ خانقاہ حضرت دیوان شاہ ارزانی ہیں۔ ایڈیٹر سید شاہ تنویر احمد صاحب نے پیشِ نظر شمارہ کو اس شعر کا آئینہ دار بنا دیا ہے۔

حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے
عکس اس کا مرے آئینۂ ادراک میں ہے

ابتدا میں حمدِ باری تعالیٰ، نعت اور منقبت کے اشعار پیش کیے گئے ہیں۔ سید شاہ حامد حسین حامدؔ عظیم آبادی کے حمدیہ اشعار سادگی میں فنکاری کا انمول خزانہ ہیں، صفحہ 7 پر احسن راشدؔ کا نعتیہ کلام ہے، اسلوب کی جدت اور معنیٰ آفرینی کا جامہ پہنے ہوئے تمام اشعار اپنی مثال آپ ہیں۔ ص:4 پر آفتابِ شریعت حضرت دیوان شاہ ارزانی کی منقبت ہے، اسے قلم بند کیا ہے مشہور شاعر و ادیب پروفیسر سید شاہ محمد طلحہ رضوی برق نے۔

اس خصوصی شمارے کا پہلا حصہ "دینی اور روحانی شخصیتیں" ہے، اس میں کل 11 مضامین ہیں۔ جب کہ دوسرے حصہ "علمی و ادبی شخصیتیں" میں 13 مضامین۔

پہلے حصے میں ڈاکٹر سید شاہ مظفر بلخی نے بعنوان "حکیم سید شاہ علیم الدین بلخی" اپنے والد بزرگوار کے احوال اپنے ذاتی مشاہدات کی روشنی میں قلم بند فرمائے ہیں۔

ادیبِ شہیر حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے علمی ترجمان "ماہ نامہ اشرفیہ" کے مدیرِ اعلیٰ ہیں آپ کم و بیش 35 برس سے ادارت کی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی سنبھال رہے ہیں۔ آپ نے اپنے قلم سے خاکہ نگاری اور پیکر تراشی کے ایسے ایسے نادر و نایاب نمونے پیش کیے ہیں کہ دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ پیشِ نظر شمارے میں آپ کے فنِ پیکر تراشی کا مرقعِ جمیل "آہ! حضرت مفتی محمد معراج القادری" کے عنوان سے شامل ہے۔

مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمہ الجامعۃ الاشرفیہ کے موقر استاذ اور مفتی تھے۔ آپ کے علمی اختصاص کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی رقم طراز ہیں:

"بلا شبہ آپ نے فقہ اور اصولِ فقہ کی کتابیں درس گاہ میں پڑھی تھیں، مگر ہر انسان کا اپنا ایک ذوق ہوتا ہے، آپ معقولات میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے، آپ نے جامعہ اسلامیہ روناہی میں کبھی تخصص معقولات ہی میں کیا تھا، مگر یہ حضرت شارحِ بخاری کا فیضان تھا کہ آپ کو صحرائے معقولات سے اٹھا کر دار الافتا کا مسند نشیں بنا، آپ حضرت کی حیاتِ ظاہری میں اپنے تحریر کردہ فتاویٰ شارح بخاری علیہ الرحمہ کو سناتے تھے۔"

حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی صاحب مزید فرماتے ہیں:

"فقیہِ عصر حضرت علامہ مفتی محمد معراج القادری علیہ الرحمۃ والرضوان ایک کامیاب علمی اور عملی شخصیت تھی، آپ ایک خوددار مردِ مومن، فقہی اور اخلاقی وجاہتوں کے پیکر تھے۔ آپ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ایک کامیاب استاذ اور ذمہ دار نائب مفتی شرع تھے۔ آپ چند برس قبل جامعہ اسلامیہ روناہی کے نائب سربراہِ اعلیٰ منتخب ہوئے تھے۔ آپ نے تعلیم و تربیت اور نظم و ضبط کے شعبوں میں محنت فرمائی تھی جس کے اثرات بھی سننے میں آئے۔ آپ ضلع فیض آباد کے قاضیِ شرع بھی تھے، آپ کی علمی اور فقہی شخصیت کے اثرات پورے ضلع میں نظر آتے تھے۔"

ص:43 پر معروف صحافی احمد جاوید (مدیر روزنامہ انقلاب پٹنہ) کا ایک وقیع مضمون ہے جس کا عنوان ہے "ایک تھے مولانا ابو الحقانی"۔ مولانا ابو الحقانی کی شخصیت جہانِ اہلِ سنت میں تعارف کی محتاج نہیں

ہے۔ خانقاہ دیوان شاہ ارزانی پٹنہ کے سیمینار "یادِ رفتگاں" کے لیے لکھا گیا یہ خاکہ زبان و ادب کی صناعیوں سے بھرپور اور خاکہ نگاری کی اعلیٰ و ارفع خصوصیات کا آئینہ دار ہے۔ مولانا ابوالحقانی کی وفات کی خبر ملنے پر احمد جاوید صاحب نے اپنے قلبی تاثرات کو مولانا مرحوم کی شخصیت کے حوالے سے جس پیرایۂ اظہار میں پیش کیا ہے وہ لاجواب ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

"میری آنکھوں میں اس وقت ایک ساتھ دو تصویریں گردش کر رہی ہیں۔ کتابی چہرہ، کشادہ پیشانی، بولتی آنکھیں، مسکراتے ہونٹ، حنائی داڑھی جو کبھی گہری سیاہ تھی، دوہرا بدن، سر پر مضبوطی کے ساتھ مگر سلیقہ سے بندھی دستار یا صاف ستھری سفید کامدار اونچی ٹوپی نہ اتنی اونچی کہ سر اٹھائیں تو گر جائے نہ اتنی بھاری کے سر جھکائیں تو سنبھل نہ پائے، پورے عالمانہ وقار کے ساتھ مضبوط قدموں سے مجمع کے سامنے کھڑا ایک ایسا شخص جس کی زبان دریا کی روانی کو مات دیتی ہے، ایک ایک سانس میں کئی کئی حدیثیں سناتا ہے، ان کے حوالے پیش کرتا ہے، شارحین کی تشریحات اور حاشیے کی عبارتیں تک پڑھتا جاتا ہے، پھر اسی والہانہ انداز میں اسی مضمون کے اشعار پڑھتا ہے اور کیا علما و دانشوران کیا کوئی عام آدمی جو سنتا ہے سنتا ہی رہ جاتا ہے، ابھی ایک جلسہ کے منبر خطابت سے اترا نہ تھا کہ دوسرے جلسہ کے لیے پابہ رکاب، ایک شہر سے آیا اور دوسرے شہر کو جانے کو تیار، خدا نے کیسی شہرت و مقبولیت سے نوازا ہے، لوگوں کے دلوں میں کیسی محبت اور طلب رکھ دی ہے کہ کورونا کی بندشوں کے زمانے میں بھی وہ گوشۂ عافیت میں بیٹھ نہیں سکتا تھا مگر اس کے باوجود کیا مجال ہے کہ طبیعت میں عجب، کردار میں تصنع اور مزاج میں احساس برتری نے خلل ڈالا ہو۔ چہرے پر بشاشت، ملنے جلنے میں بے تکلفی اور سلوک میں وضع داری کوئی اس سے سیکھے، حد تو یہ ہے کہ بچپن کے دوستوں، ہم سبق ساتھیوں، ابتدائی زندگی کے شناساؤں اور رشتہ داروں کے لیے جو دلچسپی محمد حسین کی ذات میں تھی، وہی مولانا ابوالحقانی کی شخصیت میں بھی ہے۔ دوسری تصویر معمولی چہرے مہرے کے دبلے پتلے، بوٹے قد کے پھرتیلے اور تیز تیز قدموں سے چلتے ایک جواں سال مولوی کی ہے، آپ جس کے وجود کا نوٹس بھی نہیں لیتے۔"

ذیل میں ہم بقیہ اہم مضامین اور ان کے قلم کاروں کے اسمائے گرامی نوٹ کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

☆ "علامہ سید اقبال حسنی: حیات کے زریں نقوش" از: مولانا امجد رضا امجد۔ ☆ حضرت مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری، چند باتیں چند یادیں" از: ڈاکٹر ریحان غنی ☆ "آہ متین عمادی! کہ موت لائی ہے پوشیدہ زندگی اے دوست" از: ڈاکٹر کامران غنی صبا ☆ ایسے ہی تھے مولانا شاہ احمد علی فردوسی، از: ڈاکٹر محمد فیروز عالم ☆ "حضرت علامہ سید شاہ کاظم پاشا" از: ڈاکٹر عبدالحفیظ

دوسرے حصہ میں علمی اور ادبی شخصیتوں کے تذکرے شامل کیے گئے ہیں۔ مضامین و مقالات کی فہرست حسب ذیل ہے:

☆ "پرویز مہجور خویشگی" (پشتو زبان و ادب کے محقق) از: پروفیسر سید شاہ حسین احمد ☆ "ایسا کہاں سے لاؤں" (معروف طنز و مزاح نگار مجتبیٰ حسین کا تذکرہ) از: پرفیسر بیگ احساس ☆ "ڈاکٹر فضل امام رضوی، حیات و خدمات" (اردو ادب کے محقق و نقاد) از: پروفیسر نبی احمد ☆ "راحت اندوری ماہ و سال کے آئینے میں" (جدید لب و لہجے کے مشہور شاعر) از: پروفیسر حدیث انصاری ☆ "دبستانِ دہلی کا آخری سخن ور: گلزار دہلوی" از: پروفیسر محمد رضی الرحمٰن۔ ☆ "اشرف جہاں اور اکیسویں صدی کی نرملا" (پٹنہ سے تعلق رکھنے والی ادیبہ، محقق و نقاد اور افسانہ نگار) از: ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی ☆ "صحافیوں میں خورشید ہاشمی کی ایک الگ پہچان" از: محمد امتیاز کریم ☆ "ڈاکٹر ارمان نجمی فن اور شخصیت" (ماہر سرجن، مضمون نگار اور شاعر) از: ڈاکٹر قیصر زاہدی ☆ "امتیاز الحق خاں- پھول یادوں کے کھلے ہوئے ہیں" از: ڈاکٹر آصف سلیم ☆ "سیاست و ادب کے روشن چراغ -ڈاکٹر عبد الغفور" از: نور السلام ندوی ☆ "مولانا ڈاکٹر عبد القادر شمس: ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم" از: مولانا کبیر الدین فاران ☆ "محترمہ ہاشمی بیگم مرحومہ" از: سید شمیم رضوی ☆ "ایک شاعر شام رضوی" از: تابش نقی

142 صفحات پر مشتمل سہ ماہی دیوان کا یہ خصوصی شمارہ "شخصیات نمبر" اپنے مشمولات کے اعتبار سے واقعی قابلِ قدر اور محفوظ کیے جانے کے لائق ہے، یہ تمام لوگ جو دنیا سے رخصت ہوئے ان کے احوال سے آگاہی کے بعد یہ شعر بے اختیار زبان پر جاری ہو گیا۔

ہائے وہ لوگ جو دیکھے بھی نہیں
یاد آئیں تو رلا دیتے ہیں

ان تمام لوگوں کی حیات و کائنات کے رہ نما خطوط آنے والی نسلوں کے لیے عروج و ارتقا کا سامان بہم پہنچائیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ دیوان کے آئندہ شمارے بھی "یادِ رفتگاں" کے سلسلے کو جاری رکھیں گے۔

ہم بخوبی جانتے ہیں کہ یہ اہم کارنامہ صاحبِ سجادہ امینِ طریقت سید شاہ حسین احمد دام ظلہ العالی کا ہے۔ ہم دل کی گہرائیوں سے انھیں تبریکات پیش کرتے ہیں۔

☆☆☆

خیابانِ حرم

منظومات

ہم کو آئینِ خیر البشر چاہیے

سوزِ دل چاہیے، چشمِ نم چاہیے اور شوقِ طلب معتبر چاہیے
ہوں میسر مدینے کی گلیاں اگر، آنکھ کافی نہیں ہے نظر چاہیے

ان کی محفل کے آداب کچھ اور ہیں، لب کشائی کی جرات مناسب نہیں
ان کی سرکار میں التجا کے لیے، جنبشِ لب نہیں، چشمِ تر چاہیے

اپنی رودادِ غم میں سناؤں کسے، میرے دکھ کو کوئی اور سمجھے گا کیا؟
جس کی خاکِ قدم بھی ہے خاکِ شفا، میرے زخموں کو وہ چارہ گر چاہیے

رونقیں زندگی کی بہت دیکھ لیں، اب میں آنکھوں کو اپنی کروں گا بھی کیا
اب نہ کچھ دیدنی ہے، نہ کچھ گفتنی، مجھ کو آقا کی بس اک نظر چاہیے

میں گدائے درِ شاہِ کونین ہوں، شیش محلوں کی مجھ کو تمنّا نہیں
ہو میسر زمیں پہ کہ زیرِ زمیں، مجھ کو طیبہ میں اک اپنا گھر چاہیے

ان نئے راستوں کی نئی روشنی، ہم کو راس آئی ہے اور نہ راس آئے گی
ہم کو کھوئی ہوئی روشنی چاہیے، ہم کو آئینِ خیر البشر چاہیے

مدحتِ شاہِ کون و مکاں کے لیے صرف لفظ و بیاں کا سہارا نہ لو
فنِ شعری ہے اقبال اپنی جگہ، نعت کہنے کو خونِ جگر چاہیے

پروفیسر اقبال عظیم

تمھی تو ہو

مسند نشین عالمِ امکاں تمھی تو ہو
اس انجمن کی شمعِ فروزاں تمھی تو ہو

دنیائے ہست و بود کی زینت تمھی سے ہے
اس باغ کے بہار کے ساماں تمھی تو ہو

روشن ہے جس کی ضَو سے شبستانِ زندگی
وہ ماہِ نیم ماہِ درخشاں تمھی تو ہو

دنیا کی آرزوئیں فنا آشنا ہیں سب
جو روحِ زندگی ہے وہ ایماں تمھی تو ہو

تم کیا ملے کہ دولتِ ایماں ملی ہمیں
ایمان کی تو یہ ہے کہ ایماں تمھی تو ہو

صبحِ ازل سے شامِ ابد تک ہے جس کا نور
وہ جلوہ زار حسنِ درخشاں تمھی تو ہو

دنیا و آخرت کا سہارا تمھاری ذات
دونوں جہاں کے والی و سلطاں تمھی تو ہو

شادابیِ صنوبر و نسریں تمھی سے ہے
بوئے گل و بہارِ گلستاں تمھی تو ہو

اختر شیرانی

علامہ بدر القادری کی شان میں

رب نے بخشا ہے تدبر کا نشانِ امتیاز
پی رہا تھا زندگی بھر شوق سے جامِ حجاز
علم کے ایوان میں برسوں رہا مسند نشیں
آسماں پر جیسے ہو رونق فزا بدرِ مبیں
الرحیل و قم باذنِ اللہ کا شاعر تھا وہ
شعر گوئی میں یقیناً قادر و ماہر تھا وہ
جادہ و منزل، حیاتِ حافظِ ملت لکھی
معرفت کی بزم میں چمکائی تازہ شاعری
شعر گوئی میں وہ سر اقبال کا مظہر ہوا
خوش نظر اس واسطے احساس کا منظر ہوا
امنِ عالم پر ہے اک اچھی کتابِ مستطاب
عظمتِ اسلام کا سورج ہوا ہے بے نقاب
سیدِ سالار کی اچھی سوانح بھی لکھی
اشرفیّہ حال، ماضی یادگارِ فن ہوئی
کیا خمینی اک الگ مذہب ہے؟ یہ بتلا دیا
یورپی ملکوں میں اسلامی علم لہرا دیا
مذہبِ اسلام نے عورت کو بخشا جو مقام
اک کتابِ معتبر میں ہے بیانِ احتشام
حافظِ ملت کے فیض و جود کا اک انتخاب
ہر ادائے عشق میں تھا وہ یقیناً لاجواب
مادرِ علمی کا پاکیزہ تعارف اس کی ذات
ہر ادائے خسروانہ میں تھا وہ عالی صفات
بزمِ تحقیق و ادب میں اک چمکتا آئنہ
راہِ حق کا اک مسافر، دینِ حق کا رہنما
گم تھا اس کی ذات میں اقبال کا شاہین بھی
بحر کی موجوں میں گھرنے کا بڑا شوقین بھی
تھا شریعت اور طریقت کا انوکھا امتزاج
زندگی کی بزم آرائی میں پایا ہے خراج
علم کا وہ بدرِ کامل آج پوشیدہ ہوا
چہرۂ فکر و تدبر خوب رنجیدہ ہوا

توفیق احسن برکاتی

سفر آخرت

راجا رشید محمود

آسمانِ نعت کا ایک آفتاب

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

1442ھ/2021ء میں دبستان نعوت کی عظیم شخصیت عالی جناب راجہ رشید محمود کا وصال پر ملال ہو گیا، پروردگار شافعِ محشر ﷺ کے طفیل ان کی خوب خوب مغفرت فرمائے۔ آپ بلا شبہہ نعوت و مناقب کی دنیا کے تاج دار تھے۔ آپ کے باسٹھ اردو نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ نعت نگاری میں آپ کو بہت زیادہ سوچنا نہیں پڑتا تھا، بلکہ عام طور پر آمد آمد ہی رہتی تھی۔ نعتیہ فکر و فن اور معارفِ نعت کے حوالے سے آپ نے ماہ نامہ نعت 1988ء میں لاہور سے جاری فرمایا۔ موضوعات نعت پر گراں قدر مضامین اور دل نشین مقالات ہوتے تھے۔ آپ نے اس ماہ نامہ کے چند گراں قدر مباحثِ نعت پر خصوصی شمارے بھی شائع فرمائے۔ نثر نگاری میں بھی آپ کا قلم خوب چلتا تھا، قابلِ ذکر کتابیں آپ نے مرتب فرمائیں، غالباً آپ نے جلالۃ العلم حضور حافظِ ملت کی معروف کتاب "معارف حدیث" کے آخر میں بھی اسی طرز پر اضافے کیے اور پاکستان سے شائع بھی فرمائی۔

غم کی اس گھڑی میں ہم آپ کے اہلِ خانہ خاص طور پر دختر نیک اختر محترمہ شہناز کوثر، صاحب زادہ اظہر محمود اور اختر محمود وغیرہ کو تعزیت پیش کرتے ہیں۔ ہم سخت وقت میں آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ آپ علیہ الرحمہ کی رحلت سے جماعت اہلِ سنت افسردہ ہے، اللہ تعالیٰ سب کو صبر و شکر کی دولت عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے، آمین بجاہ حبیبک سید المرسلین یا رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ۔

از: احقر مبارک حسین مصباحی عفی عنہ

کتنا کرم ہے ان پہ یہ رب مجید کا
چرچا ہے نعت گوئی میں راجا رشید کا

حضرت راجا رشید محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (پ:1358ھ/1939ء - م:1442ھ/2021ء) کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ کی ولادت ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں ہوئی، والد گرامی کا نام راجا غلام محمد مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت گھر میں ہوئی، پھر میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے کیا۔ تعلیمی فراغت کے بعد پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ سے منسلک ہوئے اور تعلیمی شعبے میں نصابی کتب کی تصنیف و تدوین اور نگرانی کے فرائض سنبھالے۔ ساتویں جماعت کی اردو کی کتاب میں جب ایک ایمان افروز مضمون "عید میلاد النبی ﷺ" شامل ہوا تو اس پر "یاران نجد" بہت تلملائے اور طیش میں آئے لیکن آپ کی استقامت میں ذرا بھی لغزش نہ آئی۔ آپ نے ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا اور کامیاب و کامران رہے۔ آپ اس ادارے میں ساڑھے اکتیس سال نہایت عزت و اکرام سے رہے اور 1995ء کے اواخر میں ایک سینئر ماہر مضمون کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔

آپ کی ساری زندگی جہد مسلسل سے عبارت ہے، آپ کو اگر فنافی النعت کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ آپ کی ساری زندگی نعت اور موضوعات نعت میں بسر ہوئی۔ آپ نے فروغ نعت کے لیے ایک باقاعدہ ماہ نامہ "نعت" لاہور جنوری 1988ء میں شروع کیا جو دسمبر 2011ء تک ہر ماہ شائع ہوتا رہا۔ اس کا ہر شمارہ ہی اپنے موضوع پر بے مثال اور لاجواب ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی اس کے کئی شمارے نعت کے مختلف موضوعات پر خصوصی اہمیت کے حامل ہیں اور خاصے ضخیم ہیں۔ اس کے ایڈیٹر آپ خود، ڈپٹی ایڈیٹر آپ کی دختر نیک اختر محترمہ شہناز کوثر، صاحب زادہ اظہر محمود اور منیجر اختر محمود تھے۔ یہ رسالہ "اظہر منزل، مسجد سٹریٹ نمبر5، نیو شالامار کالونی ملتان روڈ لاہور سے جاری ہوتا تھا۔

یوں آپ خود اور آپ کا سارا خانوادہ فروغ نعت میں مصروف رہا۔ جب سے آپ نے ماہ نامہ نعت جاری فرمایا آپ کو ہر سال عمرہ کے

لیے اور مدینہ منورہ میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کے لیے بلاوا آتا رہا۔ایں سعادت بزور بازو نیست۔

آپ کی نعتوں میں آمد ہی آمد ہے، یہی وجہ ہے کہ جب بھی آمد ہوتی تو صرف ایک نعت ہی نہیں بلکہ پورا ایک دیوان سامنے آجاتا تھا۔ یوں آپ کے نوک قلم سے باسٹھ اردو نعتیہ مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں۔آپ کی پندرہ ایسی نعتیہ تخلیقات ہیں جنہیں "اولیات نعت محمود" کا نام دیا جاتا ہے۔ تخلیق نعت میں آپ کی تقریباً 43 کتابیں ہیں جن کے صفحات 5002 ہیں۔اسی طرح تحقیق نعت میں 9 اور ان کے صفحات 2302، تدوین نعت میں 44، اور ان کے صفحات 9157، تدوین حمد میں 2، اور ان کے صفحات 344، اور دیگر مختلف موضوعات پر 29، اور ان کے صفحات 6216 شمار ہوتے ہیں اسی طرح اہل بیت اطہار، صحابہ کبار اور اخیار کے مناقب بھی تقریباً 1600 صفحات میں سمائے ہیں۔

آپ نے ماہ نامہ نعت میں سرکار دوعالم نور مجسم محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ کے کئی اہم موضوعات بھی تحقیقی نقطۂ نظر سے پیش فرمائے ہیں۔ان میں میلاد النبی، معراج النبی، سراپائے سرکار ﷺ، حضور ﷺ کا بچپن، حضور ﷺ اور بچے، حضور ﷺ کے سیاہ فام رفقا، حضور ﷺ کی رشتہ دار خواتین، تسخیر عالمین اور رحمۃ للعالمین ﷺ، حضور ﷺ کی عادات کریمہ، ہجرت مصطفیٰ ﷺ، حضور ﷺ دی سیرت، حضور ﷺ دا ویریاں نال سلوک، دربار رسول ﷺ سے اعزاز یافتہ خواتین، ہجرت حبشہ، سرکار ﷺ کی جنگی زندگی، ہمارے حضور ﷺ کی زندگی، مکی زندگی کے مسلمان، جہات سیرت حضور ﷺ، اعزاز یافتہ صحابہ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے چند پہلو شامل ہیں۔اگر ان موضوعات کی از سر نو ترتیب و تدوین کر کے یکجا کتابی صورت میں شائع کیا جائے تو سیرت نگاری کے باب میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔

آپ نے ماہ نامہ نعت میں مختلف جرائد ورسائل کے "رسول نمبروں کا تعارف" پیش فرما کر سیرت نگاری پر کام کرنے والوں کے لیے رہنمائی فرمائی ہے۔ناموس رسالت اور ختم نبوت کے حوالے سے بھی آپ نے بھرپور کردار ادا کیا ہے، اس پر ماہ نامہ نعت شاہد و ناطق ہے، بالخصوص ماہ نامہ نعت کے خصوصی نمبر "تحفظ ناموس رسالت" اور "ختم نبوت اور سارق ختم نبوت" اپنے موضوع پر لاجواب ہیں۔ اسی طرح آپ نے ناموس رسالت مآب ﷺ کے محافظین اور شہیدان کے تذکار کے لیے بھی ماہ نامہ نعت کے کئی شمارے مختص فرمائے ہیں اور انہیں "شہیدانِ ناموسِ رسالت" کے عنوان سے سامنے لائے ہیں۔

آپ نے نعت گویان اردو، عربی اور فارسی کی حیات و خدمات اور نعتیہ کلام کو بھی ماہ نامہ نعت کے صفحات میں محفوظ فرمایا ہے۔ان میں علامہ کفایت علی کافی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، اختر الحامدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ضیاء القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مولانا خیر الدین خیوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، بہزاد لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ستار وارثی، آزاد بیکانیری، محمد حسین فقیر، شیوا بریلوی، جمیل نظر، بے چین رجپوری، لطف بریلوی، جوہر میرٹھی، ڈاکٹر فقیر، تہنیت النساء، عبد القدیر حسرت، حقیر فاروقی، حمید صدیقی، امیر مینائی، عابد بریلوی، مسرور کیفی، مفتی غلام سرور لاہوری، رحمۃ اللہ علیہم کے اسمائے گرامی نہایت نمایاں ہیں۔

اسی طرح آپ نے "مدینۃ الرسول ﷺ، سفر حرمین شریفین، درود و سلام اور پیر کے دن کی اہمیت کے عنوانات کے تحت ماہ نامہ نعت کے کئی شمارے مختص فرمائے ہیں۔آپ نے صاحب کتاب نعت گو، خواتین کی نعت گوئی، اور غیر مسلموں کی نعت جیسے موضوعات پر بھی ماہ نامہ نعت کے کئی خصوصی شمارے شائع ہوئے ہیں۔ اسی طرح آپ نے مختلف اہل علم و قلم سے مختلف علاقوں اور خطوں کے نعت گو شعرا سے ان کے احوال و آثار اور نمونہ کلام کی ترتیب و تدوین کروا کر ماہ نامہ نعت کے کئی شمارے شائع فرمائے ہیں۔ان علاقوں میں گجرات، سرگودھا، کراچی، سندھ، راول پنڈی، اور ضلع اٹک وغیرہ نمایاں ہیں۔ "ضلع اٹک کے نعت گو شعرا" فقیر کا مقالہ ہے، پروفیسر ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایما پر لکھا تھا جسے وہ مجلہ "اوج" گورنمنٹ ڈگری کالج شاہدرہ لاہور کے "نعت نمبر" کی تیسری جلد میں شائع کرنا چاہتے تھے لیکن وہ دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ گئے اور نہایت بے دردی سے شہید کر دیے گئے بعد ازاں اس مقالے کو راجا رشید محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ماہ نامہ نعت کا پورا شمارہ دسمبر 1996ء مختص فرمایا اور اسی نام "ضلع اٹک کے نعت گو شعرا" سے شائع فرمایا۔

راجا رشید محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک فرد کا نام نہیں بلکہ آپ ایک تحریک، ایک تنظیم اور ایک ادارہ کی حیثیت رکھتے تھے آپ نے نعت کے جس موضوع کو لیا اس کا حق ادا فرمادیا۔نعت کے معاملے میں آپ بہت ہی حساس تھے، اگر کسی کے کلام میں کسی مصرع میں ذرا سا بھی بے احتیاطی کا پہلو نظر آتا تو آپ فوراً گرفت فرماتے یا حذف فرمادیتے تھے، آپ نعت میں "تو، تم، تمھارا" جیسے الفاظ کے بھی روادار نہیں تھے۔

اکابرین نعت کے احترام میں اور اصاغرین نعت کی حوصلہ افزائی میں کبھی تساہل نہیں برتا۔ فقیر کے مہربان اور قدردان تھے، ایک بار راقم

نے آپ کے "ایوان نعت" (دولت کدہ) پر حاضری دی، میرے ہمراہ معروف نعت گو اور قطعہ نگار طارق سلطان پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تھے۔ اس وقت آپ کے ہاں "محفل درود و سلام" جاری تھی۔ وہاں کئی علمی و ادبی احباب سے ملاقاتیں ہوئیں، سلسلہ وارثیہ کے معروف محقق میاں عطاء اللہ ساگر وارثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلی ملاقات بھی یہاں ہی ہوئی تھی حالاں کہ غائبانہ ہم دونوں ایک دوسرے سے متعارف تھے اس پر ہم دونوں کی مراسلت شاہد و ناطق ہے۔ نماز مغرب کا وقت ہوا تو راجا رشید محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آج ہم سب سید صابر حسین شاہ بخاری قادری کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے اور محفل کی اختتامیہ دعا بھی شاہ صاحب ہی کرائیں گے۔ اللہ اللہ اصاغر نوازی کی ایسی مثالیں بہت کم ہی دیکھنے میں آتی ہیں۔

راجا رشید محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آسمان نعت کے ایک ایسے آفتاب تھے جن کی نعتیہ روشنی دنیا بھر میں پھیلی آپ نے نعت کو ایک تحریک کے طور پر پیش کیا۔ آپ کے گھر میں ہر طرف نعتیہ کتب و رسائل نہایت طریقے سلیقے سے رکھے ہوئے تھے، آپ کا سارا خانوادہ نعت کے لیے وقف ہے۔ آپ کا دولت کدہ "ایوان نعت" کا منظر پیش کر رہا تھا۔ ایں خانہ ہمہ آفتاب است۔

آپ سنی رائٹر گلڈ کے بانیوں میں سے تھے۔ سید ہجویر نعت کونسل کے چیئرمین تھے، آپ اس کونسل کے تحت حضرت سیدی داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک پر ہر سال نعتیہ مشاعرہ و منقبت کا نہایت شایانِ شان طریقے سے اہتمام فرماتے تھے، دور دراز سے شعرائے کرام کو مدعو فرماتے تھے۔ نعتیہ خدمات کے اعتراف میں آپ کو دو مرتبہ صدارتی ایوارڈ بھی مل چکا ہے۔ آپ کائنات نعت کے ایک فرد فرید تھے، نعت آپ کی رگ و ریشے میں سرایت کر چکی تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ کی گفتگو کی ابتدا اور انتہا بھی صرف نعت پر ہوتی تھی۔

ضرورت ہے کہ ان کی خدمات جلیلہ کے اعتراف میں ہمارے جرائد و رسائل خصوصی اشاعتوں کا اہتمام کریں، زندہ قومیں اپنے محسنین کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کرتیں۔

الحمد للہ، جناب محمد حنیف مغل زید مجدہ نے ماہ نامہ "کاروانِ نعت" لاہور کی خصوصی اشاعت "راجا رشید محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" کا اہتمام محرم الحرام 1443ھ/اگست 2021ء میں فرما کر پہل فرمائی ہے، بہت خوب، اللھم زد فزد۔ یہ خصوصی اشاعت صرف 80 صفحات پر مشتمل ہے۔ ابھی راجا رشید محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر مزید کام کرنے کی ضرورت ہے، ابھی اسی فکر میں تھا کہ محبی حافظ امانت علی سعیدی صاحب زید مجدہ نے یہ مژدہ جانفزا سنایا کہ جناب محمد نعیم طاہر رضوی زید مجدہ اپنے ماہ نامہ "کنزالایمان" لاہور کا ایک ضخیم نمبر عاشق نعت راجا رشید محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یاد میں منصۂ شہود پر لا رہے ہیں۔ انہوں نے اس نمبر کی فہرست بھیجی تو اسے دیکھ کر اطمینان ہوا کہ "ابھی کچھ لوگ ہیں اس جہاں میں"۔ ماشاء اللہ ماشاء اللہ ماشاء اللہ، بہت خوب۔

محبی مخلصی مجاہد اہل سنت محمد نعیم طاہر رضوی زید مجدہ فقیر کے دیرینہ رفقا میں سے ایک ہیں، آپ حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تربیت یافتہ ہیں، آپ نے لاہور میں کنزالایمان سوسائٹی قائم کر رکھی ہے۔ جس کے تحت ایک عظیم لائبریری بنائی ہوئی ہے جہاں اہل علم و قلم کے لیے مختلف جرائد و رسائل اور نادر و نایاب کتابوں کا ذخیرہ دعوت مطالعہ دے رہا ہے، اسی طرح ایک مدرسہ ہے جہاں بچے قرآن و حدیث کی تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں، اس کے تحت ہر سال ایک عظیم الشان امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد فرماتے ہیں جس میں مشاہیر علما و مشائخ اور محققین تشریف لا کر اپنے مقالے پیش کرتے ہیں، سوسائٹی کے زیر اہتمام مختلف کتب و رسائل شائع ہو رہے ہیں۔

ماہ نامہ "کنزالایمان" لاہور بھی عرصہ دراز سے نہایت کامیابی و کامرانی سے مطلع صحافت پر طلوع ہو رہا ہے سنی صحافت میں یہ رسالہ ممتاز و نمایاں ہے۔ یہ فکر رضا کا ترجمان ہے اس میں نہایت علمی و تحقیقی مضامین و مقالات شائع ہوتے ہیں۔ محبی مخلصی محمد نعیم طاہر رضوی نے مختلف موضوعات پر ماہ نامہ کنزالایمان لاہور کے درجنوں خصوصی نمبر شائع فرمائے ہیں۔ ہر نمبر اپنے موضوع کے حوالے سے بہترین ہے اب اسی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے آفتاب نعت راجا رشید محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے نہایت وقیع و رفیع نمبر شائع فرما کر اہل ذوق و شوق کی ضیافت طبع کے لیے پیش فرما رہے ہیں۔ امید واثق ہے کہ ماہ نامہ کنزالایمان لاہور کا یہ خصوصی نمبر بھی نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

اسلاف شناسی کی یہ ایک نہایت اعلیٰ مثال ہے۔ ہمیں اپنے محسنین کی خدمات جلیلہ کا برملا اعتراف کرنا چاہیے۔ فقیر اس نمبر کی بروقت اشاعت پر محبی مخلصی مجاہد اہل سنت محمد نعیم طاہر رضوی زید مجدہ کی خدمت میں مبارک باد اور ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل آپ کی تمام علمی و ادبی اور تحقیقی خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور آپ کے علم و قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے، آپ کو صحت و سلامتی عطا فرمائے اور ہمیشہ شاد و آباد رکھے آپ کے تمام معاونین و محبین کو خوش و خرم رکھے اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین ثم آمین.

☆☆☆

صدائے بازگشت

اک اور شمعِ عشقِ وفا ہو گئی خموش

حضرتِ گراں قدر! مولانا مبارک حسین مصباحی صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بے حد اندوہ و ملال اور افسوس ہے کہ ادھر چند ماہ کے درمیان جماعت اہلِ سنت اور دنیائے عشق و محبت کے ایسے کئی اہم اور نام ور اصحابِ فکر و فن اور اساتذۂ مدارس دنیا کو خیر باد کہہ گئے کہ نہ صرف سنی دنیا پر رنج و الم کے پہاڑ گرے بلکہ اتنے بڑے خسارے نے دعوت و تبلیغ کی محفلوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. اللہ تعالیٰ بدل عطا فرمائے، آمین۔

9 ستمبر 2021ء کی شام کو جماعت کا ایک اور چمکتا ستارا اور دار العلوم اشرفیہ کا قدیمی فرزند رخصت ہو گیا۔ عظیم محقق و مدبر اور عاشقِ اہلِ بیت علامہ مولانا مفتی الحاج بدر القادری (علیہ الرحمہ) کے اوصاف و محاسن کی کثرت، حسنِ اخلاق کی فراوانی اور کردار و عمل کی وسعتوں نے بے شمار آنکھوں کو اشک بار کیا، جب تک دیوانگیِ اسلام کے آئینے میں دل جیتنے کے اسباب اور متاثر کرنے کے جوہر نہیں ہوتے، آنکھیں آنسو بہانے پر مجبور نہیں ہوتیں، زبان و قلم کے بادشاہ تھے، علامہ۔ شاعری کی تمام صنفوں میں ان کی پختہ طبع آزمائی نے بڑے بڑے ادب شناسوں کو متاثر کیا۔ ادب کے طالب علموں نے ان سے ہمیشہ استفادہ کیا۔ مختلف موضوعات پر علمی و تحقیقی تصانیف جماعت کے لیے قیمتی یادگاریں ہیں۔ 1970ء سے میری دوستی اور یاری کی ابتدا ہوئی جو چند برس پہلے تک لگاتار برقرار رہی۔

میری پہلی ملاقات 1970 میں دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں ہوئی جب میں نے اشرفیہ میں داخلہ لیا تھا۔ علامہ قادری مرحوم غالباً 1971ء میں فارغ التحصیل ہوئے، جلسۂ دستار فضیلت کے موقع پر موصوف مرحوم کی پیش کردہ الوداعی نظم نے حاضرین کو بے حد متاثر کیا تھا۔ فارغ ہونے کے بعد بھی علامہ سے برابر ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ مزاج و طبیعت کی ہم آہنگی اور تال میل نے ہم دونوں کو بہت قریب بھی کیا اور بے تکلف بھی۔ شاعری کے ذوق سے بھی دونوں وابستہ تھے، قصبے میں منعقد ہونے والی تقریباً ہر شعری نشست میں ہم دونوں مدعو کیے جاتے اور کلام پیش کرتے۔ اس دور میں علامہ کے شعری مشق و ریاض سے مجھے بہت کچھ استفادہ کرنے کا موقع ملا۔ 1972ء میں سہ روزہ تعلیمی کانفرنس کے موقع پر فارغ ہونے کے بعد میں الہ آباد چلا آیا۔ کچھ عرصہ کے بعد الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے دینی و علمی ترجمان کے طور پر ایک جریدہ جاری کرنے کا منصوبہ طے پایا۔ علامہ بدر القادری صاحب مرحوم جریدہ کے مدیرِ اعلیٰ منتخب ہوئے۔ ڈکلیریشن کے سلسلہ میں اعظم گڑھ کچہری میں مسلسل ناکامی و پریشانی کا سامنا کرنے کے بعد اس وقت کے ناظمِ اعلیٰ استاذی المغفور حضرت علامہ الحاج محمد شفیع اعظمی صاحب علیہ الرحمہ الہ آباد تشریف لائے اور متوقع ضرورت کے تحت روپے دے کر یہ ذمہ داری خاک سار کو سونپ گئے۔ محلہ محتشم گنج کے رہنے والے نام ور اور مشہور وکیل جناب اقبال احمد مرحوم کو ہمراہ لے کر آفس گیا اور فارم فل اپ کر کے جمع کر دیا گیا۔ مرحوم نے بطور خاص کلرک سے کہا "یہ کام میرا ہے برائے مہربانی جلدی کر دیجیے گا" تھوڑے ہی دنوں کے بعد خانقاہ کے پتے پر "اشرفیہ" نام کا ڈکلیریشن موصول ہو گیا۔ مولانا بدر القادری صاحب کی ادارت میں پہلا شمارہ خانقاہ حلیمیہ الہ آباد کے پتے سے شائع ہوا بعد میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے پتے پر منتقل کرا دیا گیا۔ مولانا قادری صاحب مرحوم نے خاک سار کی اس چھوٹی سی خدمت کا بطور خاص ذکر کیا۔ اس دور میں چوں کہ ہر شمارہ اسرار کریمی پریس الہ آباد ہی میں شائع ہوتا تھا، ایسی صورت میں یار گراں قدر علامہ بدر القادری سے برابر ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔ قیام ہمیشہ میرے ساتھ ہی رہتا تھا، نہ جانے کتنی محفلوں اور صحبتوں کے نقوش آج بھی محفوظ ہیں۔ مختلف نوعیت کی گفتگو اور مزاح بے تکلفانہ میں ساری ساری رات گزر جاتی۔

بانیِ الجامعۃ الاشرفیہ حضور حافظِ ملت (علیہ الرحمہ) کے وصال کے بعد ماہ

نامہ اشرفیہ کے "حافظِ ملت نمبر" کا اعلان ہوا۔ ہندوستان بھر کے عالموں، دانش وروں، شاگردوں اور خیر خواہوں کو مضامین، منظومات اور تاثرات کے لیے درخواست نامے روانہ کیے جانے لگے۔ چند ماہ کے بعد کافی ذخیرہ جمع ہو گیا۔ اصحابِ قلم نے دل کھول کر تاثراتی خدمات کا فریضہ انجام دیا۔ علامہ بدر القادری نے محسوس کیا کہ میں زبردست آزمائشوں اور صحافتی کش مکش کی منزلوں میں گھر گیا، مگر علامہ کے پاس حوصلوں کی کوئی کمی نہیں تھی۔ ذہانت و فراست کی وسعتوں نے کہیں پر کمزور نہیں ہونے دیا۔ تاہم ایسی شدید سرگرمیوں کے موقع پر علامہ نے اس خاک سار کو بطور خاص یاد کیا اور میں مبارک پور حاضر ہو کر نمبر کی ترتیب و تزئین میں ہاتھ بٹانے لگا۔ مضامین و منظومات کی تصحیح اور اصلاح کا کام مکمل ہو چکا تھا، پھر بھی جہاں جہاں اغلاط و عیوب پر میری نظر پڑتی، میری نشان دہی پر علامہ بار بار چونک پڑتے، مجھے ایسا محسوس ہوا کہ شاید تصحیحی ذمہ داریوں کا فریضہ پورے طور سے ادا نہیں ہوا۔ نمبر منظرِ عام پر آیا، پھر تھوڑی ہی مدت کے بعد علامہ ایک اسلامی انجمن سے وابستہ ہوتے ہوئے ہالینڈ چلے گئے۔ انھیں الہ آباد ہی سے دہلی یا ممبئی کے لیے روانہ ہونا تھا، وہ خانقاہ تشریف لائے، سفرِ ہالینڈ کی خبر ملنے پر میں نے انھیں مبارک باد پیش کی، الہ آباد کے میرے یار مقرب جناب انیس حنفی جن سے علامہ کے اچھے تعلقات تھے اور برابر ملاقات ہوتی رہتی تھی، انھوں نے بھی علامہ کو مبارک باد پیش کی اور رات میں ساتھ ہی کھانا کھانے کی درخواست کی۔ انیس بھائی نے شان دار اہتمام کیا اور ہم تینوں نے رات کا کھانا انیس بھائی کے دولت کدے پر کھایا۔

مولانا موصوف کے ہالینڈ چلے جانے پر الجامعۃ الاشرفیہ کے بعض اصحابِ عہدہ کی نظرِ انتخاب اس خاک سار پر پڑی، بطور خاص استاذی المغفور بحر العلوم علامہ الحاج مفتی عبد المنان اعظمی اور استاذی المغفور علامہ الحاج محمد شفیع اعظمی سابق ناظمِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور علیہما الرحمۃ والرضوان کے حکم پر اس خاک سار نے ذمہ داری قبول کی اور ادارتی آغاز کا پہلا شمارہ اکتوبر 1978ء یہیں چھپوا کر ہم راہ لے کر مبارک پور پہنچا۔ بیش تر ارکانِ بالا اور بعض اساتذۂ کرام نے مبارک باد دیتے ہوئے اپنی مسرتوں کا اظہار کیا۔ پھر چند ہی دنوں کے بعد "حافظِ ملت نمبر" کا وہ نسخہ میرے حوالے کیا گیا جس میں سیکڑوں اغلاط و عیوب پر سرخ سیاہی سے نشان دہی کی گئی تھی۔ اسی وجہ سے تمام کاپیوں پر پابندی عائد کر دی گئی، تصحیح و اصلاح کے بعد ہی دوبارہ جاری کیا جائے گا۔ ادارتی ذمہ داری کے آغاز ہی نے خاک سار کو دہلا کر رکھ دیا۔

تقریباً 100 صفحات کو دوبارہ چھپوا کر از سرِ نو بائنڈنگ کرائی گئی تب "حافظِ ملت نمبر" کو پوری شان کے ساتھ دوبارہ جاری کیا گیا۔

الغرض جذبۂ ایمانی کی چمک، تعلیم و تربیت کی تجلی اور فیضان حضور حافظِ ملت کے سائے میں علامہ قادری جب تک ہالینڈ میں با حیات رہے اپنی ذمہ داریوں اور دینی و علمی سرگرمیوں کے تاج کو کبھی سر سے الگ نہیں ہونے دیا۔ راحت و آسانی اور دھن ہونے کے باوجود خون پسینے کی فوقیت سے کبھی غافل نہ رہے۔ ایک طویل عرصے تک اپنی تصانیف، اپنی تقریروں اور اپنی شعری خدمات کے آئینے میں سرزمین ہالینڈ میں عشق و محبت کے چراغ جلائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے میں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

ماشاء اللہ ماہ نامہ اشرفیہ کا ہر شمارہ پابندی سے موصول ہو رہا ہے، ایک بار پھر ممنون و مشکور ہونے کا شرف حاصل کرتا ہوں، تازہ شمارہ اگست 2021ء کے مطالعہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ آپ پٹنہ تشریف لے گئے تھے، اللہ تعالیٰ مزید سرخروئی و سرفرازی عطا فرمائے۔

از: **سید شمیم احمد گوہر**، خانقاہ حلیمیہ، الہ آباد

آپ نے واقعی لکھنے اور تبصرہ کرنے کا حق ادا کر دیا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا مبارک حسین المصباحی حفظہ اللہ واطال اللہ عمرہ بالخیر والعافیہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے، عمر میں برکت دے، مزید ترقی عطا فرمائے، آپ کی پوری فیملی کو ہر بلا اور مہلک امراض سے حفاظت فرمائے۔ آپ نے واقعی لکھنے کا اور تبصرہ کرنے کا حق ادا کر دیا، میرے بارے میں جو لکھا میں اس کو دعا سمجھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے ویسا ہی بنا دے، آپ کی توقعات کے مطابق اور استقامت علی الحق دے، مسلکِ حق مسلکِ اعلیٰ حضرت پر استقامت دے اور اسی پر ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ بہت عمدہ آپ نے لکھا ہے، کمال کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جزاء عطا فرمائے۔ جس طرح آپ نے ہمارے کہے بغیر ہدیۂ خلوص پیش کیا تو ہم بھی آپ کے کہے بغیر ہدیۂ خلوص پیش کریں گے اور آپ اسے قبول کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ بہت شکریہ

محمد نظام الدین المصباحی

دار العلوم غوثیہ، بلیک برن (یو کے)

مکتوب کا پس منظر:

اس مکتوب کا پس منظر یہ ہے کہ اکتوبر 2021ء میں سلسلۂ شطاریہ کے عظیم شیخ، کثیر التصانیف مصنف و محقق حضور امام وجیہ الدین علوی گجراتی علیہ الرحمۃ کی اہم کتاب "اورادِ وجیہ" پر تبصرہ نوٹ کرنے کا شرف حاصل کیا، اس پر حضرت علامہ محمد نظام الدین المصباحی دام ظلہ العالی نے یہ مکتوب گرامی عطا فرمایا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

از: احقر — **مبارک حسین مصباحی**

دل کو تڑپاتی ہے اب تک گرمیِ محفل کی یاد

شاعرِ مشرق علامہ اقبال کے فکر و فن کے نقیب، حضور حافظِ ملت کے تلمیذِ رشید، باوقار عالمِ دین، مغرب میں مشرق کی آبرو، اصنافِ سخن پر کمالِ عبور رکھنے والے مایۂ ناز شاعر و ادیب حضرت علامہ "بدر القادری" مصباحی خلیفۂ حضور مفتیِ اعظم ہند، یہاں ہالینڈ میں ایک طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اے ہمایوں زندگی تیری سراپا سوز تھی
تیری چنگاری چراغِ انجمن افروز تھی

"علامہ بدر القادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے من میں ڈوب کر سراغِ زندگی پا جانے والے اربابِ فقر و غیور میں تھے۔ ان کی سراپا زندگی حد درجہ متنوع، علم آشنا، فکر انگیز اور انقلابی تحریکات سے آباد تھی۔ ان کا نثری سرمایہ مغرب میں طلوعِ صبحِ درخشاں کی نوید ہے۔ ان کا نغمۂ شعر و سخن اپنے قاری کی توجہات اور بے یقینی کے اندھیروں سے نکال کر عزم و یقین کے اجالوں میں کھڑا کرتا ہے۔ وہ دعوت و عزیمت کے شاعر تھے۔ ان کی دور رس نگاہ نے امروز و فردا کے درمیان پائے جانے والے دبیز پردوں کو چاک کر دیا تھا۔ انھیں اس بات کا پیہم یقین تھا کہ ۲۱ رویں صدی مغرب میں اسلام کے غلبے کی صدی ہوگی۔

جو اربابِ بست و کشادِ مغرب کے فکری، سیاسی اور اقتصادی طاغوت کے آگے سجدہ ریز ہیں، انھیں بہر کیف لوٹنا ہوگا اس نظامِ کرم کی طرف جو آقائے دو جہاں، تاج دارِ کائنات ارواحنا فداہ لے کر جلوہ گر ہوئے تھے، جو عالمِ انسانیت کی فیصلہ کن منزل ہے۔

علامہ بدر القادری نے اپنے اشعار میں فکرِ اقبال کی عملی تعبیر پیش کی ہے۔ وہ اس بات کے پر جوش حامی تھے کہ جو عشاقانِ رسول، مجاہدانِ فردا، اور مردانِ حر، دین و سنیت کے حقیقی غلبے کے لیے ملکوتی جواہرات سے آراستہ ہوں گے، جن کا سودائے عشق رموزِ بے خودی سے آگاہ ہوگا، دنیا کی کوئی طاقت انھیں منزلِ مراد کے حصول سے محروم نہیں کر سکتی۔ میرے نزدیک عصرِ حاضر کے اربابِ قلم میں "علامہ بدر القادری" ایک منفرد لب و لہجے کے حامل تھے۔ ان کی حیات ارضی اور اقوال و افکار کی تفصلات بیان کرنے کے لیے ان کے ہی ہم نشینوں میں کسی مزاج آشنا صاحبِ قلم کی ضرورت ہے۔

دیگر عملی شخصیات کی طرح علامہ بدر القادری کی دبستانِ فکر و نظر کا بھی ان کی زندگی اور شخصیت سے گہرا ربط و ضبط ہے۔ ان کی ایک جامع اور مستند سوانح عمری کی تدوین ہماری جماعت کے اصحابِ لوح و قلم کے لیے فرض کفایہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اربابِ علم و فضل اور بدر شناس علما اس جانب توجہ کریں گے۔

"علامہ بدر القادری" شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال کے رنگ و آہنگ میں اسلامی نشاۃ ثانیہ کے علم بردار تھے، جس کا اثر عکس در عکس ان کی شاعری پر پھیلا ہوا ہے۔ اس حوالے سے خدامانِ اردو کے حلقہ بگوش اچھی طرح واقف کار ہیں۔ ان کے ذہن کا ہر طرانہ بانگِ درا، ان کی زندگی کا ہر لمحہ پیامِ مشرق، ان کے دل کی ہر آواز زبورِ عجم اور ان کے تخیلات کی بلند پروازی بالِ جبریل تھا۔ آج وہ عرشِ الٰہی کے سائے میں آسودۂ خواب ہیں۔ ربِ قدیر ان کے مرقدِ انور پر اپنی رحمتوں کے پھول برسائے اور مغفرت دائمی سے نوازے۔ آمین یارب العالمین۔

مقامِ بندۂ مومن کا ماورائے سپہر
زمیں سے تا بہ ثریا تمام لات و منات
حریمِ ذات ہے اس کا نشیمنِ ابدی
نہ تیرہ خاک لحد ہے نہ جلوہ گاہ صفات

سوگوار، اسیرِ غم — **محمد فروغ القادری**

ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ

سنجیدہ قلم کاروں سے گزارش

مکرمی! والد محترم مفکر اسلام علامہ بدر القادری مصباحی علیہ الرحمۃ کی بلند پایہ شخصیت اور ان کی دینی، علمی، تعلیمی، تنظیمی اور شعری و ادبی خدمات وغیرہ پر ایک جامع معارف منظر عام پر لانے کی کوشش ہے معاصر اہل علم اور باذوق قلم کاروں سے گراں قدر مضامین اور یاد داشت پر مبنی تحریریں مطلوب ہیں، امید ہے کہ آپ حضرات توجہ فرمائیں گے۔

(مولانا) محی الدین حسنین بدر قادری

رابطہ کار: ذیشان رضا امجدی۔ فون نمبر: 09044401432

ای میل ایڈریس: zishanqadri@gmail.com

خیر وخبر

تحریک دعوت انسانیت کے زیر اہتمام دوروزہ اہم تعلیمی نشست

9,10/ستمبر 2021 بروز جمعرات وجمعہ تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور کان پور دیہات کے زیر اہتمام چمن گنج شہر کان پور میں ملک کے مقتدر علمائے کرام کی کئی اہم نشستیں منعقد ہوئیں۔ ان نشستوں میں ملک کے معروف علماو دانشوارن اور تعلیمی میدان کے ماہرین نے شرکت کی۔

در اصل تحریک دعوت انسانیت ڈیرہ پور دعوت وتبلیغ اور رفاہی و سماجی خدمات کے ساتھ مسلمانوں میں دینی وعصری تعلیم کے فروغ کے لیے بھی کوشاں ہے، خاص طور سے اسلامی نونہالوں کو دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنا تحریک کے اہم مقاصد میں ہے، تحریک دعوت انسانیت عصری اداروں میں زیر تعلیم ان طلبہ کے لیے بھی دینیات کی تعلیم کی سہولت فراہم کرنے کا عزم رکھتی ہے جو دینی تعلیم سے ناآشنا اور اسلامی تربیت سے بالکل دور ہیں۔ بانی تحریک دعوت انسانیت، مبلغ اسلام حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی شیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ پچھوند شریف تحریک کے ان مقاصد کی تکمیل کے لیے مسلسل جدو جہد فرما رہے ہیں۔ مکاتب اسلامیہ کے لیے موثر نظام ونصاب کی تدوین وتشکیل اور جزوقتی دینیات کوچنگ سینٹر کا قیام، نیز عصری تعلیم یافتہ بڑی بچیوں کو دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنے کے لیے دوسالہ کورس کا انتظام آپ کے اہم اہداف ہیں۔ ان ہی اہداف کی تکمیل اور نظام ونصاب کی تشکیل کے لیے یہ تعلیمی نشست منعقد ہوئی، جس میں خیر الاذ کیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی، ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور، رئیس التحریر حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی، دار القلم دہلی، مبلغ اسلام حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی شیخ الحدیث وصدر المدرسین جامعہ پچھوند شریف، مولانا مسعود احمد برکاتی مصباحی، مولانا نفیس احمد مصباحی، مولانا صدر الوریٰ قادری مصباحی اساتذۂ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، مفتی محمد ساجد رضا مصباحی، استاذ دار العلوم غریب نواز داہو گنج، کشی نگر، مولانا غلام محبوب سبحانی ازہری نائب شیخ الحدیث جامعہ صمدیہ پچھوند شریف، مولانا احکام علی چشتی مصباحی اور مولانا آفتاب عالم صمدی اساتذہ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف نے خاص طور سے شرکت فرمائی۔

ان نشستوں میں مکاتب اسلامیہ کے عمدہ اور موثر نصاب ونظام تعلیم کے سلسلے میں کافی غور وخوض ہوا، سبھی مندوبین نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اسلامی بچے اور بچیوں کے عقیدہ وایمان کے تحفظ کے لیے انھیں ضروری دینی تعلیم سے آراستہ کرنا انتہائی ضروری ہے، جماعتی سطح پر مکاتب کے تعلیمی معیار پر بہت کم توجہ دی گئی ہے اور اب تک کوئی باضابطہ نصاب تیار نہیں ہو سکا ہے، مکاتب کا کوئی باضابطہ نصاب نہ ہونے کی وجہ سے کئی کئی سالوں تک بچے مکتب کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھی ناظرہ اور اردو خوانی پر صحیح طریقے سے قادر نہیں ہو پاتے۔ اسی طرح اہل سنت کے جو بچے خالص عصری اداروں میں زیر تعلیم ہیں وہ بھی دینیات سے نابلد رہ جاتے ہیں، ان کے لیے بھی دینیات کورس کا انتظام کرنا انتہائی ضروری ہے، اس کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ بہت سارے باطل فرقے انھیں دینیات سکھانے کے نام پر کوچنگ سینٹر کھول رکھے ہیں، جہاں دینیات سکھانے کے بہانے بڑی چالاکی سے انھیں معتقدات اہل سنت بدظن کرنے اور اپنا ہم عقیدہ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ علمائے کرام ودانش واران نے لڑکیوں میں پھیلتی بے راہ روی اور موجودہ ارتدادی مہم کے روک تھام کے سلسلے میں بھی غور وفکر کیا، حالات کا گہرائی سے جائزہ لینے اور کئی نشستوں میں باہمی مشاورت کے بعد بچیوں کی دینی تعلیم وتربیت کے دوسالہ نصاب تعلیم بھی تیار کیا گیا۔

مکاتب اسلامیہ کے تین سالہ کورس کا نصاب تعلیم وتربیت اور جزوقتی دینیات کوچنگ سینٹر کے نصاب سازی کے لیے مورخہ یکم اکتوبر تا 3 اکتوبر 2021ء کی تاریخیں طے پائی ہیں، ان سہ روزہ تعلیمی نشستوں میں ملک کی مقتدر علمی شخصیات اور تعلیمی امور کے ماہر علمائے کرام شرکت فرما کر نصاب سازی کا اہم فریضہ انجام دیں گے۔

یہ تمام نشستیں خیر الاذ کیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ العالی کی سرپرستی اور بانی تحریک دعوت انسانیت حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی کی قیادت میں منعقد ہوئیں، تمام شرکا نے اس اقدام کو تحریک دعوت انسانیت کا تاریخی کارنامہ قرار دیا، انتظامی امور میں جناب فخر عالم چشتی اور صاحبِ عالم چشتی وغیرہ پیش پیش رہے۔

من جانب: شعبۂ نشر واشاعت تحریک دعوت انسانیت

ڈیرہ پور کان پور دیہات